

جنگ ترکی و یونان

یعنی

ترکانِ احرار اور یونان کی جنگ کے مفصل حالات
جن کا سلسلہ سنہ ۱۹۲۰ء سے ۱۹۲۲ء تک جاری رہا

مؤلف

خاکسار وجاہت حسین وجاہت صدیقی جھنجھانوی

۱۹۲۳ء

باہتمام شیخ نزار صاحب پرنٹر
مطبوعہ گلزار مہند سیتیم پرنٹرز لاہور

قیمت فی جلد ایک روپیہ (ایک)

م ایک ہزار جلد

M.A.LIBRARY, A.M.U.



U4297







جنرل عصمت پاشا

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	تقسیم	۸-۱
۲	نہید رویا چو طبع ثانی	۶۲ تا ۶۴
۳	تھریس پروان کی چڑھائی	۷
۴	جعفر علیار ہاشا کی اولد الزمی	"
۵	ایڈریا زپل میں جلسہ	۸
۶	ایڈریا زپل کی فوجی حکومت کا اعلان	۹
۷	یونان کی فوجی نقل و حرکت	"
۸	ترکی فوج سے جھڑپ	"
۹	ایڈریا زپل پر یونانی قبضہ	۱۰
۱۰	جعفر علیار ہاشا کی گرفتاری	"
	ایشیائے کوچک میں جنگ	
۱۱	سربیا پر یونانی قبضہ	۱۲
۱۲	یونانی مظالم	"
۱۳	سربیا کے اتحادی کمیشن کی رپورٹ	۱۵
۱۴	تحقیقاتی کمیشن کے نتائج	۱۹
۱۵	یونان کی مدد آوری	۲۱
۱۶	یونانہندوں کی پسپائی	۲۲
۱۷	ترکوں کی تباہی	۲۳
۱۸	یونانی فوجی کی خرابی	"
۱۹	ترکوں کی عظیم کامیابی	۲۴

ب

۲۲	یونانیوں کی بارعام کارروائی	۲۰
۲۵	فریقین کے دعوت	۲۱
"	یونانی وزیر جنگ کا اعلان	۲۲
۲۶	یونان کا سیاسی	۲۳
"	ترکوں کی فتح عظیم	۲۴
۲۷	شاہ یونان کے وصال کی ہلاکت	۲۵
۲۸	یونانیوں کی مزید کیفیت	۲۶
۲۹	فرم پرستوں کا سرکاری اعلان	۲۷
۳۰	یونانی فوج کی جے بی	۲۸
"	یونان کے زبردست موکے	۲۹
۳۱	نسخہ نگار کی خبر	۳۰
"	سلاطین پر اس خبر کا اثر	۳۱
۳۲	فریقین متنازع	۳۲
۳۳	یونان کی ذلت آفرین شکست	۳۳
"	انگلو رکنے ہیں	۳۴
۳۴	وزیر اعظم یونان کی آشفتمندانہ	۳۵
۳۵	شاہ قسطنطین کی بیعتی	۳۶
"	رائس کے نامہ نگاروں کا بیان	۳۷
۳۶	یونانیوں کی طرف سے صلیبی اور وزارت	۳۸
"	ایک فرانسیسی بیان	۳۹
۳۷	ترکی اخبارات کی تحریکات	۴۰
۳۸	ترکوں نے یونانیوں کو تلواریں پر رکھ لیا	۴۱
۳۹	دست بدست جنگ میں یونانیوں کو شکست	۴۲

۴۵	۱۰ ہزار یونانی مارے گئے۔	۴۴
۴۶	ترکی شجاعت کے جبرت انگیز نمونے۔	۴۴
۴۷	ذریعین کی افواج کا اندازہ۔	۴۵
۴۹	ایک ترکی ہوائی چہاز کی شاندار خدمات۔	۴۶
۵۱	نیلڈ مارشل فوارہ پاشا کی رائے۔	۴۷
۵۲	غازی مصطفیٰ کمال پاشا کا اعلان۔	۴۸
	مصطفیٰ کمال پاشا کو غازی کا خطاب	
۶۰	انگورہ کو داہسی۔	۴۹
۶۰	مصطفیٰ کمال پاشا کی بردست تقریر۔	۵۰
۶۵	قومی پارلیمنٹ کی طرف سے خطاب۔	۵۱
۶۵	جبریل عصمت پاشا کی تقریر کا۔	۵۲
	یونانی سپہ سالار کا خواب انگورہ	
۶۹	۱۲۱ ہتھیارنگ انگورہ پر قبضہ۔	۵۳
۷۱	حراس باغہ یونانی سپہ سالار۔	۵۴
۷۲	یونانی جنگی سائنس کی قابلیت۔	۵۵
۷۳	یونانی مالی شکست۔	۵۶
	شاہ قسطنطین کی واپسی	
۷۵	غازی مصطفیٰ کمال پاشا کو زندہ گرفتار کرے گا یہ وہ خیال۔	۵۷
"	انگورہ کا قبضہ ضروری نہیں سمجھا گیا۔	۵۸
۷۶	شاہ یونان کے اعلانات کا سرواۓ۔	۵۹
۷۸	یہ مختصر میں شاہ یونان کا استقبال نہیں ہوا۔	۶۰
"	یونانی اخبارات کا ماتم۔	۶۱

۸۰	یونانی سپہ سالار کا اعزاز	۶۳
۱۰۶-۸۲	سندھ علی	۶۴
	جنگ پھر شروع ہو گئی	
۱۰۶	ترکوں کی زبردست جارحانہ کارروائی	۶۵
۱۰۹	جنرل نور الدین پاشا کی تصریحات	۶۶
۱۱۰	جنگ کے متعلق برقی تاریخ	۶۶
۱۱۲	برقی اجمال کی اخباری تفصیل	۶۸
	غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی تصریحات	
۱۲۲	قومی مجلس میں زبردست تقریر	۶۹
۱۲۳	فرجی بھارت اس کو کہتے ہیں	۷۰
۱۲۴	ہم نے دشمن کے الزامات کا جواب دیا	۷۱
۱۲۵	کمالی قہپروں کا اعجاز	۷۲
۱۲۷	ایک ڈڈرٹان نے تین ڈویژنوں کو بیکار کر دیا	۷۳
"	قرہ حصار کا تاریخی محرمہ	۷۴
"	دشمن کی فوجوں کا محصور ہونا	۷۵
۱۳۰	بھاری قہپروں کی گرج	۷۶
۱۳۱	ٹریکوں کی اسیری	۷۷
	سمرنائیں یونانیوں کا خوف	
۱۳۳	یونانی سپہ سالار کی بظلمی	۷۸
۱۳۵	یونانی سپاہ خود شکست چاہتی تھی	۷۹
۱۳۶	یونانی اسیروں کی کہانی	۸۰
۱۴۰	جنگ کا نتیجہ	۸۱



تذکرہ اعجاز

خوب سرگرم عمل میں آج کل حجاز ترک اعلیٰ ہے یوتھ میں اچھے گئے ہمارے ترک
 دوست میلن میں اب کھینچ کر تلوار ترک با یقین اسلام کا پیرا کریں گے ہمارے ترک
 کہ چکے ہر جی رسول اللہ خود چہ پہاڑ آج کل دنیا میں نیں اس کا علم ہمارے ترک
 انہیں محبت میں ہزاروں اب بھی ٹانگیں شان اسلامی ٹانگیں تہیں ہمارے ترک
 شکوت فاروق عظم صولت شیر خدا خالد ثانی مثیل جعفر طیار ترک
 بوعلیہ اور عمر کا نام روشن ان کے یادگار حمزہ و عباس میں دیندار ترک
 جس میں پایا جائے وقت کا ذرا بھی شائبہ ہر دم ایسی زندگی کو چاہیں ہمارے ترک
 بس خلافت کیلئے دنیا میں نہوں یہ قوم اس کا خام اس کے حامی ہیں ہمارے ترک
 تھا چرچا جانکے رخت ہو جانیکے بعد آگے چکر میں زیر گنبد دوار ترک

بندھ گیا یورپ کا بیگ بستر بوری	ایشیا میں ابھریں سر پہنے یہ اترک
انہی اچانک بدوشوں کی حیثیت لگی	کرچے اکے تو نذر جنگ سب گھرا اترک
سیور میں بھد نامہ بھی مرتب ہو گیا	جس کی رو سے کرچے تسلیم اپنی اترک
لے لیا یونینوں ان کے یورپ میں تیس	ایشیا میں بھی ستر تارے ہٹے ناچار اترک
اٹھ گیا تھا آبنائے کجی ان کا اقتدار	مچھلیاں بھی پکڑ سکے تھے نہ اترک
اندرونی نظم میں بھی غل یورپ نے دیا	نام ہی رہ گئے تھے مالک مختار اترک
لے لیا تھا ڈاکو دن ان کا مال قلع	اٹ گئے تھے روز روشن میں با اترک
دیکھ کر خیال غازی مصطفیٰ پاشا کمال	ملنے تھے ہیں جن کو اپنا سر در و سرور اترک
آئے انکار کو ہجرت کر کے تبدیل	ساتھ تھے اس وقت گنتی کو فقط دو چار اترک
فوج تھی کوئی نہ ملین تھی نہ شکر ان کے	سخت حیران پریشان تھے یہ سالار اترک
ہے یہ کا ذکر کیا پانی خرا میں تھی	ہو گئے تھے اس قدر قلاش اترک



سر بسر از قوی ہوا متاثر اپنے در و دل کر سکتے نہ تو انہار ترک
رات دن اس فکر میں کہیں تو کیا کریں اپنی منزل کو سمجھتے تھے بہت شواہد ترک
ہو گئے آخر وہاں نام لے کر متحد بیٹھ سکتے تھے بھلا گھر میں کہاں پیکار ترک
کچھ ادھر سے کچھ ادھر سے جو بھرتی کئے ارفہ رفتہ اس طرح ہوتے رہے تیار ترک
ان کی حالت جبکہ اطمینان قابل ہوئی ہو گئے یونان سے آمادہ پیکار ترک
دو برس تک سلسلہ جاری رہا اس جنگ کا روک دیتے تھے مدد کی فرج کو ہر ترک
چل گئے تھے خوب چلے سال جنگی چال وہ ملک خالی کر کے پیچھے ہٹ گئے ہتھیار ترک
سنے انگورہ کے جا پہنچی دشمن کی سپاہ ہو گئے دنیا کی نظروں میں بظاہر ترک
دشمنوں کے گھر میں آتے چل گئے گچی چراغ وہ سب سے مل گئے ظالم و خونخوار ترک
دقت لیکن مینظر جنگ میں آیا نظر پیش دشمن صف جاکر بن گئے دیوار ترک
رک گیا بیٹ تو پھر خود اس پہنہ کر پیا رکھتے میں قبضہ میں اپنی توجہ ہر وار ترک



گر گئے کٹ کٹ ویسا ہی سیکڑوں کرتے ہیں کفار کو پانی میں بھی فی التارک
دیکھ کر چال چل کی بھی آنکھیں کھلیں * سب بولے خواب اب گئے بیدار ترک
ان پاتے تلے یورپ نے کئے میں چپے سخت ہاں میں جھیل جاتی ہیں گر ہزار ترک
غل ہوا اب بیورو کا عہد نامہ پھاڑو مان سکتے ہی نہیں اس کو کچھ غم و دوار ترک
سال بھر تک چپ بارانہ دم یونان نو خود پھر اس پر حملہ آور ہو گئے طرار ترک
دی نہ دم لینے کی بھی مہلت سے نکلے بے طرح پیچھے پڑتے تول کر ہتھار ترک
بڑھتے جاتے تھے وہ اس تیزی آگے دبیم ابر کیا رکھتے تھے گویا برق کی تھار ترک
پہلے حملے میں سحر کر چکے تھے وہ حصار آئے اسکی شہر تک پھر کر کے طے کھسار ترک
لے لیا اوشاک و صہ پر بھی قبضہ کر لیا پھر کسی کہتے نہیں کہ تہیں جیٹا ترک
دردی ہتھوں میں سمرناک سانی ہو گئی اب تو جاپنے پیچھے لپ رہا پس سندھ پار ترک
بنگ سے پہلے ہی قبضہ کی خبر آئی ہی * بیجے تھے فتح و نصرت کے مسئلہ ترک



اس قدر سامان چھینا جنگ میں یونان اپنے پاس اب کہتے ہیں اس کی ہر مٹی ترک
 دیکھتے ہی دیکھتے موجود رکھ ہو گیا اے گئے ہر شے کثیر وافر و بیا ترک
 چھین لین دشمن سے بند قویں انھوں نے بے شمار لے کر لے آئے تو میں کیڑوں کا ترک
 کیڑوں چھپکے ہزاروں زبانیں کیڑے سیر کرتے چرتے ہیں اب کے ہر ترک ترک
 اے اٹھ میرا کج پروان کے آلات بھی بھر چکے گو دام میں سامان کے بار ترک
 قیدیوں کی ہرے ہیں نصف لاکھ آدمی ہزار لے ہے میں اب اس آج کل کا ترک
 شاہ قطنیں آخر اس میں گر کر مر گیا کر چکے تیار اس کے واسطے جب نماز ترک
 ڈھانگی مٹی چلتے چلتے شہر کو دشمن کی فوج ہر کہاں کو دیکھتے تھے کچھ کچھ مسار ترک
 کر دیا ہے دشمنوں نے جن علاقوں کو تباہ ہر چھپان کو بنایں گگل و گلزار ترک
 اس تم کا دشمن اب غمناک بھگتے کاخرو ہو گئے ہیں طرح اس کے گلے کا بار
 مانگ لی نادان اور نقصان کی کتابی تم لے کے چھوڑیں گرد و مٹی ہم دنیا



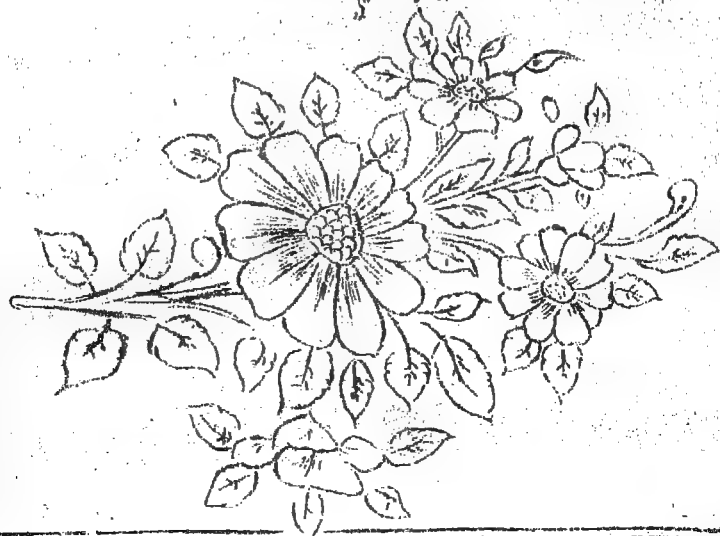
ان کا دشمن ہو نہیں سکتا ہے ہرگز کامیاب اس کو پہنچا دیتے ہیں کیا بفر کروا ترک
مظہن ہرگز نہیں لے کر سمرنا اور قہر میں چاہتے ہیں مثل سابق دست امھار ترک
ان کو انگوڑہ میں بھی تھی صوفیا مسجد کا دیکھتے تھے روز اس رات کو مینا ترک
اچھانے اُن کو قسطنطنیہ پہنچا دیا کرنے والے ہیں جہاں اک دم دربار ترک
بارہ ہفتے صلح کی مجلس رہی لاسین میں اہل یورپ نہیں چمکے دم گھٹا ترک
عہد کرزن کی خوش طعنت خالی تھو پیش کر دیتے تھے ہر بار اک نیا طومار ترک
کامل استقلال ہم کو کامل آزادی ملے بار بار اس جملہ کی کرتے رہے کرار ترک
ان کا اندازِ تکلم فاتحانہ کیوں نہ ہو دیکھتے ہیں گرد و پیش اس فتح کے آثار ترک
صلح سے دید و سنجے یا ارد گئے ہم توں کر رہے ہیں اہل یورپ کے استفا ترک
بڑھ گئے ہیں بعد شد خوبان کے حوصلے ہو رہے ہیں بادۂ نصرت میں اسیر شام ترک
کشتی کا غم کرتا ہے جو یورپ میں کہنی اس کے فوراً دوسری دیتے ہیں لاکار ترک

جنگ پر آمادہ ہو دشمن کو کچھ پروا نہیں ایسی باتوں کو کبھی کرتے نہیں انکار ترک

چھن گیا تھا جنگ کے پہلے پہلے ان کے پاس ہر چیز کی اپنی پوری پوری باتیں تھیں اب ہر ترک
ہم گیری کی ہوس مطلق نہیں رہتی مگر چاہتے ہیں اپنے جائز حق کا استقرار ترک
مانگتے ہیں وہ فاطمین اور رسول لگتے ہاتھ دیکھتے ہیں تیل بھی اور تیل کی پھوڑا ترک
فیصلہ کر دیں فیصلہ کی مدت کا ضرور چھین لیں گے اک دن اس کا نتیجہ دو ترک
پاس قانون حکومت کر دیا پچھلے دنوں اب بلند اپنا ستر کر چکے معیار ترک
ان کی آزادی یہ جو ڈالیں کچھ بھی اثر ایسی شرطوں کا نہیں کر سکتے اب اقرار ترک
مثلاً سابق جاتے ہیں وہ خلا کا نظام شرع میں کتے ہنر کچھ شرمینک ہمارے
ہوں گے اب تیرسی سیدان علی میں گن اپنا ستر کر چکے ہیں صاف اور ہوا ترک

اپنی چالوں سے انھوں نے ذال دینی کو بے ہوش کر دیا ہے گئے مکار ادا سے بھی کچھ عیار ترک

اہل یورپ کے لب و لہجہ جانیں کہیں ان کی آنکھوں میں کھٹکتے ہیں لہذا ترک
 دوستوں دشمنی کرنے کے وہ خوگر نہیں ہمارے ہیں یا راد انبار کے اخبار ترک
 دوستوں کو ان پھر وجہ شکایت ہو گئیں بے سبب دشمن کو بھی دیتے نہیں لہذا ترک
 مذہب ملت کی خدمت کا نصب العین غیر معمولی دکھاتے رہتے ہیں لہذا ترک
 یہ دماغ جلد بر لائے خدا کی مراد شاہ مقصود کے ہیں طالب ویدار ترک
 جوش اہل ہند کا کچھ علم ہو جاتا انہیں کاش پڑھ سکتے ہمارے لکے اخبار ترک
 شان میں ان کی قہقہے لگنے میں ہل سہن دیکھنے پاتے نہیں ان کے گرا اخبار ترک



دیگر

ایشیامیں مرنی ترکوں جو یوناں کی جنگ لڑتے تھے وہ ارمین کی تاریخ میں گھسان کی جنگ
 ہے لڑائی میں شجاعت بھی ضروری لیکن انہیں تو ہے زیادہ سروسامان کی جنگ
 ہاتھ میں ہو تو آجاتا ہے بازو میں بھی مال کی جنگ سے کہتے ہیں چان کی جنگ
 سید و شیخ وغل سب ہیں سے گھیریں ہم نے کبھی کسی کبھی افغان کی جنگ
 گرچہ حشر پر رہا کرتی ہے شورش ہر روز جم کے ہوتی نہیں اکدن بھی گھان کی جنگ
 مذکور ہے عرب بھی خموشی طاری کبھی سننے بھی آتی نہیں ایران کی جنگ
 صرف ترکوں کی ہے اسلام میں ایک قوم کئی پڑتی ہو جسے کفر سے ایمان کی جنگ
 لڑنے بھڑنے سے وہ اپنے نصرت نہا کبھی ٹپ کی لڑائی کبھی بلقان کی جنگ
 کبھی عربوں کی بنادت کبھی خانہ جنگی ارمین کی کبھی شورش کبھی یونان کی جنگ
 فتنہ پرداز کیا کرتے ہیں فتنے پر پا آئے دن ہستی ہے شمر سے سلطان کی جنگ

دور نہ ہر گاہ نہیں اب یہ قول یورپ پھر بھی رہتی ہے سچی مسلمان کی جنگ
 مریدان ہیں کہ اس میں نہیں شک کبھی جیت سکتا نہیں ان کو فی سیدان کی جنگ
 فوج کٹ کٹ کر لایا ہے یہی لڑکھٹی نہ سمرانیوں کی بھی اس شان کی جنگ
 قہر سا قہر ہے مخلوق خدا کا مرنا ظلم سا ظلم ہے انسان کی جنگ
 کیوں مخالف ہوڑ کی کے سلاطین بدل سیزبان کبھی ہوتی نہیں مہمان کی جنگ
 اہل یونان کو مٹی نفع کی جس میں امید اب ان کے ثابت ہوئی نقصان کی جنگ

مصطفیٰ کمال پاشا

خالق وقت سرور اسلام غازی مصطفیٰ کمال پاشا بنفیل نے انگریزوں میں مسلمانوں کی آزاد حکومت
 قائم کی ہے۔ جوڑ کی کو نگار و اجانب کی دست پر دے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے متصل کارنامے
 بھی مولا نا صاحب امت جین صاحب نے اپنے رزور سے لکھے ہیں۔ مولا نا صاحب کے قابل میں۔ شروع میں ایک
 دیکھ کر نظر اور غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی علمی تصویر یہ ہے۔ مولا نا صاحب کی بیچال ویدہ زیب، جبریتی
 فرشتہ چوکی ہے۔ جم ۱۶۶۶ صوفیہ قوت فی جلد نمبر

الغریب پاشا

دینکار تصاویر

آپ میں حریص قادیان غلام کچن اتحاد و ترقی کے روح رواں غازی انیس پاشا کے اولاد و زمانہ شجاعانہ کامیابی دیکھا جانتے ہیں تو کورب
 انیس پاشا "لا ملاحظہ فرمائیے۔ چونکہ تاریخ ہم دھانق کے بعد دوبارہ شائع ہوئی ہے۔ اس کے سولہویں مولانا صاحب امت جین صاحب
 صاحبان ایڈیٹر نے ملاحظہ فرمایا ہے۔ کتاب کے شروع میں ایک دیکھ کر کے علاوہ غازی انیس پاشا کے شخصیت و انیس پاشا کی تیار
 مکی تصاویر بھی شامل کی گئی ہیں۔ غازی انیس پاشا کے تعلق اس سے پیشتر اور اس سے بعد کی کتاب میں ایسی کئی۔ یہ بھی تحریر ہے
 یہی ہے۔ جم ۱۶۶۶ صوفیہ قوت فی جلد نمبر

جنگ ترکی و یونان

جب پچھلے دنوں کتاب مصطفیٰ کمال پاشا کا سر ایڈیشن تیار ہوا تو اس وقت دربارے سفاریہ کے خوزیر صوبے ترکان احوال کی کامل فتح و نصرت پر ختم ہو چکے تھے راقم الحروف نے ارادہ کیا تھا کہ جلد واقعات و حالات کام مصطفیٰ کمال پاشا ہی میں اضافہ کر دیا جائے۔ لیکن تفصیلات جنگ اس قدر زیادہ تھیں کہ اس کتاب کے مختصر صفحات ان کے باسانی تحمل نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے ترکان احرار اور یونان کے نام سے ایک علیحدہ کتاب کی ترتیب و تدوین ضروری سمجھی گئی۔

ترکان احرار اور یونان کی جنگ تاریخی پہلو سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ فریقین کی قوت و طاقت میں بظاہر نمایاں تفاوت پایا جاتا تھا۔ یونان کی فوجیں کئی سال سے کسی بڑی جنگ میں مبتلا نہ ہوئی تھیں۔ یورپ کے گزشتہ محاربہ عظیمہ میں بلغاریہ کی تمام چھوٹی بڑی ریاستوں کو کم و بیش حصہ لینا پڑا تھا۔ اگر سر رہا۔ مانیٹنگر۔ اور رومانیہ۔ دول متحدہ کی طرف سے میدان میں نمودار ہوئے تھے تو بلغاریہ کو دول وسطیٰ کی حمایت و اعانت میں میان سے تلوار نکالنی پڑی تھی۔ لیکن یونان کی فوجیں باطل الگ تھاک رہی تھیں۔ اس لئے ان کی طاقت میں ذرہ بھر فرق نہ آیا تھا۔ دول متحدہ نے دعوے کر رکھا تھا کہ دول وسطیٰ کے مشلوب و مہزوم ہو جانے کی صورت میں ترکی کے فلاں فلاں علاقے یونان کے حوالہ کر دئے جائیں گے۔ چنانچہ سابدہ یورپ کی ترتیب و تکمیل کے وقت بعض ایسی شرائط و ضوابط کی گئیں جن کی رو سے ایشیا میں سمرنا اور یورپ میں ترکی میں تقریباً یونانیوں کے قبضہ و نصرت میں آجاتا تھا۔ اس وقت اہل یونان جس ختم کے خیالی پلاؤ پکاسے تھے۔ اس کا کچھ اندازہ رابٹر کینی کے اس تاریخ سے ہو سکتا ہے۔ جو ۲۰ فروری کو فرانس کے دار الحکومت سے بدیں مضمون شائع ہوا تھا۔

پہرین ۲۔ فردریک شاہ نے جرمنی کی مطالبات کے متعلق جن پر کانفرنس کل غور کرے
 گی۔ اٹھائے طویل بحث ہوگی۔ یونانی اہم علاقہ جات کے طالب ہیں۔ مثلاً یہ کہ انیس دلاشیا دین
 اور دوسرے علاقہ جات کا قبضہ دلا یا جائے۔ نیز ایشیائے کوچک کے تمام ساحل کے
 انتظام کا حق یونانی سے لیکر دلاشیا دین کی جنوبی سرحد تک دیا جائے۔ اسی طرح ڈاکٹرین
 اسپروس۔ ٹینڈوس۔ سائپرس اور یونانی اہم علاقہ جات کی تقریباً سب سے زیادہ تک یونان کے
 حوالہ کیا جائے۔ یونان ایک نئی سرحد تجویز کر رہا ہے جو تسمہ لابن تک ہوگی۔ اور وہ یونان
 انتظام کو اس بین الاقوامی حکومت سے عہدہ کرے گی۔ جس کا دار الحکومت قسطنطنیہ ہوگا۔
 اس کے علاوہ یونانیوں کا یہ خیال تھا۔ کہ اس وقت ہمارے ملک کے بادشاہ
 کا نام قسطنطین ہے۔ کیا عجیب ہے کہ اس کے عہد حکومت میں قسطنطنیہ پر بھی قبضہ نہ ہو
 کر لیں۔ اور جن لوگوں کی پیشین گوئی پوری ہو جائے کہ جس طرح سلطان محمد فاتح نے
 قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسی طرح اب سو فرانس کے قہارم (شاہ قسطنطین) نے
 اس شہر کو اپنی سوبرس کے بعد ترکوں سے لے لیا۔ تصدیق یہ ہے کہ ۱۹۱۲ء میں جنگ
 بھٹان کے موقع پر یونانیوں کو حسن اتفاق سے جو کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ اس نے ان
 کے لیے جیلے بہت بڑھا دیے تھے۔ وہ ایک گہری کی دوس میں دیوانے ہو رہے تھے۔ اور
 یورپ کی جنگ عظیم کے بعد وہ دل فخر کے سہارے سے انہیں اپنی عظیم شان کا پانی کے
 خواب نظر آ رہے تھے۔ آخر انہوں نے کسی سحرور انداز میں ان کے بغیر یورپ میں تقریباً
 اور ایشیائے سمرقانی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ تقریباً اس وقت اٹلی نے ان کے
 کرنل جوفریا راہ شافے جینوں نے ازراہ حیرت فنی حرارت اسلامی ترکی حکومت کے احکام
 ماننے سے جو اس وقت اتحادوں کے ہاتھ میں گنہگار بنی ہوئی تھی۔ انکار کر دیا تھا۔ انہوں نے
 اپنی قوت و طاقت کے مطابق یونانیوں کا مقابلہ کیا۔ لیکن اپنی جبر و جہد میں کامیاب نہ ہو سکے
 سمرقانی کا ایک ساحلی مقام ہے۔ وہاں یونانیوں نے اپنے جنگی جہازوں اور کشتیوں کی مدد
 سے ایک دم ہی ہزار فوج اتاری جس کا بحری طاقت کے فقدان کی وجہ سے ترک سلطان
 مقابلہ نہ کر سکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیوں نے اچھے اچھے فوجی حائلے ۱۲۰ وقتہ ترکوں کا ہر گھر

حالت کا بھی غمناختہ ہر چکا تھا۔ اور وہ یونانیوں کی طرح مزاحمت و مدافعت نہ کر سکتے تھے۔ لیکن غمزدہ شاہ ترکہ ان واقعات و حالات کو غایر نظر سے دیکھ رہے تھے۔ اور چپکے ہی چپکے ایسی تدابیر سوچ رہے تھے۔ جن سے اختیار و اجانب کی سازشوں اور ریشہ و داجوں کا بوجہ احسن مقابلہ کیا جاسکے۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا اور ان کے ساتھیوں نے کسی نہ کسی طرح اپنی پراگندہ قوت کو ایک مرکز پر قائم کیا۔ اور یونانیوں سے غاریہ و جادہ شروع کر دیا۔ دول متحدہ کو کامل یقین تھا کہ یونانیوں کی آراستہ و پیراستہ فوجیں ترکان احرار کی سرگرمیوں کا خاتمہ کر دینے کے لئے بالکل کافی ہوں گی۔ اس لئے انہوں نے بغاہر مطراق سے اپنی غیر جانبداری کا اعلان کر دیا تھا۔ دنیا میں کوئی شخص قوت و یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ ترکان احرار یونانیوں کی بنی مٹنی افواج کا کامیابی سے مقابلہ کر سکیں گے۔ لیکن خدا کو ابھی ترکی سلطنت اور ترکی قوم کی تباہی منظور نہ تھی اس لئے اس نے غیب سے ترکان احرار کی فروزہ قدرت کے سامان پیدا کر دئے۔ یونان نے رہ رہ کر اور بن سوز کر ترکوں کے خلاف جارحانہ کارروائی شروع کی۔ لیکن ہر ترک میں پیچھے دکھائی اور ہر مرتبہ مندی دکھائی۔

اس کتاب میں ترکان احرار اور یونان کی جنگ کے مفصل حالات درج کئے گئے ہیں۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی نئی نئی غسی نصیرانہام خاص سے تیار کرائی گئی ہے۔ اور مشاہدات جنگ کی تشریح کے لئے دو مفصل نقشے بھی شامل کر دئے گئے ہیں۔ چوں کہ اس سے پہلے مصطفیٰ کمال پاشا "میں واقعات جنگ پر سبوط و مباحثہ کیا جا چکا ہے۔ اس لئے اس کتاب میں کسی طویل و طویل تمہید کی ضرورت نہیں۔

سفاکسا

{ لاہور۔ یکم اپریل ۱۹۲۲ء

وجاہت حسین

دیباچہ طبع ثانی

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کی تیاری کے وقت درجائے سفاریہ کے مصر کے
یونان کی کامل شکست و ہزیمت پر ختم ہو چکے تھے۔ اس نے اس میں وہی حالات درج
کر دئے گئے تھے۔ لیکن اس کے بعد ترکان احرار نے ۲۶۔ اگست کو یونان کے غلات
ایک زبردست جارحانہ کارروائی شروع کی اور اپنی جبریت انگیز شجاعت و شہادت اور
محیر العقول جنگی و فوجی چالوں سے وہی ہفتوں میں تمام ملک فتح کر یونانی افواج کو سمند
میں دھکیل دیا۔ اور اس کے بعد پھر آپس پر بھی قبضہ و تسلط کر لیا۔ اس دوسرے ایڈیشن
میں جنگ کے تمام واقعات و حالات پوری تفصیل سے درج کر دئے گئے ہیں اور اب یہ
کتاب جنگ ترکی و یونان کی بغفل و کمیل تاریخ بن گئی ہے۔ پہلے ایڈیشن میں غازی مسطی
کمال پاشا کی ہر شا ایک تصویر تھی۔ لیکن اس مرتبہ اہتمام خاص اور صرف کثیر سے تین نئی
تصویریں تیار کرائی گئی ہیں۔ جو عام طور پر پسندیدگی کی نظر سے دیکھی گئی ہیں۔ نیز اسٹی اٹا
کی ایک جدید و نفیس پڑھاوی گئی ہے۔ پہلے اس کتاب کا نام درکان احرار و یونان "تجزیرہ
میا کی تھا۔ مگر اس کے بعد ترکان احرار" کے نام سے لاہور میں کئی کتابیں شائع ہو گئیں۔ لہذا
ناظرین کرام کو غلط فہمی سے محفوظ رکھنے کے لئے اس مرتبہ کتاب کا نام بدل کر "جنگ ترکی
و یونان" رکھا گیا۔ جیسا کہ واقعات و حالات کا تعلق ہے یہ کتاب ہمہ وجہ مکمل ہے۔
لیکن اگر بعد میں کوئی خاص قابل تذکرہ واقعہ معلوم ہو گا۔ تو اس کا تیسرے ایڈیشن میں اضافہ
کر دیا جائے گا۔ انشا۔ اللہ تعالیٰ۔

خاک

مقام لاہور

وجاہت حسین

یکم مارچ ۱۹۲۳ء

جنگ ترکی و یونان

تھریس پر یونان کی چڑھائی | یونان نے اپنے سابقہ کیمائیکل فوجی مرکز سے تھریس پر چڑھائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔

اس وقت قسطنطنیہ پر دول متحدہ کا قبضہ تھا۔ اور ترکی حکومت کے ارکان ہر بات اور ہر کام میں ان کے ایماء و اشارہ کے منتظر رہا کرتے تھے۔ اور بذات خود ان کی کوئی دولت و حیثیت نہ تھی۔ اتحادی ہائی کمنڈر جس قسم کے احکام جاری کرنا چاہتے تھے۔ باب عالی سے جون و چرا ان کی تعمیل کر دیا کرتا تھا۔ ترکی کے ارکان حکومت بحالت مجبوری معاہدہ بیروت کی تصدیق کر چکے تھے۔ اس پر دول متحدہ ان پر زور ڈال رہی تھی کہ جس طرح بھی وہ شرائط معاہدہ کی پاسداری کی جائے۔ اس غرض کے لئے شیخ الاسلام سے اس شخص کے لئے فیس لکھوائے گئے۔ کہ اس وقت جو ترک و ذرا سے سلطنت کے احکام کا اقتدار نہ کرے گا۔ وہ باغی و طاعنی قرار دیا جائے گا۔ اور اس کے خلاف سخت تعزیر کی تیار ہے۔ اخبار کی جائیں گی۔ لیکن قوم پسند ترک اچھی طرح جانتے تھے۔ کہ اتحادیوں کی موجودگی میں قسطنطنیہ کی ترکی حکومت باطل معذور اور بے بس ہے۔ اور یہ تمام کارروائیاں اتحادیوں ہی کی طرف سے عمل میں آ رہی ہیں۔ اس لئے وہ باب عالی کے احکامات سے انکار کر دیتے تھے۔

جعفر طیار پاشا کی اولوالعزمی | قسطنطنیہ کی ترکی حکومت نے تھریس کے ترکی کمانڈر کرنل جعفر طیار پاشا کے نام حکم بھیجا تھا

کہ وہ معاہدہ بیروت سے کسی شرائط کو ملحوظ نہ رکھے۔ اور سوائے یونانیوں کی مخالفت نہ کریں۔ لیکن کرنل موصوف نے اس حکم کی کچھ پرواہ نہ کی۔ اور یونانیوں سے لڑائی کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس سلسلہ میں رابٹر ایلچی نے جو جڑ شہر کی تھی۔ اس کے الفاظ حسب ذیل تھے۔

لندن، مار مارچ ۱۸۴۹ء کو اطلاع موصول ہوئی ہے کہ تقریس کی ترکی افواج کے کمانڈر نے قسطنطنیہ کے احکام ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اور غرضی صلح کو توڑ دیا ہے اس نے کہا ہے کہ فوجی دباؤ کا مقابلہ کیا جائے گا۔ اور تجربہ پیش کی ہے کہ ایڈریا نزل میں فوجی حکومت قائم کی جائے۔

سر پریول فلیس مشہور وقت نگار نے ایک دلائلی اخبار کو اطلاع دی تھی کہ جعفر طیار ایک ہفتہ ہوا قسطنطنیہ سے واپس آگئے ہیں۔ وہ تقریس کی عام آبادی کو یونانیوں کے خلاف اکساتے پھرتے ہیں۔ ان کا ہر مقام پر بڑی گرجاؤں سے خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ ایڈریا نزل کے پرجوش مظاہروں کے بعد وہ رد و ستون کی طرف گئے جہاں ان کے استقبال کی خصوصیت سے تیاریاں کی گئی تھیں۔

ایڈریا نزل میں جلسہ | ایڈریا نزل میں جلسہ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا۔ جن میں تمام لوگوں کے علاوہ مقتدر علماء و مشائخ بھی بہ تعداد کثیر شامل تھے۔ پاشا نے مصروف نے ایک بڑی تقریر کی اور آخر کثرت رائے سے یہ رزولوشن منظور کیا گیا۔ کہ جس طرح ہی یونان کا مقابلہ کیا جائے۔ اور اس کے سپاہیوں کو تقریس کی سر زمین میں قدم نہ رکھنے دیا جائے۔ کرنل جعفر طیار پاشا کے پاس اس وقت دس ہزار سے زیادہ فوج لے تھے۔ انہوں نے قسطنطنیہ کی حکومت کو کہا تھا۔ کہ اگر میرے پاس کم از کم ۴۰ ہزار سپاہی اور پیادے جائیں۔ تو میں یونانیوں کو تقریس کی جانب رخ نہ کرنے دوں گا۔ لیکن میں اتحادیوں کی موجودگی میں ایسی درخواستوں اور یادداشتوں پر کون توجہ کر سکتا تھا۔ اس وقت قسطنطنیہ میں جو ترکی حکومت قائم تھی وہ اتحادی ہائی کمشنروں کی مرضی کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکتی تھی۔ مکان احرار کا فوجی مرکز انگورہ میں تھا۔ جہاں سے تقریس تک فوجی مدد کا پہنچانا ممکن تھا۔ کیوں کہ خشکی اور تری کے دونوں راستوں میں اتحادی عین تھے۔ بہرحال جہاں تک فوجی جعفر طیار پاشا کے اسکان میں تھا انہوں نے دشمن کی طاقت میں اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

لندن کا اساتذہ ۱۹۲۱ء اطلاع دے کر ان کے پاس سے کہہ دیا کہ وہ لوگ

میں اتحادی حاصل تھے۔ بہرحال جہاں تک غازی جعفریہ پارک کے اسکان میں تھا انہوں
نے دشمن کی مداخلت میں اپنی کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

ایڈریا نوئل کی فوجی حکومت کا اعلان
ایڈریا نوئل کی فوجی حکومت نے جو کرنل جعفر طیار پاشا کی سامعی جمید سے قائم ہوئی تھی حسب ذیل اعلان شائع کیا تھا۔

”سلطان فرمان اود فتوے غلط ہیں۔ کیوں کہ وہ غیر اقوام کے اثر سے شائع کئے جاتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ۔ تقریس کا صوبہ یونان کے حوالے کیا جائے گا۔ لیکن ہم اس کی آخر وقت تک مخالفت کریں گے۔ سہارا نہ ہی منشا دے گا یہ ہے کہ حالات تاک سلطان اعظم کو غیر اقوام کے نیچے سے غلطی دلائیں۔ سہارمی یہ عرض ہرگز نہیں جیسا کہ اتحادی مشہور کر رہے ہیں۔ کہ ہم لوگوں کو قتل کریں۔ اود فتوے۔ قوم پسند ترکوں کا شعلہ نظر ان اود سے بالکل جدا لگانا ہے جن کا اظہار فتوے میں کیا گیا ہے“

یونان کی فوجی نقل و حرکت
یونان کو ناک گیری کی ہوس نے اذیت دیا کر رکھا تھا۔ اس لئے اس کی فوجوں نے تقریس کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ اور دریائے مارٹرا کے خط تک تمام مغربی تقریس پر قابض و متصرف ہو گئیں۔ ان کی افواج کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی۔ اور وہ تین حصوں میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ ترکوں نے اس وقت تک ان کی کوئی مزاحمت نہ کی تھی۔

ترکی فوج سے جھڑپ
ترکی فوج کے بعد کرنل جعفر طیار پاشا نے ترک افواج کو یونانیوں کی مزاحمت کا حکم دیا۔ اور ۲۱ جولائی ۱۹۱۳ء کو یونانی اور ترکی فوجوں کے درمیان کیلیلی برعاص کے مقام پر توپ خانہ کی جنگ شروع ہوئی۔ جس کا سلسلہ سات گھنٹے تک اور جاری رہا۔ کا علاقہ یونانیوں کے دستے بازو بر قوم پسند ترکوں نے

ایک شہر بدھلہ کیا جس میں یونانیوں کو سخت نقصان برداشت کرنا پڑا۔ لیکن انہیں فوراً ہی کمک پہنچ گئی جس سے انہوں نے اپنی حالت جلد درست کر لی۔

حبضطیار پاشا کی قابل ذکر فوجی جمیعت

ایڈریا نوئل پر یونانی قبضہ

ایک دم بم ہزار فوج لے کر تھریس کی طرف بڑھا تھا۔ اس سے ترکی فوج زیادہ

عرصہ تک مقابلہ نہ کر سکی۔ اور یونان کی فوجیں ایڈریا نوئل پر قبضہ کر سکیں

تھامس باپ ہو گئیں۔ اس کے متعلق رائٹر ایکبٹی کی معرفت ہندوستان میں صوبائی

برقی خبریں شہر ہوئی تھیں۔

ایستمبر ۲۴ - جولائی ۱۹۱۳ء - اخبارات نے اعلان کیا ہے کہ یونانیوں

نے ایڈریا نوئل پر قبضہ کر لیا ہے۔ ترکی فوجی گورنر حبضطیار پاشا قرق کلیسا

کی طرف پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ شاہ الگزٹڈر عنقریب ایڈریا نوئل میں داخل

ہو گا۔ شہر کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

لندن ۲۴ - جولائی ۱۹۱۳ء - ۲۴ جولائی کی ایک یونانی سرکاری

اطلاع ایڈریا نوئل کے قبضہ کی تصدیق کرتی ہے۔ اور منظر ہے کہ حبضطیار

کی بڑی فوج کے خلاف جنگی کارروائیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

حبضطیار پاشا کی گرفتاری

قوم ہندوں کا کمانڈر حبضطیار گرفتار کر لیا گیا ہے۔

لندن ۲۹ - جولائی ۱۹۱۳ء - ایک یونانی اطلاع حبضطیار کی گرفتاری

کی تصدیق کرتی ہے۔

لندن ۳ - اگست ۱۹۱۳ء - یونانیوں نے شلیپ لائن تک تمام تھریس

پر قبضہ کر لیا ہے۔

اس شہر کے اسباب کے حبضطیار اخبارات میں آچکا ہے۔

میں تھے۔ انہیں قسطنطنیہ یا کبھی اور جانب سے کوئی مدد مل سکتی تھی۔ لیکن پھر بھی
 انہوں نے اپنی صفی بھر فوج سے یونانیوں کا مقابلہ کر کے ٹکی کی قدیم اور مشہور فوجی
 جنگی روایات کو برقرار رکھا۔ عواقب جنگ کا پاشا نے موصوف کو اہل روز سے
 یقین دہا۔ گر ان کی حیثیت قومی اور حرارت اسلامی نے اس بات کو گوارا نہ
 کیا۔ کہ بغیر ٹپے بھڑے تھریں کا جو یہ یونانیوں کے حوالے کر دیا جائے۔ اس
 شکست کی صورت میں بھی ان کا نام دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔
 دراصل جعفر طیار پاشا نے بھی وہی روش اختیار کی تھی جس پر غازی مصطفیٰ
 پاشا اناطولیہ میں کار بند ہوئے تھے۔ لیکن انہیں کہیں سے مدد مل سکی
 اور ایک محدود امیرے میں ان کی سرگرمیوں کا بہت جلد فائدہ ہو کر رہ گیا۔
 وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے



ایشیائے کوچک میں جنگ

سمرناہ یونانی قبضہ معاہدہ سیدرے کی رو سے سمرنا کا علاقہ یونانیوں کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے ۱۵ ستمبر ۱۹۱۹ء کو اپنے جنگی جہازوں کی مدد سے شہر سمرنا پر قبضہ کر لیا۔ اور ترکان احرار نے اس وقت ان کی کوئی مزاحمت نہ کی۔

یونانی مطالبہ | کپتان سی ایف ڈکن جانسن نے اخبار نارنگ پوسٹ " لندن میں یونانی مقام کے متعلق ایک مفصل مضمون چھپوایا تھا۔ جس میں ۱۵- اسی سے بعد کے واقعات مندرج تھے۔ اس کا فرضی شخص حب ذیل ہے۔

" ترکی حکام نے یونانی فوجوں کے خشکی پر اترنے سے ایک روز قبل ایک عام اعلان منتشر کیا تھا جس میں سرکاری افسروں کو ہدایت کی گئی تھی کہ کسی قسم کی بداعت نہ کی جائے۔ نیز فوجی افسروں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ خاص خاص بارگاہوں میں مقیم رہیں۔ خاص مقامات کو حوالہ کرنے کے لئے وقت کا تقبہ بھی کر دیا گیا تھا۔"

معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کی تعمیل بھی کی گئی۔ مگر یونانی فوجیں جہاں ترکی افسر جمع ہوئے تھے وہاں حملے آئیں اور ان تمام افسروں کو جھینڈنے "ٹینڈرینڈاس" پکار کر کہنے سے انکار کیا گئی سے مار دیا۔ چہ معلوم ہوا ہے کہ دوسو تین سو کے درمیان افسر مارے گئے۔ مگر میں صحیح تعداد نہیں بتا سکتا۔ یونانی سپاہیوں نے ترکی افسروں کے کپڑے اتار لیئے اور عورتیں اور بیٹے ان کے پاس رہ گئے۔ ان کے بوٹ ان سپاہیوں نے اُتار کر غریبوں کے سمرنا کے ذرائع کو ساحل تک اس طرح پھینچ کر سے گئے کہ ان کے ہاتھ و فضا میں اٹھے ہوئے تھے۔ اور یونانی جہاز پر انہیں لے جا کر قید کر دیا۔ اور ان کی

فیض (خاص قسم کی نزدیکی) کو پاؤں سے روند لیا۔ ان کی بیوی کو (جو ایک
 پردہ نشین خاتون ہیں) بہت تکلیف دی گئی۔ اور ان کا گھر ٹوٹ لیا گیا۔ ترکی
 حملہ کے افسر علی کے چہرہ پر سنگینوں سے کچرے کے دستے گئے۔ اور ان کو یونانی
 مویشی خانہ میں ڈال دیا گیا۔ ترکی آدمی کو رکے سینئر ڈاکٹر کو قتل کر دیا۔ لاش کا
 گزشتہ دو شنبہ تک پتہ نہیں لگا تھا۔ تو پانچ کا افسر علی بھی قتل کر دیا گیا۔ اور
 ان کے زوجہ ان بھائی کی جو ایک ڈاکٹر ہیں ہر چیز ٹوٹ لی گئی۔ یہاں تک کہ
 شادی کے زمانہ کی ان کے پاس جو انگوٹھی تھی وہ بھی چھین لی گئی۔ اس لحاظ
 سے بچے وہ نشان دکھایا جو انگوٹھی اٹارنے سے اٹھ لی ہو گیا تھا۔ یہ زوجہ ان
 کا بھی کہتا تھا کہ انگوٹھیوں کی خاطر بعض بعض لوگوں کی انگلیاں بھی قلم کی گئی
 ہیں۔ اس کی بیوی اگرچہ روسی نژاد ہے مگر اس کی بھی ہر چیز ٹوٹ لی گئی۔
 میں وہاں کے ہسپتال میں ایک روسی لفٹ کرنے والے سے ملا جس
 کے گھر میں ایک وقت کا کھانا مہیا کرنے کے لئے بھی دام موجود تھے۔ یونانی
 فیرے اس کے گھر کے سامان کا ایک ایک تنکا لے گئے۔ اور اس کی بیوی
 کے زیورات میں سے ایک تار بھی باقی نہیں رہا۔ یہ چند مثالیں ہیں جن کو میں
 نے بچہم درد دیکھا ہے۔ ہر جگہ یہی حالت ہے۔ دیہات میں گھروں کے نوٹے
 پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کو منہدم اور جلا کر خاک کر دیا گیا ہے۔ جو مکانات
 کہ ذرا اچھے اور پائیدار تھے۔ اور آسانی سے گرائے نہیں جاسکتے تھے۔ ان
 کے دروازے اور گھر کھلیاں اور بعض کی چھتیاں بھی توڑ ڈالی گئیں۔ نیچے معلوم
 نہیں کہ آیا اتحادی بیڑے نے اس قسم کے افعال جاری رکھنے کی اجازت
 دیے رکھی تھی۔ ہاں یونانیوں کے فوجی اور سول حکام نے اس میں حصہ
 لیا۔ ترکوں نے اس وقت تک ذرا بھی تکرار نہیں کی۔ جب تک ان پر حملہ
 نہ ہوا۔ یونانیوں کا دعویٰ ہے کہ سمرنا یونانیوں کا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ
 یہاں عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے۔ نہ کہ یونانی عیسائیوں کی۔

میں ڈیانت اور ڈینزل گیا تھا۔ یہ دونوں مقام علاقہ آیدین کے پناہ
 گزینوں سے بچے پڑے ہیں۔ اس علاقہ کو یونانی فوجوں نے تباہ کر دیا ہے۔
 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یونانی فوجوں نے آیدین پر قبضہ کرنے کے بعد ترکی گورنمنٹ
 کے اعتراضات کے باوجود ترکی مشاہیر کو گرفتار کرنا شروع کر دیا تھا۔ اس
 کے بعد انہوں نے اسکو کی تلاش کے لئے ایک ایک گھر جھان مارا ان کے
 سپاہی حرم سراؤں میں گھسے تھے۔ اور خواتین کی بے حرمتی کرتے تھے۔ اور
 ان کو لٹے لٹے۔ اسی وجہ سے بہت سے مسلمان خان دلوں نے اپنے گھر
 چھوڑ دئے اور پہاڑوں میں جا کر پناہ لی۔ یونانیوں نے بلاتامل ان کے
 مکانات کو جلا کر سبھا کر دیا۔ اور فی الحقیقت جو لوگ واپس ہوئے وہ جوش
 انتقام سے بھر پور تھے۔ اور اسی وجہ سے بڑا سنی کا آغاز ہوا۔ یونانیوں نے
 کلدار توہین استعمال کیں اور تمام آبادی کو جس میں بہت سے عیسائی بھی
 تھے۔ یک قلم نشانہ اجل بنا دیا۔ انہوں نے ہر ایک مسلمان کو جو ان کے
 ہاتھ آیا۔ نیز سبورات اور ان کے اطفال کو یہ کہہ کر مہماری جانوں کی
 حفاظت کے لئے ایسا کیا جاتا ہے۔ مکانات میں بند کیا جاتا تھا۔ اور جب
 وہ بند ہو جاتے تھے تو ان مکانات میں آگ لگا دی جاتی تھی۔ اور قتل عام
 کے ساتھ جو وحشیانہ مظالم ہوتے ہیں۔ وہ سب کئے جاتے تھے۔ میرے
 خیال میں ان مظالم میں سب سے زیادہ سخت اور وحشیانہ ظلم جو کیا گیا۔
 وہ ان چار خواتین پر ہوا۔ جنہوں نے اپنی جانوں اور اپنے گھروں کو اپنے
 شہریوں کی بند و قوں سے بچانے کی کوشش کی تھی ان سبورات کو
 گرفتار کیا گیا۔ اور چوبی بیخیں ان کے جسم میں چھو تک ٹھونک کر ان کو
 ہلاک کیا گیا۔ جب شہر کو برباد کر چکے تو یونانیوں نے کشت زاروں اور بربادی
 پر جم کر وہ موضع کو بالکل نیست و نابود کر دیا گیا اور تمام کھیت جو مسلمانوں
 کی ملکیت میں تھے تباہ و برباد کر دی گئے۔ کم سے کم ایک لاکھ پناہ گزین ملک کے

اطراف و جانب میں مزدور ہوں گے۔ ان میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سوچتے
 ان کمپنیوں کے جو اس وقت ان کے تن پر قحط مکان کو چھوڑنے وقت کوئی چیز اپنے
 ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ اور اب وہ لوگ سخت معیت میں مبتلا ہیں۔ کہا جاتا ہے
 کہ ان پناہ گزینوں میں سے ۹۷۱۶ آدمی قتل کر دیے گئے ہیں۔ اور بہت سے
 لوگوں کا پتہ نہیں کہ کیا ہوئے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان مغربیوں پر جو کم سرمایہ
 کیا گذرے گی۔ ان لوگوں میں خصوصاً ان کے اطفال میں کھلنے کی کمی اور بخار
 کی وجہ سے شرح اموات بہت بڑھ گئی ہے۔ یہ لوگ اپنے وطن کو کسی ضرورت
 میں خواہ ان کو پناہ ملنے کا عارضی بندوبست بھی کر دیا جائے۔ اس وقت تک
 واپس نہ ہوں گے۔ جب تک کہ ملک میں یونانیوں کا عمل دخل قائم رہے گا۔ قوم
 پرست ترکی فوجوں نے یونانیوں کی بیش قیمتی کو روک دیا ہے۔ اور ان کو مقام
 ترکی سے باہر نکال دیا ہے۔ خود عیسائی یونانی فوج کے داخلہ پر درست تاسف
 ملنے لگے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر یونانی رہے تو اناطولیہ بھی دوسرا مقدونیہ ہو جائے
 گا۔ قریباً ۱۵ سو ترکوں نے یونانی فوج پر حملہ کیا۔ یونانی جن کا شمار قریب ۲
 ہزار کے تھا۔ اور جو توپوں سے مسلح تھے بھاگ نکلے۔ مقامی عیسائی بھی بھاگنا
 چاہتے تھے مگر ان یونانیوں نے انہیں راستہ میں ہاراک اپنی سنگینوں سے ان پر
 حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بڑھتے ہوئے ترکوں اور ہزیمیت خود وہ یونانیوں کے
 نتیجے میں آکر یہ عیسائی کچل کر دیے گئے۔ جب یونانی پسپا ہو کر اپنے مقام پر
 ٹھہرے تو انہوں نے انتقام لینے کے لئے تمام مواقع کو تباہ کر دیا۔

سرنا کے گزشتہ مہینہ واقعات اور شدید
 خدو زنیوں کی تحقیقات کے لئے اتحادیوں نے اپنا
 ایک مشترک کمیشن مقرر کیا تھا۔ اور انہیں امید تھی کہ
 وہ منیر فرشی کر کے سارا الزام ترکوں کے سر رکھ دے گا۔ جس سے ایک
 طرف یونان کی بریت ثابت ہو جائے گی۔ اور دوسری طرف ترکوں کی نام نہا

سمبر نامہ کے اتحادی
 کمیشن کی رپورٹ

فہرست جرائم میں اور بہت سے وحشیانہ افعال کا اضافہ ہو جائے گا۔ جس کے بعد اتحادی دُشمن کو موقع مل جائے گا کہ ان منصف مزاج لوگوں کو بھی ترکوں کے برخلاف کر دیں۔ جو یورپ و امریکہ کی مہذب مگر نامنصف و بنیائیں خالی خیال پاسے جاتے ہیں۔ لیکن اس کمیشن نے خلاف امید صحیح صحیح حالات و نتائج قلمبند کئے اور اصلی مجرموں کے چہرہ سے نقاب اٹھا دی۔ اصولاً اتحادیوں پر واجب تھا کہ وہ اس رپورٹ کو شائع کرتے تاکہ دنیا کو حقیقت حال سے آگاہی ہو جاتی۔ مگر چونکہ اس میں خود انھیں کی اور ان کے حلیف یونانیوں کی گت بنائی گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے اسے خاموشی سے منہم کر لیا۔ اور جب برطانوی پارلیمنٹ میں گورنمنٹ سے اس کے شائع کرنے کا مطالبہ کیا گیا تو سٹر پوزلار نے نہایت دلیری سے فرمادیا کہ اس رپورٹ کو شائع کرنے سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سمرنا کے شعلن جو مشکلات ہیں۔ ان میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔ لیکن باہمہ حقیقت ظاہر ہی ہو گئی۔ اور اخبارات تک وہ رپورٹ پہنچ ہی گئی جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

قسطنطنیہ - ۱۲ اکتوبر ۱۹۱۵ء

ذمہ داری کس پر ہے ؟

دفعہ اول۔ تعمیری تحقیق سے ثابت ہو گیا ہے کہ صوبہ سمرنا میں سچی آبادی التوائے جنگ سے اس وقت تک ہمیشہ اچھی حالت میں رہی ہے اور اسے کسی قسم کا کوئی فطرہ نہ تھا۔ پس اگر صلح کی کانفرنس نے غلط معلومات کی بنا پر سمرنا کے قبضہ کی یونانیوں کو اجازت دی تھی تو اس قبضہ کی وجہ سے جو ہولناک حوادث ہوئے ہیں ان کی ذمہ داری سب سے پہلے ان اشخاص اور ان حکومتوں پر عاید ہوگی جنہوں نے غیر صحیح معاہدات بہم پہنچائے۔ یا بلا تحقیق کے انہیں صلح کی کانفرنس میں پیش کیا۔

دہا ان حوادث کے واقع ہونے کا اصلی سبب مذہبی اختلاف ہے

مسیحی یونانیوں نے سمرنا پر اسی حیثیت سے قبضہ نہیں کیا کہ تمدن و تہذیب نے انہیں اس کی حفاظت پر مامور کیا ہے۔ بلکہ انہوں نے اپنی حدود سے تجاوز کر کے قبضہ کر لیا۔ جس کے ساتھ فاتحانہ جوش بھی تھا۔

دس سمرنا اور اس کے مقامات میں ۱۵۔ اور ۱۶ مئی کو جو واقعات ہوئے ان کی ذمہ داری یونانی جنگی اسٹاف اور خاص کر ان انٹروں پر ہے جنہوں نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کی۔ چنانچہ خود گورنمنٹ یونان نے جب وہ موجودہ کارروائیاں کرنے لگی۔ اس ذمہ داری کا اعتراف کر لیا ہے۔ بیشک کچھ ذمہ داری ترکی انٹروں پر بھی ہے جنہوں نے یونانیوں کی آمد سے پہلے قیدیوں کے فرار ہونے اور مسلح ہونے کو نہ روکا۔

دس یونانی گورنمنٹ پر ان تمام خوفناک واقعات کی ذمہ داری ہے جو یونانی پیش قدمی کے دوران میں رونما ہوئے۔ جن کی وجہ سے سمرنا اور دیگر مقامات کی زمینوں پر خون کی ندیاں بہ گئیں۔ یونانی گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری اس کے جنگی اسٹاف کی وجہ سے ہے جو سمرنا میں موجود رہے۔ اور یہ اس وجہ سے کہ۔

دعا مذکورہ بالا جنگی اسٹاف نے فلس اعلیٰ کی ہدایات پر کہ جنہیں مرسید وینزیلا نے ۲۰ مئی کو بذریعہ تار روانہ کیا تھا عمل نہیں کیا۔ کیوں کہ اس نے اتحادیوں کے انٹرا اعلیٰ کی اجازت کے بغیر سب سالار کو صوبہ ایدن (سمرنا) اور اسکے تک فوج کشی کا حکم دیا۔

دس مذکورہ بالا اسٹاف نے قصداً باشندوں کو مطلع نہ کیا کہ جنگی حلقہ کے حدود کہاں تک ہیں۔ اور اس نے بد نظمی و ابتری پھیلانے میں مدد دی۔

دس یونانی گورنمنٹ کی اس وجہ سے ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔

کہ اس نے باشندوں کو مسلح ہونے اور ملک میں قتل و غارت کرنے کا موقع دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ان مسلح باشندوں کو جنگی کارروائیوں میں شریک کیا۔ اور ان سے فوجوں کی طرح پولیس کا کام لیا۔ جس سے غیر یونانی آبادی کی برہمی بہت بڑھ گئی۔

وہ علاقہ بیاندریس جو بھائی پیدا ہوئی اس کی وجہ صرف یونانی قبضہ ہے۔ جو بالکل خلافت امید تھا۔ اور اس طرح ان حملہ آور فوجوں کی درست پروئے باشندوں کو حیرت زدہ کر دیا۔ اور انہوں نے اپنے کو ایک اچانک جنگ میں پھنسا ہوا پایا۔ جس کی سختی ان فوجوں کی پیشقدمی کے ساتھ ساتھ بڑھتی جاتی تھی۔ علاوہ ازیں ترکوں اور یونانیوں میں جو عداوت صدیوں سے چلی آرہی ہے۔ اس نے ان واقعات کو طرفین سے ظہور پذیر کیا۔

(۷) یونان کی غریزیوں کی تمام ذمہ داری یونانیوں کے سر ہے۔ بیشک یہ غریزیوں پیشتر کی کسی سازش کا نتیجہ نہ تھی۔ لیکن یونانی جنگی اسٹاف کو اطلاع تھی کہ اس کی فوجیں برجام کے واقعات کی وجہ سے جن میں ترکوں نے کچھ زیادتی کی تھی۔ براہِ دفعہ ہیں۔ اس لئے یہ بالکل ممکن۔ بلکہ اس پر واجب تھا کہ ایسی فوجوں سے جن پر غیظ و غضب اور انتقام کا غلبہ تھا۔ ایسے ذرائع سلب کرنے کہ جن سے وہ بغیر اعلان کے غیر مسلح آبادی پر لوٹ پڑیں۔

(۸) اب اگرچہ حالت یہ نسبت پیشتر کے بہتر ہے۔ لیکن صوبہ سمرنا میں اب تک کامل امن و امان قائم نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ اندرونی تجارت بالکل ماند پڑ گئی ہے۔ اور اس کی وجہ بلا شک وہ یونانی قبضہ ہے۔ جس نے یونانی فوجوں اور ترکی قوم پرستوں میں حالت جنگ پیدا کر دی ہے۔

تحقیقاتی کمیشن کے نتائج

سمرنا اور اس کے صوبہ پر یو۔
غیر ملکی حالت پیدا کر دی ہے۔ اس لئے

میں لدا سکر جو حیثیت ہے وہ قطعاً خلاف حق ہے۔ جس کے اسباب یہ ہیں۔

ان قبضہ سے صرف امن و امان کی محافظت مقصود تھی۔ لیکن اب تمام صورتیں پیچیدہ رہے ہیں۔ کیوں کہ یونانی ایجنٹ ہی کے ہاتھ میں رہ کر افسر محض برائے نام باقی ہیں۔ انھیں کچھ کرنے کی ضرورت دار اختلاف سے احکام حاصل کرنے دئے جاتے ہیں۔ تمام ترکیہ اور پولیس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اور ترکی افسروں کے پاس اپنے احکام پر عمل درآمد کرنے کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا ہے۔

(۲) یونانی قبضہ کی موجودہ صورت حال ایسی ہے کہ جس سے اُسے بہت بڑے مصارف برداشت کرنے پڑیں گے۔ جو اس مہم کے ہرگز مناسب نہیں ہیں۔ جو اس کے سپرد کی گئی ہے۔ اور جس سے الحاق قطعاً مقصود نہیں ہے۔

(۳) قبضہ کی موجودہ صورت امن و امان قائم نہیں کر سکتی۔ اور نہ ملک کو قحط سے بچا سکتی ہے۔ لہذا کمیشن کی رائے یہ ہے کہ۔

۱۔ اگر اس ملک پر فوجی قبضہ سے حقیقتاً مقصود یہی ہے کہ امن و امان قائم ہو تو یہ قبضہ ہرگز یونانی فوجوں کے ذریعے نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ اس کے لئے متحدہ اتحادی افواج کسی عظیم الشان سپہ سالار کے ماتحت مقرر کی جائیں۔

۲۔ اگر یہ نہیں تو پھر صلیح کا افراس کو چاہئے کہ صرف یونانیوں ہی کو قبضہ کرنے دے۔ مگر پھر اس سے مقصد حفظ امن نہ ہوگا۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ کافرٹس اس علاقہ کو بالکل یونان کے ماتحت کر دینا چاہتی ہے ایسی حالت میں یونانی سپہ سالار کو آزادی مل جانا چاہئے۔ کہ دھجکا ہے اور جس طرح چاہے عمل درآمد کرے۔

۳۔ اگر یہ ملک یونان سے ملحق کر دیا جائے گا۔ تو یہ حقوق اقوام کی دفعہ کے

یوں کہ شہر سمرنا کے علاوہ تمام ملک میں ترکی آبادی کو غلبہ حاصل ہے سمرنا نے باشندہ یونان کی آبادی زیادہ ہے۔ لیکن یونانیوں کی تعداد ترکوں سے کم ہے۔ علاوہ اس کے یونان خود غیر یونانی سیبی آبادی بھی یونان سے سمرنا کے الحاق کے خلاف ہے۔ پس کمیشن پر واجب ہے کہ وہ صاف صاف ظاہر کر دے کہ ترکی قومیت کا احساس ہرگز سمرنا کا یونانی غلبہ کے نیچے رہنا نہیں قبول کر سکتا۔ بیشک طاقت کے سامنے وہ گردن جھکا دیں گے۔ مگر صرف یونانیوں میں اتنی قوت موجود نہیں ہے۔ لہذا کمیشن تجویز کرتا ہے کہ:-

۱۱، فریڈ یونانیوں کو اناطولیہ خالی کر دینا چاہیے۔ اور ان کی جگہ اتحادی افواج کو لے لیا جانا ہے جن کی تعداد اول الذکر سے بہت کم ہے۔
۱۲، اگر یونانی احساس کا پاس ضروری ہی سمجھا جائے اور ان کی فوجوں کی شرکت لازمی خیال کی جائے۔ تو انھیں ضرور یا لغز و زاندروں ملک میں اس طرح منتشر کر دینا چاہیے۔ کہ وہ باہم مل جل نہ سکیں۔ اور ترکی قوم پرستوں سے برسر پیکار نہ ہونے پائیں۔

۱۳، جب اس ملک پر اتحادیوں کا قبضہ مکمل ہو جائے تو لازم ہے کہ ترکی گورنمنٹ کو بھی ساتھ شریک کر لیا جائے۔ اور اس کو جبر و دہ کے بنانے کے لئے کہا جائے۔ جو اتحادی افواج کو انتظام قائم کرنے میں مدد دے۔

۱۴، جبر و دہ کی تنظیم کے دوران میں ترکی حکومت سول انتظام بھی کرے۔
آخر میں یہ کہنا بھی ضروری ہے۔ کہ قوم پرستوں نے بارہا تباہی اعلان کیا ہے۔ کہ یونان کی مداخلت کی وجہ سے برسر مخالفت ہیں۔ پس اگر یونانی اناطولیہ سے نکل جائیں گے۔ تو ان کے پاس کوئی مذر باقی نہ رہے گا۔ وہ خاموش ہونے پر مجبور ہوں گے۔ قسطنطنیہ کی گورنمنٹ کو اس کا ضائع شدہ اقتدار واپس کر دیں گے۔ اور کوئی موقعہ ان کی موجودہ مسلح ٹولیں سے فلو کا باقی نہ رہے گا۔

علاوہ انہی اتحادیوں کو ہر قسم کے اعتراضات سننے کے لئے بھی

آباد رہنا چاہیے۔ مام اس سے کہ وہ قسطنطنیہ کی گورنرٹ کی جانب سے ہوں۔
یا قوم پرستوں کی طرف سے اور انھیں ان کی جو ایدہی کے لئے بھی مستی رہنا چاہیے۔
دستخط: برٹنول (امریکن جنرل) مینو (فرینچ جنرل)
بیر (برٹانوی جنرل) والولیر (ٹالین جنرل)

یونان کی حملہ آوری | پیرس ۲۴ جون ۱۹۱۳ء کو سربیا کا ایک پیغام منظر پر
کھلنا یوں نے قوم پرستوں کے خلاف جارحانہ کارروائی

شروع کر دی ہے۔ قوم پرست جو اسکی ٹھہر کے فوج میں فراہم ہوئے تھے بے ترتیبی
سے پیچھے دھکیلے گئے۔ اور اسکی ٹھہر یونان نے قبضہ کر لیا۔ موزالڈ کر شمال کی طرف
پیش قدمی کر رہے ہیں۔ ایک یونانی سرکاری اطلاع منظر پر ہے کہ خلاؤ نیا میں ترکی
آرمی کو کر یونانی فوج نے محصور کر لیا ہے۔ اور ۸ ہزار ترک قیدی ہاتھ آئے ہیں۔
سربیا کے یونانی صدر مقام سے یونانی سفارت کو اطلاع دی گئی ہے کہ یونانی
ڈوٹرین نے سیلگی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور قوہوں اور قیدیوں کی ایک تعداد گرفتار کی
ہے۔ دشمن نے اسکی ٹھہر پر سخت نقصان اٹھایا۔ اور اب وہ بے ترتیبی سے پیچھے
ہٹ رہا ہے۔

لندن - ۲۶ جون ۱۹۱۳ء۔ اخبار ٹائمز کو بھرتے سے ایک پیغام بدین
مضمون موصول ہوا ہے کہ ایشیائے کوچک میں یونانی کارروائیاں اسکی ٹھہر سے
اوسیسٹیک پھیل گئی ہیں۔ اور پچاس میل کا علاقہ قائم ہو گیا ہے۔ یونانیوں کا
لغیب ایمن قرعہ حصار معلوم ہوتا ہے۔ جہاں ایشیائے کوچک کا دسلی ریلوے
جنگش ہے۔

لندن - ۲۸ جون ۱۹۱۳ء۔ قوم پرستوں کے خلاف یونان کی جارحانہ
کارروائی نے مصطفیٰ کمال پاشا کی جارحانہ کارروائی کو جس کے لئے وہ فوجیں
جمع کر رہا تھا۔ روک دیا ہے۔

اخبار ٹائمز کو معلوم ہوا ہے کہ یونانی فوجوں نے چان پر قبضہ کر لیا ہے۔

لندن ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء ایک سرکاری اطلاع سے بالاک حصار کی تسخیر کے حالات معلوم ہوئے ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ دشمن بے ترتیبی سے مہاگ رہا ہے۔ یہ امید نہیں کی جاتی کہ قوم پرست شمالی محاذ پر کسی قسم کی مزاحمت کر سکیں گے۔ ۲۲۔ جون کی کارروائیوں کے آغاز سے آج تک یونانی ۲۰ اکیلو میٹر پیش قدمی کر چکے ہیں۔ فلاڈلفیا کے محاذ پر دشمن کے ایک دستے نے بھیجا ڈھال دئے ہیں۔

قسط نمبر ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء۔ یونانیوں نے جمعہ کے دن فرانسیسی اور برطانوی جہازوں کی توپوں کی حفاظت میں ہندرمہ پر بغیر مزاحمت قبضہ کر لیا۔ سمرنا۔ ۳۰ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء۔ یونانی افواج نے جو ہندرمہ پر اتریں جنڈپ کی طرف کوچ کیا ہے۔ اندرون یونانی فوج کے پیش قدمی کرنے والے گارو سے مقام ادنیٰ بجائی جو بالاک حصار کے شمال میں ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے۔ دشمن کی جس فوج کو بالاک حصار میں شکست ہوئی تھی۔ اس کے بقیہ حصے برومہ کی طرف بھاگ گئے۔

لندن ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۱۵ء۔ سمرنا سے ایک پیغام منظر ہے کہ ۱۳ اگست کو کی یونانی سرکاری اطلاعات کے مطابق ایشیا کے کچھ جگہ میں کارروائیوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

یونانی تھانہ کی طرف سے کارروائیوں کا خاتمہ کر چکے تھے۔ لیکن قوم پرست ترکوں نے اپنی مکمل تیاری کے بعد انہیں آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔

لندن ۳۰ اگست۔ اگست۔ بحیم اگست کی ایک یونانی سرکاری اطلاع منظر ہے کہ فلاڈلفیا کے

علاقے میں دشمن کی بہت سی فوجیں آرمینیا سے چھ ہوئیں۔ اندرون نے ایک یونانی فوج پر حملہ کیا۔ جو دن بھر کی مزاحمت کے بعد ۵ ہلاک اور ۱۰۰ مجروحوں کا نقصان اٹھا کر پسپا ہوئے پر مجبور ہوئی۔ دشمن نے بھی بہت کچھ نقصان اٹھایا۔

اور تھاقب کی کوشش نہ کی۔

لندن ۶۔ اگست۔ ایشیائے کوچک میں مزید
ترکوں کی تیاری

شاید جنگ اہل معلوم ہوتی ہے۔ اخبار نامہ نگار کا
نامہ نگار قسطنطنیہ سے لکھتا ہے کہ ترک قوم پرستوں نے اپنی بیس بیس ہزار کی
دو فوجوں کی اصلاح کر لی ہے۔ ان میں سے ایک کمانڈر جنرل نور الدین پاشا
کیا گیا ہے۔ اور دوسری کا علی فواد پاشا جو پہلے بیسویں ترکی آدمی کو کمانڈر تھا
اور اب بروصہ کی طرف متین کیا گیا ہے۔ یونانی حملہ کو روکنے کے لئے خراب
ہو رہے ہیں۔ اور تازہ پیش قدمی کی غرض سے تقریباً پندرہ سو ہزار
اتار رہے ہیں۔

انجمنی کرائیل کے نامہ نگار نے لندن
یونانی ذریعہ کی خبریں

ابھی تک سلسلہ رسل و رسائل قائم نہیں۔ لہذا اس وقت ایشیائے کوچک
کے متعلق یورپ میں جتنی شائع ہوتی ہیں۔ وہ یونان کی وساطت سے
معلوم ہوتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اب تک یونانی فوجیں واسطوں سے
پہنچی رہی ہیں۔ انہوں نے زیادہ تر شمال اور جنوب کی طرف پیش قدمی کی
ہے۔ مشرق میں ان کی جادعانہ کارروائی سختی سے روک دی گئی ہے۔
سب سے پہلی خبر قوم پرستوں کے طبقے سے اس جنگ کے متعلق معلوم
ہوئی تھی وہ شاگاوتیہوں کی پیرس کی اشاعت میں شائع کی گئی تھی۔ اخبار
مذکور کے نامہ نگار نے بذریعہ اطلاع دی تھی۔ کہ مصطفیٰ کمال پاشا اپنے
ایک مراسلہ میں کہتے ہیں کہ اناطولیہ میں ان کی افواج کی حالت قوم پرستوں
کے حسب دل خواہ ہے۔ حالانکہ یونان کی سرکاری اطلاعات اس کی مخالفت
کرتی ہیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے تین ہزار قیدی گرفتار
کئے ہیں۔ جن میں وہ یونانی جنرل بھی ہیں۔

س کے بعد ملائی اخبارات سے معلوم ہوا کہ قوم پرستوں نے اسکی شرکی حفاظت
کے لئے اس شہر کے گرد اگر دھند قیں مگھڑی ہیں۔ اور قازی سطلے کمال پاشا
ات خود انگوہ سے چل کر میدان جنگ میں پہنچ گئے ہیں۔

ترکوں کی عظیم کامیابی | دلائلی اخبارات کا بیان ہے کہ ایٹھیا نے
کوہک میں ترکوں نے یونان کو ہولناک

شکت دی ہے۔ اسکی شرکی طرف یونانی فوج کا دل بادل روانہ ہوا۔ ترکی
رج نے عصمت بے کی قیادت میں دو دن تک جاننا زانہ مقابلہ کیا۔ جس کی
بلا لاکر یونانی بھاگ لکھے۔ احرار ترکوں کے سامنے فی العزرتا قب کیا
در مسلح گرد فوج کے سواروں نے بھی ترکوں کا ساتھ دیا۔ اس جنگ میں کثیر
مقدار مال غنیمت ترکوں کے ہاتھ آیا۔ اور میت سی یونانی فوج گرفتار کر لی گئی
ریجن اخبار شکاگو ٹریبون کو معلوم ہوا ہے کہ اس لڑائی کے بعد قوم پرست
ترکوں نے شے پر قبضہ کر لیا۔ اور اسد سے بھی یونانی فوجیں ہٹ آئیں۔

ترکوں کا قول ہے کہ یونانیوں کے چار ہزار آدمی مارے گئے۔ اور چار ہزار
میں سوزخمی ہوئے۔ معلوم ہوا ہے کہ ترکوں نے یونانیوں کی اس ہزیمت
سے فائدہ اٹھا کر آگے بڑھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور وہ نہایت سرعت
سے مزید طے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

اس کے بعد لندن کانفرنس کی وجہ سے جنگی کارروائیاں چند روز
کے لئے رک گئیں۔

یونانیوں کی جارحانہ کارروائی | لندن کانفرنس کے نتیجہ سے مایوس
ہو کر یونانیوں نے ایٹھیا کے کوہک

میں پھر جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں رائٹر کے
ہر برائی پچانات موصول ہوئے وہ تاریخ وار درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

لندن ۲۴ مارچ ۱۹۱۵ء یونانیوں نے ۳۴ مارچ کی صبح کو ہر

کے علاقے میں حملہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ ترک کو بہستان ڈومانش پر صبح ہو رہا تھا۔ اور یہ تعداد کثیر اسکی شہر کی مشرک کی حفاظت کر رہے ہیں۔

ایجنڈہ ۲۵۔ مارچ ۱۸۷۸ء سمرنا کا ایک سرکاری پیغام منظر ہے کہ علاقہ ادشک میں حملہ کر دیا گیا ہے۔ اور یونانیوں نے ادشک سے تیس کلو میٹر مشرق کی طرف ایک خط پر قبضہ کر لیا ہے۔ یونانی علاقہ بردہ میں دریائے کاسر کو عبور کر گئے۔ اور وہاں سے ۲۰ کلو میٹر مشرق کی جانب جم گئے۔ ہوائی جہاز کے قبضے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک بے ترتیبی سے لپہا ہو رہے ہیں۔

لندن ۲۵۔ مارچ ۱۸۷۸ء یونانی پیش قدمی کے متعلق ترک اور یونانی دونوں اپنی اپنی

فریقین کے دعوے

کامیابی کی خبریں شائع کر رہے ہیں۔ قسطنطنیہ کی ایک سرکاری اطلاع سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترکوں نے ۱۴ ہزار قیدی اور بیس توپیں پھینکی ہیں۔ مگر سفارت خانہ یونان اس کی تکذیب کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یونانی ادشک اور بردہ کے محاذوں پر پیش قدمی کر رہے ہیں۔ آخری محاذ پر یونانیوں کی پیش قدمی ۱۲ میل گہری ہے۔

لندن ۲۴۔ مارچ ۱۸۷۸ء یونانی وزیر جنگ نے جو لندن کانفرنس کی وجہ سے

یونانی وزیر جنگ کا اعلان

ابھی لندن ہی میں موجود تھا۔ رپورٹ کے قیام سے دوران ملاقات میں کہا کہ یونان نے ٹرکی کے خلاف جو جارحانہ کارروائی کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹرکی عفریس اور سمرنا لینا چاہتا ہے۔ حالانکہ یونانیوں نے ہر دو مقامات کو جنگ عظیم کے بعد فتح کیا ہے۔ یونانیوں کو معلوم ہے کہ مصطفیٰ کمال پاشا ان کے خلاف جنگی تیاریاں کر رہا ہے۔ ہماری فوج مصطفیٰ کمال پاشا کی فوج کاٹری غلبی سے مقابلہ کر سکتی ہے۔ یونانی وزیر اعظم نے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ یونان کو سمرنا میں اتحادیوں نے جو حقوق دئے ہیں۔ ان کے وہ کبھی دست بردار

نہیں ہو سکتا۔

برطانیہ نے اس جنگ میں اپنے غیر جانبدار رہنے کا اعلان کر دیا۔

لندن ۲۸ مارچ ۱۹۲۱ء کو ایجنسز کا ایک تادمظر ہے

یونانی کاسپالی

کہ غیر سرکاری طور پر کہا جاتا ہے کہ یونانیوں نے

افیون قرعہ حصار پر قبضہ کر لیا ہے۔ ترکوں نے یہ مقام خالی کر دیا تھا۔ اگر اس کی

تصدیق ہو گئی تو یہ سچنا چاہیے۔ کہ یونانیوں نے ایک اہم مقام حاصل کر لیا ہے۔

جہاں سے انگورہ کی طرف پیش قدمی ہو سکے گی۔

ایجنسز ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو ایشیائے کوچک کا یونانی کمانڈر رقم طراز

ہے کہ غنیم نے افیون قرعہ حصار پر سخت مقابلہ کیا۔ مگر وہ جنگیں سپا کیا گیا۔

اور قونیہ کی طرف دھکیل دیا گیا۔ غنیم کو سخت نقصان جان اٹھانا پڑا۔ یونانیوں

نے بے شمار قیدی اور کثیر القندوسان حرب چھینا۔

ایجنسز ۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء کو افیون قرعہ حصار کی تعمیر کی اب سرکاری طور

پر تصدیق ہو گئی ہے۔

ترکوں کی فتح عظیم

قسطنطنیہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۱ء کو ترکوں اور یونانیوں

کے درمیان اتسی شہر کی شمالی جانب نہایت

خوفناک جنگ جاری ہے۔ ترک بیس ہزار کی تعداد میں ہیں۔ ان کے پاس گولی

بارود کا سامان اور ۴ انچ کے دھانے کی بڑی توپیں کافی تعداد میں موجود ہیں

جن سے وہ غنیم کے حملوں کا ترکی بہ ترکی جواب دے رہے ہیں۔ اس معرکہ

میں یونانیوں کے سینہ کو رک جانا پڑا۔ لیکن اس کے میسرہ نے تین دن کے سرگرم

معرکہ کے بعد کو دستہ کی پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔ اور ترکوں کی فوج کو ہٹنے پر مجبور کیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یونانیوں کے اس جنگ میں کئی ہزار آدمی مارے گئے۔

قسطنطنیہ ۲۸ مارچ ۱۹۲۱ء کو یونانیوں کی پسپائی کی اطلاع معصہ قہ ہے۔

یونانی بروہہ والے خط سے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جس پر انہوں

ترکوں پر حملہ کرنے سے قبل قبضہ کر رکھا تھا۔ یونانیوں کا شدید نقصان جان ہوا ہے وہ سرائیگی کے ساتھ پسپا ہو رہے ہیں۔ اور ترک ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔

لندن ۳۔ اپریل ۱۹۲۱ء **شاہ یونان کے بھائی کی ہلاکت** | کا ایک تار منظر ہے کہ ترکوں

نے اطلاع دی ہے کہ شاہ قسطنطین کا بھائی شہزادہ ائندرسے زخموں کی وجہ سے بروصہ میں فوت ہو گیا ہے۔

پیشترہ چند روز پیشتر میدان جنگ میں آیا تھا۔ مگر زخمی ہو کر ترکوں کے پاس قید ہوا اور مر گیا۔

لندن ۵۔ اپریل ۱۹۲۱ء **یونانی پسپائی کی تصدیق** | سرکاری اطلاع منظر ہے کہ اسکی شہر

کی جنگ اختتام پذیر ہو گئی ہے۔ ہم اس مقام پر وہاں آگئے ہیں جہاں سے ہم نے حملہ شروع کیا تھا۔ ترکوں نے شدید نقصانات کے باعث واپسی کی مزاحمت نہیں کی۔

قسطنطینہ ۶۔ اپریل ۱۹۲۱ء کہا جاتا ہے کہ یونانی قلعہ حصار خالی کر رہے ہیں۔

ایضاً ۶۔ اپریل ۱۹۲۱ء یونانی وزیر نے کہا ہے کہ اسکی شہر پر چند روز میں پھر حملہ کیا جائے گا۔

لندن ۶۔ اپریل ۱۹۲۱ء اخبار ٹائمز کا نامہ نگار سمرنا سے رقمطراز ہے کہ یونانیوں کو اسکی شہر سے اس نے پسپا ہونا پڑا کہ وہاں ترکوں کی فوج

بہت زیادہ تھی۔ یونانیوں کا شدید نقصان ہوا ہے۔ وہاں کی حالت نہایت خطرناک ہے۔ ترک اپنی زبردست فوجیں محاذ پر لا رہے ہیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا بہ نفس نفیس اس جنگ میں شامل ہیں۔ اور یونانیوں پر پے در پے حملے ہو رہے ہیں۔

لندن ۶-۱ اپریل ۱۸۵۷ء کو قسطنطنیہ سے اخبار نامہ نکالنا شروع کیا اور اطلاع دیتا ہے کہ ترکوں نے اسکی شہر کی شمالی مغربی جانب قبضہ کر لیا ہے۔ تمام یونانی فوج بدجوادی کے عالم میں پسپا ہو رہی ہے۔ یونانی کوشش کر رہے ہیں کہ اپنی مزید فوج میدان جنگ میں لائیں۔ لیکن پسپائی جاری ہے۔ اور مزید کمک اب تک نہیں پہنچی۔

لندن ۹-۱ اپریل یونانی سپہ سالار نے ان غیر ملکی انسرز کی شہادت پیش کی ہے۔ جو پسپائی کے چشم دید گواہ تھے۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ یونانی فوجیں اسکی شہر کے کامل ترتیب کے ساتھ پسپا ہوئیں۔ ان کی اخلاقی حالت اور حوصلہ بھی بڑھا ہوا ہے۔

لندن کا مشہور اخبار نیر ایٹ اپنی ۲۴ اپریل کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ

رائیوں کی مزید کیفیت

پچھلے دنوں اسکی شہر کے نزدیک یونانیوں اور کمالیوں کی فوج کے درمیان جو غریزہ موکہ ہوا ہے۔ اس سے یونانیوں کے جھکے جھوٹائے ہیں۔ یونانیوں نے اس جنگ کو معمولی جنگ تصور کیا تھا۔ وہ یہ خیال کئے بیٹھے تھے کہ ہم بہت عہد ترکان احرار کی فوجوں کو شکست دے کر ایشیائے کوچک پر تسلط چاہیں گے مگر ترکوں کے شدید حملوں اور بدست مدافعت نے یونانیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ یونانیوں کی خواہش ہے کہ کسی طرح انگورہ کو سفر کر لیں۔ خواہ اس کے لئے کئی ہزار جانیں کیوں نہ ضائع کوئی نہیں۔ ادھر ترکان احرار یہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ یونانیوں کو ایشیائے کوچک سے اپنا نکالیں جیسا کہ ان سے بال نکالا جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کون فتح مند ہوتا ہے۔

نظاہر ترکوں کا بد بھاری ہے۔ ایشیائے کوچک سے جو آخری اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ اسکی شہر کے نزدیک یونانیوں اور ترکوں میں جو

خونناک جنگ جاری تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یونانیوں کو بدحواسی کے عالم میں شہر
خالی کر کے پسپا ہونا پڑا۔ فریج کی دیوہی نے مصطفیٰ کمال پاشا کے قدم چومے
اور ترک نہایت شان و شوکت سے اسکی ٹہریں داخل ہوئے۔ یونانیوں کی
پسپائی کا سلسلہ جاری ہے۔ بدوہ میں بہ تعداد کثیر مجروح ہیں۔ یونانیوں
کی جو فوج شمالی جانب ترکوں کے مقابلہ میں خندق زن تھی۔ وہ نہایت بے
ترہشی کے ساتھ پیچھے ہٹ رہی ہے۔ ترکی فوجی رسالہ یونانیوں کا تعاقب
کر رہا ہے۔

قوم پرستوں کا سرکاری اعلان

ترکان احوار کا ایک نیم سرکاری
اعلان منظر ہے کہ پانچ دن
کی خونریز جنگ کے بعد یونانیوں کو شکست فاش ہوئی۔ یہ جنگ نہایت
خونناک طریقے پر جاری رہی ہے۔ ہزار جنگ اور کراکوں پر مہادی فوجوں
نے دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ علاوہ بریں ہم سے یونانیوں کے کسی ہزار
سپاہی گرفتار کر لئے ہیں۔ ابھی تک یونانیوں کے متعلق مزید کیفیت معلوم
نہیں ہوئی۔ البتہ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ ان کی فوجوں کی پسپائی کا سلسلہ بدستور
جاری ہے یونانیوں میں اب اتنی طاقت نہیں۔ کہ وہ اسکی شہر کو دوبارہ سر
گرنیں۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ اور دعویٰ ہے
کہ وہ است کی ہے۔ کہ وہ فوج میں بھرتی ہو کر غنیم کا مقابلہ کریں۔ یہ بھی بیان
کیا جاتا ہے کہ اگر یونانیوں کو ایک شکست اور ہوگئی۔ تو پھر ایشیائے کوچک
میں جنگ کا خاتمہ سمجھا جائیے۔ دیوڑ کا ایک ہفتی پیغام سمرنا سے منظر ہے۔
کہ اسکی شہر کی جنگ میں یونانیوں کے سات ہزار آدمی مارے گئے۔

(اسلامک ٹینٹ)

ترکوں کا ایک سرکاری اعلان منظر ہے۔ کہ اسکی شہر کی جنگ
جسے شروع ہونے ایک ہفتہ گزر گیا بخیر و خوبی ختم ہوئی۔ ترکوں نے یونانی

فوج پر جان گس چلے شروع کر دیے۔ جن کی تاب نہ لا کر یونانی سپاہیوں نے
اس جنگ میں بہت سناں شہیت اور سامان جوہر ہمارے ہاتھ آیا۔
غیم سپاہیوں پر ہے۔ اور دھتے میں تمام گاؤں کو آگ کی نذر کر رہا ہے۔
(ڈیلی اکسپریس)

لندن ۲۱۔ اپریل۔ رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ یونانی فوج نے بروہ

کے محاذ پر پھر جارحانہ کارروائی شروع کر دی ہے۔ مگر ۱۱ اپریل سے تو کون
کی زبردست جمیٹیں اور شک کے محاذ پر یونانیوں پر چلے کر رہی ہیں۔ اور شک
کے محاذ پر یونانی اپنے مورچوں پر قائم ہیں۔ بعد میں اس خبر کی تصدیق نہیں
ہوئی۔

یونانی فوج کی بے بسی | فرانس کے مشہور نیم سرکاری اخبار

”ٹان“ نے یونانی فوج کے متعلق یہ
خیال ظاہر کیا کہ جب تک یونانی فوج کو مزید کمک نہ پہنچ جائے وہ ترکوں
پر حملہ نہیں کر سکتی۔ تقریباً اور مقدونیہ میں بھی یونان کو اپنی افواج میں اضافہ
کرنا پڑے گا۔ اگر سمجھ لیا جائے کہ ایشیائے کوچک میں یونانیوں کے کم از کم
یہ نقصانات ہیں کہ ان کے سات ہزار سپاہی اور دو سو افسرانے گئے ہیں
تو اس کی کوہرا کرنے کے لئے مزید فوج درکار ہے۔ آثار و قرائن سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ یونان کی انتہائی پرزور کی یونانی جنگ کا خاتمہ ہو گا۔ اور اتحادی
حکومتوں کو مدد ملت کرنی پڑے گی۔

ہنسٹن سٹار کے
زبردست معرکے

۱۱۔ جولائی کو یونانیوں نے اپنا زبردست
حملہ شروع کیا۔ جس میں ایک لاکھ اسی ہزار
یونانی سپاہ شریک تھے۔ اس زبردست
حملہ آور یونانی سپاہ کے مقابلہ میں ترکی سپاہ کی تعداد صرف ایک لاکھ بیس

تھی۔ ترکوں نے جو خط جنگ بنایا تھا۔ وہ صرف مدافعت اور ترکی سپاہ کی حفاظت کے کام کا تھا۔ اس سے ترکوں کا مقصد یہ تھا کہ وہ یونانیوں کو آہستہ آہستہ آگے بڑھنے کا موقع دے کر اپنے ان خطوط پر حفاظت تمام پہنچ جائیں جو انہوں نے فیصلہ کن معرکہ کے لئے تیار کئے ہیں مکن ہے کہ اس سے ترکوں کی یہ بھی غرض ہو کہ وہ جنگ کو طویل دے کر آخری فتح حاصل کرنے کا موقع ہم پہنچائیں۔

یونانیوں کی پیش قدمی جاری تھی اور ترک برابر انتظام کے ساتھ پیچھے ہٹ رہے تھے۔ اس پیش قدمی اور پسپائی کے سلسلہ میں کوئی زبردست معرکہ وقوع میں نہیں آیا۔ یہاں تک کہ ۱۳۔ جولائی ۱۹۲۱ء کو یونانیوں نے ایفون قرعہ حصار پر قبضہ کر لیا۔ اور پھر ایک سخت معرکہ کے بعد یونانی ۱۸ جولائی کو کوتاہیہ پر بھی قابض ہو گئے۔ ترکوں کا مقصد وابتدائی خطہ جنگ پر کسی زبردست معرکہ میں حصہ لینے کا نہ تھا۔ لیکن کوتاہیہ پر انہیں اس غرض سے ایک شدید جنگ کرنی پڑی۔ کہ وہ اپنی سپاہ کو بغیر کسی نقصان کے پیچھے ہٹا سکیں۔ چنانچہ کوتاہیہ پر انہوں نے ایک زبردست مدافعت کی اور یونانی سپاہ کو جنگ میں مشغول رکھ کر اپنی بقیہ سپاہ کو مع سامان حرب اور تمام ضروری اشیاء کے ان خطوط جنگ پر لے جانے میں کامیاب ہو گئے جو انہوں نے فیصلہ کن جنگ کے لئے قرار دئے تھے۔

۲۰ جولائی سلسلہ معرکوں یونانی اسکی شہر میں داخل ہوئے اور پھر اس ریوے لائن کے سامنے جو اسکی شہر سے ایفون قرعہ حصار کو جاتی ہے یونانی آگے بڑھے اور ۲۹ جولائی کو سید غازی پر پہنچے۔

سید غازی کے سامنے ترکی سپاہ مدافعت کے لئے تیار تھی اور یونانیوں کے پہنچنے سے پہلے حملہ کا مکمل انتظام کر چکی تھی۔ چنانچہ سید غازی پر یونانیوں کے پہنچنے ہی ترکوں نے ان پر ایک سخت حملہ کیا اور

شہر پہ جنگ وقوع میں آئی۔ جس میں بارہ ہزار یونانی قتل و گرفتار ہوئے۔ اس جنگ نے یونانیوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور ترک بھاریت آٹھینان کے ساتھ اپنے مضبوط و مستحکم مورچوں پر جواہوں نے فیصلہ کن جنگ کے لئے ہنر سقاریہ پر تیار کئے تھے۔ فتح گئے۔

چند روز بعد یونانیوں نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ وہ ہنر سقاریہ کو عبور کر کے ان مورچوں کے سامنے پہنچ گئے جو ترکوں نے فیصلہ کن معرکہ کے لئے قرار دئے تھے۔ اور یونانیوں کے وہاں پہنچنے ہی ترکوں نے ان پر زبردست حملہ شروع کیا اور وہ جنگ شروع ہو گئی جو اناطولیہ کے معرکوں میں سب سے زبردست اور معرکہ آرا جنگ تھی اس جنگ سے فریقین کی امیدیں وابستہ تھیں۔ اور اس معرکہ کے انجام پر طرین کی کامیابی دنیا کا نامی کا انحصار تھا۔ اگر خدا خواستہ یونانی اس جنگ میں کامیاب ہو جاتے تو انگورہ پر قبضہ کر لیتا پھر ان کے لئے کچھ مشورہ نہ تھا۔ نہ صرف یہی بلکہ وہ آسانی کے ساتھ ترکوں کی قوت کا بھی خاتمہ کر دیتے اور ترکوں کو ایسی دردناک حالت پر پہنچا دیتے۔ جس کا پھر کوئی علاج نہ تھا اسی طرح ترکوں کی فتح یونانیوں کی امیدوں کا خاتمہ کر دیتے والی تھی۔ جس کے بعد وہ اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔

ہنر سقاریہ کا عظیم الشان معرکہ ۲۳۔ اگست ۱۹۲۰ء کی صبح کو شروع ہوا۔ فریقین نے اس معرکہ میں اپنے تمام وسائل ساری فوجی طاقت اور جو کچھ حصول کامیابی کے لئے ان کے امکان میں تھا۔ سب سے کام لیا۔ ترک اپنے مرکز پر مہمایت سفیوٹی سے قائم تھے۔ اور عثمانی سپاہاوسے کی دیواروں کی مانند یونانیوں کے سامنے کھڑی تھی۔ یونانیوں نے ہر چند کوشش کی اور پوری طاقت سے کام لیا۔ لیکن ۷ کیلومیٹر

سے زیادہ آگے بڑھنے کا ان کو موقع نہ مل سکا اور یہ پیش قدمی بھی جہجہ سے خود
بے حقیقت تھی۔ ایک فوجی نقل و حرکت کا نتیجہ تھا۔

معرکہ شدت کے ساتھ جاری تھا۔ فریقین کی فوجیں پوری قوت
سے جنگ میں حصے لے رہی تھیں۔ اور ہر ایک فریق دوسرے پر غلبہ
حاصل کرنے کی کوشش میں تھا۔ لیکن کسی ایک فریق کو بھی اپنی
جگہ یا مرکز سے جنبش نہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ کئی روز کی مسلسل جنگ
اور رات دن کے سخت معرکوں میں شدید یونانی نقصانات نے
یونانیوں کی بہتوں کو بہت کر دیا۔ کامیابی سے وہ مایوس ہو گئے۔ اور
محسوس کرنے لگے کہ اب ان کا وہ مقصد حاصل ہونا دشوار ہے جس کو
وہ اپنا صلح نظر بنائے ہوئے تھے۔ اور جس کا بار بار ذکر کر کے وہ دنیا
کو اپنا ہمنوا بنا رہے تھے۔ یعنی انگورہ پر قبضہ کرنا اور ترکوں کی فوجی قوت
کو تباہ کر دینا۔

غرض جب یونانی فوجی افسروں کو جنگ کی حالت دیکھ کر اس کا
یقین ہو گیا۔ کہ عثمانی سپاہ پر غلبہ حاصل کرنا اور شہر سقاریہ کے سرکہ
میں کامیاب ہونا ناممکن ہے۔ اور اس وقت تک اس مقصد کے
حصول میں جو شدید نقصانات برداشت کئے گئے ہیں۔ وہ محض بے کار
دعشت ہیں۔ تو انہوں نے جنگ کو ختم کر دیا۔ یہ معرکہ ۲۲ اگست ۱۹۱۲ء
سے شروع ہوا کہ ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء تک مسلسل ۱۷ دن جاری رہا۔ اور رات
دن کے ۲۴ گھنٹوں میں ۱۷ دن تک ایک لمحہ کے لئے بھی جنگ بند نہیں
ہوئی۔ ٹائمس کے قول کے مطابق ان شدید معرکوں میں ۱۸۰۰۰

یونانی اور ۱۲۰۰۰ ترک مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ لیکن
دوسرے اعداد و شمار سے جو زیادہ قریب صواب ہیں۔ نقصانات
کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یعنی ۶۵ ہزار یونانی مقتول و مجروح

اور امیر ہوئے۔ اور ترکوں نے ان نقصانات کے مقابلہ میں خفیف نقصانات اٹھا کر ہنرمند ہونے کے زبردست معرکہ میں یونانیوں پر شاندار فتح حاصل کی۔ مگر یہ ستارہ کے ختم ہونے اور قوم پرورد ترکوں کے شاندار فتح حاصل کرنے کے بعد یونانیوں کا اپنے خطوط جنگ پر ٹھہرنا ممکن ہو گیا۔ اور وہ پوری تیزی سے واپس ہونے لگے۔ ترکوں نے یونانیوں کی سپاہی سے معقول فائدہ اٹھایا۔ اور ترکی سپاہ نے جنرل نورالدین ہاشا۔ جنرل عصمت ہاشا۔ جنرل علی ہاشا اور کاظم ہاشا وغیرہ کی رہنمائی میں چاروں طرف سے یونانیوں کو گھیرنا اور ان پر حملہ کرنا شروع کیا۔ یونانی اس تازہ مصیبت سے گھبرا گئے۔ اور نہایت ہی پریشانی کی حالت میں ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ یہاں تک کہ ۱۹ ستمبر کو ترکوں نے سیورسے حصار پر قبضہ کر لیا۔

تسخیر انگورہ کی خبر | یونان اور ترکان احرار کے درمیان جنگ کا سلسلہ بہت دنوں سے جاری تھا۔ اور عام حالت یہ تھی کہ ترک مصیبت برابر پامور ہے تھے۔ اور یونانی فاتحانہ جوش میں اندھا دھند آگے بڑھتے چلے جاتے تھے۔ آخر انہوں نے ستمبر کے پہلے ہفتے میں تسخیر انگورہ کی غلط خبر بدیں الفاظ دنیا میں مشہور کر دی دی۔

سمرناہ۔ ستمبر ۱۹۰۷ء بیان کیا جاتا ہے کہ یونانیوں نے دس دن کی ستوار جنگ کے بعد انگورہ کو فتح کر لیا ہے۔ اور فریقین کو سخت نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ یونانیوں کی نسبت ترکوں کی تعداد کم تھی۔ تاہم انہوں نے آخر وقت تک سختی سے مقابلہ کیا۔ اور تسخیر شدہ مقامات سے یونانیوں کو باہر دھکیلنے کی اذہر کوشش کی۔ بہت دیر تک درست بدست جنگ ہوتی رہی۔

مسلمانوں پر اس خبر کا اثر | یونانی خبر سازوں نے یہ خبر کچھ ایسے الفاظ میں گھڑ کر بھیجی تھی کہ لوگوں

کو ایک حد تک اس کی صداقت کا یقین ہو گیا تھا۔ کیوں کہ اس میں نہایت عیاری سے یہ الفاظ ابھی داخل کر دیے گئے تھے۔ کہ ترکوں کی تعداد یونانیوں سے کم تھی۔ اور انہوں نے حتی الوسع دشمن کا سختی سے مقابلہ کیا اور اسے پیچھے ہٹانے میں پوری کوشش صرف کر دی۔ اس خبر نے تمام دنیائے اسلام پر بہت بڑا اثر ڈالا تھا۔ ہندوستان میں ہر مسلمان نے اسے خاص طور پر محسوس کیا تھا۔ اور مقبوضی ویر کے لٹے یہ سمجھ لیا تھا کہ ایک آزاد اور خود مختار سلطنت کی حیثیت میں ترکی کا بحال و برقرار رہنا مشکل ہے۔ ابھی ہندوستان میں اس خبر کے متعلق اظہار رائے ہی ہو رہا تھا کہ لندن سے اس مضمون کا تار موصول ہوا۔

لندن ۸ ستمبر ۱۹۱۲ء۔ انگلہ۔ کے سفر جو جانے کی خبر ابھی تک تصدیق طلب ہے۔ رائٹر کا نامہ نگار سیم ایٹھنرا نے اپنی پیغام مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۱۲ء میں اطلاع دیتا ہے کہ یونانی افواج کا دہنا پنا و متفرق لڑائیوں میں مشغول ہے۔ اور یونانی ہوائی جہازوں نے انگور ریلوے سٹیشن پر بم گرائے ہیں۔

لندن ۹ ستمبر ۱۹۱۲ء۔ نیو انگورہ کی تصدیق طلب خبر قطعاً بے بنیاد ہے۔ لندن میں جو تازہ ترین اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ یونانیوں نے دریائے سفارہ کے مشرق کی طرف جو حملہ کیا تھا۔ وہ بالکل ٹک گیا ہے۔ گزشتہ چار روز سے شدید جنگ جاری ہے۔ اور آٹا و فرامن سے پایا جاتا ہے کہ یونانی سپاہیوں نے۔ یونانی افواج ابھی تک انگورہ سے چالیس میل جنوب مغرب کی طرف ہیں۔

فریقین تھک گئے | آخر ۱۱ ستمبر ۱۹۱۲ء۔ تازہ ترین سرگرم جنگ کے باعث فریقین تھک گئے ہیں۔ اور سردست

ذرائع ملتی کر دی گئی ہے۔ اخبار رائٹر کے نامہ نگار متعینہ قسطنطنیہ نے اطلاع دی ہے۔ کہ انگورہ پر حملہ کرنے کے بعد اب یونانی مغرب کی طرف ہٹ رہے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جنگ میں یونانیوں کے ۱۸ ہزار اور ترکوں کے

۱۷۵۰ ہزار سپاہی کام آئے اسی اخبار کے نامہ نگار تعلیہ سمرنا نے اطلاع دی کہ یونانی گورڈیس کی جوٹی پر مشرق کی طرف اہم مقامات پر قبضہ کر کے اب انگریزوں کی طرف مزید پیش قدمی کر رہے ہیں۔ مگر انہیں سخت نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا ہے۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا سخت ماقبت کر رہے ہیں۔

یونان کی ذلت آفریں شکست | لندن ۱۵ ستمبر ۱۹۲۱ء - ڈیلی اکسپریس کے نامہ نگار میقم قسطنطنیہ

کا ایک برقی پیغام جو یونانی سرکر کی قطع و برید سے محفوظ رکھنے کے لئے بذریعہ جہاز لندن بھیجا گیا تھا۔ منظر ہے کہ ایٹیمائے کوچک میں تازہ ترین جنگ کا نتیجہ اہل یونان کے حق میں یقینی تباہی کا باعث ہوا ہے۔ چونکہ ترکان احرار کا سامان با بروداری اعلیٰ نہ تھا۔ اس لئے انہوں نے حالات پر کافی فوائد حاصل نہ کئے۔ قسطنطنیہ میں ۱۴ ستمبر کو غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی فتح و نصرت کے لئے دعا مانگی گئی۔ تمام مساجد مسلمانوں کے بھری ہوئی تھیں اور بہت سی خواہش بھی وہاں شامل تھیں۔ اسی اثنا میں ترکان احرار کی فتح و نصرت کی خبر بھی موصول ہو گئی۔ اس سے نماز شکرانہ بھی ادا کی گئی۔

انگریز کھٹے ہیں | لندن ۱۶ ستمبر ۱۹۲۱ء - سفر یونان میقم لندن نے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا کہ ترکان احرار نے حال ہی میں ایک زبردست حملہ کیا۔ مگر وہ بالآخر پسپا کیا گیا۔ یانوں کو کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ ترکوں نے یونانیوں کے سلسلہ آمد و رفت کی صف کے ایک حصے کو تباہ کر دیا ہے۔ مگر یونانی دوبارہ تیار ہو رہے ہیں اگرچہ تاخیر کا اندیشہ ہے۔ یونانی سفیر کا بیان ہے کہ یونانی از سر نو تیاریاں کر رہے ہیں۔ یونانیوں کا مقصد انگریز نہیں ہے بلکہ ان کی خواہش ہے کہ ترکی افواج تباہ کر دی جائیں۔

لندن ۱۵ ستمبر ۱۹۲۱ء - ایک تازہ ترس اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ

اناطولیہ میں یونانیوں کو حقیقی نہیں بلکہ اخلاقی شکست ہوئی ہے یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ ترکان احرار کسی وسیع پیمانے پر جارحانہ کارروائی کریں گے۔ قسطنطنیہ کے خط کو کسی قسم کا خوف نہیں ہے۔ مصالحت کا تذکرہ قبل از وقت ہے۔ اس کے برعکس قسطنطنیہ سے بار بار یہی خبریں آ رہی ہیں کہ یونانی افواج اسکی شہر اور کوتاہیہ کے خط کی طرف پسپا ہو رہی ہیں۔

لندن ۲۰ ستمبر ۱۹۱۲ء۔ ایشیائے کوچک کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ باربردار کی شکلات اور عافذ کی دوست کے باعث یونانی افواج بنیر شدہ نقصان کے دیئے سفاریہ کے مغرب کی طرف پسپا ہو گئی ہیں۔

یونانیوں نے تسلیم کیا ہے کہ ان کے بیس ہزار سپاہی مارے گئے ہیں۔ جن میں سے دو تہائی صرف باہر ستمبر ہی میں کام آئے۔ ترکان احرار کے نقصانات کا اندازہ ناممکن ہے۔ غالباً یونانی اسکی شہر کی طرف پسپا ہوں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ سبزی حصار پر قبضہ رکھیں۔ یونانی افواج کے افسر اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ یونانی سپہائی کی وہ دوسما سی ہیں۔ اور ان کا بیان ہے کہ پورپ کی بعض طاقتیں ترکان احرار کو کثرت سے گولہ بارود اور دیگر سامان بھیج رہی ہیں آثار و قرائن سے پایا جاتا ہے کہ فریقین آخر کار انجمن الاقوام سے اہل کریں گے۔

لندن ۲۵ ستمبر ۱۹۱۲ء۔ ترکان وزیر اعظم یونان کی آشفتہ بیانی

ہیں۔ مگر مصطفیٰ کمال کے اعلان سے پایا جاتا ہے کہ ترک اسکی شہر کے سامنے عظیم الشان جنگ کا انتظام کر رہے ہیں۔ یونانی وزیر اعظم موسیو گودیس اخبار نویسوں کو بتا رہا ہے کہ یونانیوں نے دریائے سفاریہ پر فتحیابی حاصل کرنے کے بعد انگور کی ہم کو کیوں چھوڑ دیا۔ وزیر اعظم نے بیان کیا کہ یونانی مقاصد حاصل ہو چکے ہیں۔ کیوں کہ دشمن معینہ حدود سے بہت دور

بھینک دیا گیا ہے۔ اور اس کی آمدورفت کے تمام ذرائع تباہ کر دیئے گئے ہیں۔ اور اب دشمن کا خطرناک حملہ اگر ناممکن نہیں تو مشکل مزدور ہو گیا ہے۔ وزیر یونان نے یہ بھی کہا کہ انگور کی طرف پیش قدمی کرنا مفید تھا۔ مگر دشمن کی سخت مزاحمت کے باعث تاخیر ہو گئی اور موسم سرما کی آمد کی وجہ سے حاصل شدہ فوائد قربانیوں کی قیمت کے برابر ثابت نہ ہوئے۔ یونانی افواج اب اس خطر پر قائم ہیں۔ جو ایشیائے کوچک میں قبضہ رکھنے کے لئے مزدوری ہے۔ اس وقت جو علاقہ یونانیوں کے قبضہ میں ہے اس میں ہندو اور یلوکر کا بہت ساحہ شامل ہے۔ اب اہل یونان اس مقبوضہ علاقے کے انتظام میں مصروف ہو جائیں گے۔ تاکہ نہایت محوڑے خرچ اور قربانیوں سے وہاں امن قائم رکھ سکیں۔

شاہ قسطنطین کی شہنشاہی | ایفقتبر ۲۹ - ستمبر ۱۹۲۱ء - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ بروصہ سے رخصت ہوتے وقت

شاہ قسطنطین نے افواج کے نام ایک اعلان میں ظاہر کیا۔ کہ یونانی افواج نے یونان کی شجاعانہ روایات کو قائم رکھا ہے۔ اور دشمن کو ایک سخت چوٹ لگائی ہے۔ شاہ قسطنطین نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے یونانی سپاہیوں کو یہ کہتے سنا کہ "انگور کی طرف" مگر شاہ یونان نہیں چاہتے کہ مزید کارروائی جاری رہے۔ کیوں کہ جو کچھ ہو چکا ہے۔ وہ مزدوریات کے لئے کافی ہے۔ شاہ قسطنطین نے امین ظاہر کی کہ یونانی افواج فتح شدہ علاقے پر قبضہ رکھیں گی۔ اور جس شان و شوکت کا انہماک کیا گیا ہے اسے ضائع نہ ہونے دیں گی۔

رائیٹر کے نامہ نگاروں کا بیان | ستمبر ۲۸ - ستمبر ۱۹۲۱ء - خوراسان کا نامہ نگار مقیم سمرکاندہک اٹاٹوریہ کے

حالات ماہ اگست پر مشعر کرتا ہوا مقرر ہے کہ اب یہ احوالات طور پر عجیب ہیں۔ کہ یونانیوں کو اٹاٹوریہ میں شکست فاش ہوئی ہے۔ اور انہیں سخت

نقصانات اٹھانے پڑے ہیں۔ دریائے ستلج پر کو عبور کرتے وقت یونانیوں کا دہنا باز و بہت پھیلا ہوا تھا۔ اور ترکوں نے غلہ کر کے ان کے دو ڈوہڑوں کو بنایت ہے تربی سے پسپا کیا۔ ان میں یونانیوں کا توپ خانہ بھی شامل تھا۔ ترکان احرار کی دوسری صف نے یونانیوں کو روک دیا۔ اور ترکی غلہ بہت دبا وہ کنگلی افواج کی مدد سے نکلے ہوئے یونانیوں کے غلاف کا مایاب ہر گیا۔ آخر کار یونانیوں کے جبریل سٹاف نے فوری فیصلہ کیا کہ دریائے ستلج پر سے سہٹ جانا چاہیے۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس خونریز جنگ میں یونانیوں کے چھپس ہزار سپاہی مارے گئے ہیں۔ ترکوں کے نقصانات بھی کافی تھے۔

یونانیوں کی طرف سے صلح کی درخواست لندن ۳۰ ستمبر ۱۹۱۷ء

ہی معتبر ذرائع کے معلوم ہوا ہے کہ یونانیوں نے غازی مصطفیٰ کمال پاشا سے صلح کی درخواست کی ہے۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ غازی مصطفیٰ نے جواب دیا ہے کہ وہ براہ راست یونانی میاں پندوں کے ساتھ صلح کی گفت و شنید نہیں کر سکتے یقین کیا جاتا ہے کہ شاہ مظہرین غیر ملکی سیاست دانوں کی مدد طلب کریں گے۔ یونان کی حالت کا صحیح اندازہ وہاں کی مالی حالت سے ہو سکتا ہے۔ جو وزیر و وزیر کے بدتر ہو رہی ہے۔

ایک فرنیسی بیان پیرس ۲۲۔ ستمبر یہ ایک حقیقت ہے جو عرصہ تک پوشیدہ نہیں رکھی جاسکتی کہ کئی ہینڈل

کی مکمل طیاروں کے باوجود یونانیوں کی جارحانہ کارروائیاں بالکل ناکام ثابت ہوئیں۔ اور ۲۰ ستمبر کو ترکی کی مجلس قومیہ کو معلیم ہوا ہے کہ بہت سے مقامات سے یونانی واپس جا رہے ہیں۔ یونانی دریائے ستلج پر عبور کر کے انگورہ سے تیس میل کے قریب تک آئے تھے۔ لیکن ترکوں کی مزاحمت کی وجہ سے ہر ہر قدم پر ان کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔

اور جب ۱۰ اکتوبر کو ترکوں نے فیصلہ کن جوابی حملہ کیا تو وہ تاب نہ لاسکے۔
 اور ان کو ہر ایک مقام سے واپس ہونا پڑا۔ کئی روز جنگ ہونے کے بعد
 عصمت پاشا نے اپنے ہندہ ڈویژنوں کو جن میں دو رسالے تھے سترک
 کی۔ بیولیس (یونانی جنرل) نے پہلاک کیو پرو کے پل کو اپنے قبضہ میں
 رکھنے کے واسطے جوابی حملہ کیا۔ لیکن ترکوں کی نوے فوج نے یونانیوں
 کے قیام اٹھیر دئے۔ یونان کے بہت سے سپاہی میدان جنگ
 میں مقتول ہوئے۔ بہت زیادہ مال غنیمت بشمول دو ٹینکوں۔ بہت
 سی میزینوں اور ہر قسم کے سامان جنگ کے ترکوں کے ہاتھ آیا۔
 ترکوں نے پھر دریائے سفاریہ کو عبور کیا۔ اور دریائے پیل تعمیر کر رہے
 ہیں۔ اور اس کام میں کشتیوں کو جو یونانی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ استعمال
 کر رہے ہیں۔ مقامات لوائی لاک ریو پور واسیو رے حصار۔ ٹاچا ہانی
 عزیزلی۔ مہالک پر ترکوں کے قبضہ ہو جانے کی اطلاع سرکاری طور
 پر موصول ہوئی ہے۔ ترک اپنی مشہور فوجیں بولیس بلڈ جبک اور
 ایڈون قرہ حصار کے علاقہ جات میں چھوڑ گئے ہیں۔ اب ان فوجوں کے
 حملہ کی وجہ سے یونانیوں کو واپس ہونے میں بہت وقت ہو رہی ہے۔
 کوڈجالی اور جزیرہ غائے احمد کے ترکی فوجیں اسکی شہر کی جانب
 جارہی ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ وہ بہت جلد شہر پر قبضہ کر لیں
 گی۔ یونانی جنرل اسٹاف نے عرصہ سے کوئی مراسلت شائع نہیں
 کی ہے۔ اور یونانی اخبارات سختی سے اپنے شکست کی خبر چھپانے
 کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔
 اور چوں کہ ترکوں نے انگورائے ربہ چیزیں ہٹا دی ہیں اس لئے
 شہر پر قبضہ کرنا محض بے سود ہوتا۔ یونانیوں کا بیان ہے کہ ان کے
 جنگ کا مقصد محض ترکی مال پر قبضہ کرنا اور ان کی سپاہ کو تباہ کرنا تھا۔

بہر کیف یونانی سکون کی قیمت میں کمی ہوتی جا رہی ہے۔ اور ترکوں کے
 سکے کا رواج ترقی کرتا جا رہا ہے۔ حال میں جو ضرپونانی ذرائع سے
 موصول ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنرل اسٹانٹ نے
 اپنے خط حماؤ کو مخفی کرنا مناسب سمجھا۔ اس نے یونانی فوجیں بلا کسی منت
 کے واپس ہو گئیں۔ اور ترک اس کو یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ یونانی اس
 قدر تیزی سے ہجاک رہے ہیں۔ کہ ترکی فوجیں ان کا تعاقب نہیں کر سکتی
 ہیں۔ اور مزید برآں جلدی کی وجہ سے یونانی سپاہی رانیفل۔ کارنوس
 سامان جنگ۔ گلدار توپیں وغیرہ میدان میں چھوڑ کر ہجائے جا رہے ہیں۔
 سمرنا کا ایک برقی پیغام مورخہ ۸۔ اکتوبر مقرر ہے۔ کہ شہر کی سرنگیں
 مجروحین سے بھری ہوئی تھیں۔ اور چار ہزار آدمی جو حال ہی کی لڑائیوں
 میں زخمی ہوئے ہیں۔ یہاں سے یونان بھیجے گئے ہیں۔ یونان ہر طرح
 سے دوسری سلطنتوں کے مداخلت کی کوشش کر رہا ہے۔ اور انگلستان
 کے اخبارات پر خبر شتم کر رہے ہیں۔ کہ پروانہ سلفیہ کمال پاشا
 اتحادیوں کی مداخلت کے خواہشمند ہیں۔ یہ خبر قطعی غلط ہے۔
 یونانیوں کے لئے یہ مزور مفید ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایک مرتبہ پھر
 سیاسی جالوں اور انگریزوں کی مودے ترکوں کو اپنی فتحیابی کے
 باز رکھیں۔ لیکن ترک ایک ایسی فتنہ دی کے فوائد کو جس کے واسطے
 انہوں نے اس قدر نقصان اٹھایا ہے۔ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔
 ترکی اخبارات کی تحریکات | ہنر سقاریہ پراگت اور ستمبر
 میں جو زبردست محرکہ ہوا
 ہے۔ وہ فوجی نقطہ نظر سے دو دور پر منقسم ہے۔ پہلا دور ۲۰۔ اگست
 ۳۱۔ اگست تک قائم رہا۔ دوسرا دور ۱۔ ستمبر کے ۸۔ ستمبر
 تک رہا۔

پچھلے دور میں ترکی خط جنگ ہنر سقاریہ کے مشرقی کنارہ پر ہلال کی شکل میں تھا جس کا شمالی حصہ جنوبی حصہ سے کسی قدر ٹولیل تھا۔ مصطفیٰ کمال پاشا کا خیال تھا کہ یونانی شمال پر حملہ آور ہوں گے۔ اسی لئے انہوں نے ہلالی خط جنگ کے شمالی حصہ کو کسی قدر بڑا رکھا تھا۔ لیکن یونانیوں نے اس خیال کے برخلاف جنوبی حصہ پر پروردہ ڈال دیا۔ اور وہ دستوں کی زبردست فوجی طاقت سے وہ حملہ آور ہوئے۔ جن میں سے دو دسے ترکی سپاہ کے سپینہ پر و وقتب پر اور کا سپرہ پر جنوب کی سمت میں حملہ آور ہوئے۔

یونانیوں کا مقصد اس سے یہ تھا کہ وہ ترکوں کو گھیر لیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے یونانیوں کے اسادہ کو سمجھرایا کہ سپاہ کو تندرست رکھیں بٹا یا اور پھر سپاہ کو یونانی طریقہ پر تقسیم کر کے پوری قوت سے مدافعت کی۔ اور یونانیوں کو دھچکے بٹانا شروع کیا۔

۱۔ اگست کو یونانی ترکوں کے اس خط مدافعت تک پہنچ گئے تھے۔ جو قس کی صورت میں مقام افلی قیقل " ایک گاؤں جو انگریزوں سے اہم میل کے فاصلہ پر جنوب مغرب میں واقع ہے اس کے شروع ہو کر شمال میں جوتا ہوا صیانا تک چلا گیا تھا۔ اور پھر جلاطاع کے پہاڑوں کو قطع کر کے بوٹلی کے مغرب میں ریدے لائن تک وسعت پذیر تھا۔ یونانیوں کی یہ پیش قدمی جنوب مغرب کی سمت میں تھی۔ اور وہ شمال مشرق میں کئی تیزی سے بڑھ رہے تھے۔

۲۔ اگست ۱۸۷۷ء تک یونانیوں کی پیش قدمی نہایت شاندار اور اچھی حالت میں تھی۔ لیکن دوسرے دن صبح کو ترکوں نے اس پر سخت حملہ کیا۔ اور ان کے جلاطاع کے اہم مواقع کو چھین کر دیکھے بٹا دیا۔ اسی طرح مشرقی میدان کو بھی ان سے خالی کرالیا۔ اس معرکہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ جلاطاع کا پہاڑ و جھوں میں منقسم ہو گیا۔ نصف مشرق پر ترک قابض تھے۔

اور نصف مغربی یونانیوں کے قبضہ میں آئے۔

۲۔ ستمبر کو یونانیوں نے پھر پیش قدمی شروع کی اور تیز طرخ کے پہاڑ تک جو مقامات "افلی قیقلی" اور صیخانہ کے درمیان واقع ہے پہنچ گئے۔
۳۔ ستمبر کو ترکوں نے ان پر حملہ کر کے پھر مسیہ اور قلب کو وچھے ہٹا دیا۔ یہ ستمبر کو یونانیوں نے پھر پیش قدمی شروع کی اور ان کا بیڑہ آگے بڑھ کر باس کوئی کے محلوں یا بلند یوں تک اور سینہ "افلی قیقلی" تک پہنچ گیا۔ لیکن قلب نے کچھ زیادہ پیش قدمی نہ کی۔

ترکوں نے یونانیوں کو
تلواریں ہر رکھ لیا

مصطفیٰ کمال پاشا ۱۱۔ ستمبر کو فوج کی کمان خود کر رہے تھے۔ یونانیوں کو آگے بڑھتا دیکھ کر انہوں نے پوری قوت سے حملہ کیا۔

اور ترکی سپاہ نے یونانیوں کو سنگینوں اور تلواروں پر رکھ لیا۔ اس معرکہ میں ترکی سپاہ نے جس قدر پھرتی شجاعت اور غیرت سے کام لیا تھا۔ وہ یادگار زمانہ ہے اور یونانی عمر بھر اس مصیبت کو یاد رکھیں گے۔ جو انہیں اس معرکہ میں ترک شجاعوں کے باحقوں اٹھانی پڑی۔ اس معرکہ کی نسبت یورپ کے تمام وقائع نگاروں کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ مصطفیٰ کمال پاشا نے مدافعت کے فرض کو اس خوبی سے انجام دیا کہ دوسرا کوئی شخص ادا نہیں کر سکتا تھا۔

ٹائمز کے وقائع نگار نے لکھا ہے کہ یونانی فوجی افسر کمال پاشا کی بے مثل مدافعت اور شاندار مقابلہ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اس کا بھی وہ اقرار کرتے ہیں کہ یونانی سپاہ کو اس معرکہ میں سخت مصائب اٹھانے اور نہایت شدید نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ معرکہ سقاریہ کے دوسرے دور کا آغاز اسی جگہ سے ہوا۔ یہ حملہ اناطولیہ کی جنگ میں سب سے زبردست تھا۔ اور ترکوں نے اس معرکہ میں اپنی شہور شجاعت و بہالت کو پھر ایک دفعہ ثبوت کے طور پر پیش کیا تھا۔

یہ سحرکہ لم - ستمبر سے شروع ہو کر ۸ - ستمبر تک مسلسل جاری رہا - اور ان ایام میں رات دن برابر سخت جنگ جاری رہی - یہاں تک کہ فریقین نے ایک مہلک منٹ کو بھی جنگ نہیں روکی - ۵ - ستمبر کو یونانیوں نے اپنی قوت کو کمزور پا کر خطہ جنگ کے دونوں پہلوؤں کو طاقتور رکھنے کے لئے مزید احتیاطی فوج طلب کی - اور جنگ کو شدت کے ساتھ جاری رکھا -

دست بدست جنگ میں
یونانیوں کو شکست
۶ - ستمبر کو جنگ شدت کے ساتھ جاری تھی - اور قریب تھا کہ ترکی سپہ کا حوصلہ ٹھٹ جائے - اور وہ جنگ

کو روک کر پیچھے ہٹ جائے - کہ مصطفیٰ کمال پاشا اور عصمت پاشا اسلین جنگ میں داخل ہوئے - اور سامان جنگ کو اختتام کے قریب پا کر انہوں نے سپاہ میں جوش شجاعت پیدا کیا - اور دست بدست جنگ کی طرح ڈالی - اور ترک سپاہ جوش میں بھر کر تلواروں نیزوں اور آبدار خنجروں کو لے کر آگے بڑھی - اور یونانیوں پر جا پڑی - یہ دست بدست جنگ اتنی سخت تھی - کہ یونانیوں کے حواس باختہ ہو گئے - اور صفوں کی ہی دیر میں ان کے پاؤں اٹھڑ گئے - آخر یونانی سرسیمہ ہو کر بھاگے اور میدان ترکوں کے ہاتھ آیا -

اس پانچ روز کی مسلسل اور سخت جنگ نے فریقین کو ہتھاکر خور کر دیا تھا - اس لئے یونانیوں کی ہسپالی کے بعد جنگ فوراً ختم ہو گئی اور فریقین کی سپاہ نے آرام لینے کے لئے جسم سے ہتھیار کھول دئے - تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ یونانیوں نے اس سحرکہ میں اپنی ساری طاقت کو جمع کیا تھا - جس کا ثبوت اس سے ملتا ہے - کہ ان کی سپاہ کے دو دستے تقریباً بیس ہتھیار تھے - اس نے ان دستوں کو روڈ ستو کی بندرگاہ سے سمرنا طلب کر کے میدان جنگ میں بھیجا تھا - لیکن

جس فرض سے اس نے ان دستوں کو طلب کیا تھا۔ اس میں اُسے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور آخر کار یونان سخت نقصان اٹھا کر میدان جنگ سے ہٹ آنے پر مجبور ہو گیا۔ اور یہ معرکہ ختم ہو گیا۔

۳۰ ہزار یونانی مارے گئے | گذشتہ دور وزیں جو خبریں موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے۔

کہ سقاریہ کے معرکہ میں ۳۰ ہزار یونانی مارے گئے ہیں۔ یونانی سپاہ کا یہ نقصان بلاشبہ سخت نقصان ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس معرکہ میں جو ہم ستمبر کے شروع ہو کر ستمبر تک جاری رہا۔ یونانیوں کی چوتھائی سپاہ ترکوں نے تباہ و غارت کر دی۔ ممکن ہے یونانی نقصانات کی یہ تعداد مبالغہ سے خالی نہ ہو۔ لیکن یہ فرض کر لینے کے بعد کہ اس تعداد میں مبالغہ ہے۔ تب بھی نقصان کی تعداد میں ہزار سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ اور اتنا نقصان بھی ناقابل برداشت نقصان ہے۔

یونان چوں کہ اس محاربہ میں جلد آور تھا۔ اس نے اس کو زیادہ نقصانات برداشت کرنا پڑے کیوں کہ فریق جلد آور ہمیشہ فریق مدافع سے زیادہ نقصان --- برداشت کرتا ہے۔ بہر حال ان شدید نقصانات کے بعد یونانیوں نے جنگ کو ملتوی کر دیا ہے۔ اور اب وہ اس کمی کو پورا کرنے میں مشغول ہیں۔ جو اس نقصان سے سپاہ میں پیدا ہو گئی ہے۔ ممکن ہے کچھ عرصہ بعد یونانی پھر جلد شروع کریں۔

معرکہ سقاریہ میں کمال فخر حاصل کرنے کے بعد خیال تھا کہ ترکوں کی آئندہ جنگ کے متعلق کوئی اطلاع وصول ہوگی۔ لیکن اس وقت تک اس قسم کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ کہ مطلقہ کمال پاشا کیا کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یونانی انگورہ کی طرف بڑھنے کے بجائے ان مقامات پر جمع جائیں گے جن پر انہوں نے ابتدا میں قبضہ کیا تھا۔ لہذا

ترکوں کو بھی فیصلہ کن جنگ کے لئے نہیں کوئی موقع تلاش کرنا پڑے گا۔
 ترکوں کی موجودہ جدوجہد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یونانیوں کو اسی حالت
 میں منتشر رکھ کر موسم سرما کا انتظار کریں گے۔ تاکہ موسم سرما میں یونانیوں
 کی کوششوں اور قربانیوں کو آسانی سے تباہ کیا جاسکے۔

ترکی شجاعت کے حیرت انگیز نمونے

جنگ اناطولیہ کے ان سرکوں
 میں جن کا مختصر تذکرہ ہم اوپر
 کر آئے ہیں قوم پرورد ترکوں نے جس شجاعت و بہاوت سے کام لیا ہے اس کے
 دیکھتے ہوئے گذشتہ ناسور فاتحوں اور بہادر و جاں باز لوگوں کے واقعات ہنگی
 یاد آجاتے ہیں۔ اور یہ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا بہادروں سے اب بھی خالی نہیں ہے۔
 اور ترکی نسل اپنے آب و اجداد کی سچی جانشین ہے۔

ان سرکوں میں چند ایسے واقعات وقوع میں آئے ہیں جن کا
 ذکر ترکوں کی شجاعت و جانبازی کے سلسلہ میں اس جگہ ضروری ہے۔
 اور وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ افیون قلعہ حصار سے جس وقت ترکی سپاہ پیچھے ہٹ رہی
 تھی اس وقت ترکی سپاہ کا ایک دستہ جو نجم الدین بک کی ماتحتی میں تھا ترکی
 سپاہ سے جدا ہو کر یونانیوں میں گھیر گیا۔ ترکی دستہ کے پاس صرف پانچ
 توپیں تھیں۔ اور یونانیوں کی طاقت اس سے چار گنی بلکہ اس سے بھی کچھ
 زیادہ تھی۔ یونانیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر اس پر حملہ کیا تھا۔ ترکوں
 نے باوجود ہر طرف سے گھیرے ہونے کے اپنے کو یونانیوں کے حوالہ
 نہیں کیا۔ بلکہ نجم الدین بک نے دستہ کے دو حصے کر کے یونانیوں پر
 آگے اور پیچھے دونوں طرف سے سخت حملہ کیا۔ آخر بارہ مرتبہ سخت حملوں
 کے بعد ترکوں نے یونانی جمیعت کو پریشان کر دیا۔ اور ایک جانب سے
 ان کے احاطے کو توڑ کر صحیح و سالم نکل گئے۔ اور پھر اپنی قوت کو جمع کر کے

اور توپوں کو درست کر کے یونانیوں پر آزادی کے ساتھ حملہ کیا اور سخت نقصان پہنچا کر اور مال غنیمت حاصل کر کے اپنی سپاہ سے جا ملے۔

۲۱، ترکوں کا ایک سوار دستہ جو قفقاز سے آ رہا تھا شمالی اناطولیہ میں اپنے لشکر سے جدا ہو گیا۔ جس کو شمال میں یونانی سواروں نے اور جنوب میں پہیل یونانی سپاہ نے دو جہد قوت سے گھیر لیا۔ اس ترکی دستہ نے یونانیوں میں گھبر کر جو شجاعت دکھائی ہے وہ ہمیشہ یاد رہے گی۔ اس نے نہایت جوش سے یونانیوں پر حملہ کیا۔ اور دونوں سمتوں کی یونانی سپاہ پر سخت آتشباری کر کے اسے پیچھے ہٹا دیا۔ آخر یونانی نقصان اٹھا کر ہٹ گئے۔ اور ترکی دستہ اپنا راستہ نکال کر باہر نکل آیا۔ اور پھر میدان میں پہنچ کر یونانی پیدل سپاہ پر سخت حملہ کیا اور یونانیوں کو سخت نقصان پہنچا کر واپس آ گیا۔ اور اپنے لشکر سے مل گیا۔

اسی قسم کے اور بھی کئی واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں جن میں ترکوں نے ناقص العادت شجاعت سے کام لے کر دنیا پر اپنی جاں بازی کا سکہ بٹھا دیا ہے۔

فریقین کی افواج کا اندازہ | یونانی سرکاری اطلاعات سے معلوم ہوا

ترکوں پر جس سپاہ سے حملہ کیا تھا اس میں ۹ دستے تھے دو دستے میسرہ پر دو قلب پر اور پانچ میمنہ کی جانب یہ سپاہ اس فوج کے علاوہ حق جو صیوانہ کی طرف سے پیش قدمی کر رہی تھی۔ اور جس کا مقصد ترکوں کے میسرہ کو جو دیوم کے مقام پر گھیرہ میں لینا تھا۔ فرض کر لو کہ یہ فوج دو دستوں پر مشتمل تھی اس حساب سے سقاریہ کے پہلے سمرکہ میں یونانیوں کی فوج کے گیا رہ دستے شریک تھے۔ اور یونانی سپاہ کے ایک دستہ میں ۱۲۲۵ سپاہی ہوتے ہیں۔ اس حساب سے گیا رہ دستوں کی مجموعی تعداد ایک لاکھ پینس ہزار ہوتی ہے۔

اس کے بعد یونانیوں نے اپنے میسرہ اور مینہ کو اپنی محفوظ فوج سے مزید قوت پہنچائی۔ یہ قوت تعداد میں کتنی تھی اس کے متعلق کوئی سرکاری اطلاع نہیں ملی۔ البتہ قیاساً اس کی تعداد کم از کم دو دستوں پر مشتمل تھی اس قیاس کی اس خبر سے تائید ہوتی ہے۔ جو یونان نے سرکاری طور پر شائع کی تھی۔ یعنی یہ کہ یونانی فوج کے دو دستے ہٹریس سے ہنر سقاریہ کے معرکہ کے لئے روانہ کئے گئے تھے۔ ان دونوں دستوں . . . کی تعداد . . . یونانی اطلاع کے مطابق ۳۶ ہزار تھی۔ اس طور سے یونان کی تمام سپاہ ایک لاکھ ستر ہزار ہو جاتی ہے۔ جو یونان کے سرکاری اعلان کے مطابق یونان حکومت کی تمام فوج کی مجموعی تعداد ہے۔

ہنر سقاریہ کے ابتدائی معرکہ میں ترکوں کی تعداد قیاساً ۷۰ ہزار قرار دی گئی تھی۔ اس کے بعد ترکی اعدادی فوج کے شامل ہو جانے سے مجموعی تعداد ایک لاکھ ۲۸ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

اس حساب سے ظاہر ہے کہ یونانی فوج جو ہنر سقاریہ کے معرکوں میں ترکوں سے معروف تھی۔ وہ ترکی سپاہ کے ۳۰ یا بیالیس ہزار زیادہ تھی۔ سرکاری اطلاعات منظر ہیں۔ کہ ہنر سقاریہ پہ یونانیوں کا ۲۵ اور ۳۰ ہزار کے درمیان نقصان ہوا اور ترکوں کے نقصانات کی مجموعی تعداد ۱۱۲ اور ۱۵ ہزار کے درمیان رہی۔

ان نقصانات کو منہا کر کے . . . یونانی سپاہ کی تعداد ایک لاکھ ۳۸ ہزار اور ترکوں کی ایک لاکھ ۳۱ ہزار رہ جاتی ہے۔

مذکورہ بالا اعداد و شمار کے لحاظ سے ترکوں کی تعداد یونانیوں سے کسی حالت میں بھی نہیں بڑھی اور یونانی شکست کی وجہ ترکوں کی تعداد کی زیادتی نہیں۔ بلکہ کوئی اور وجہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا سبب وہ بددلی ہو جس یونانی فوج مصائب برداشت کر رہی ہے۔ اور فتوحات میں ناکامی نے اس کی مہمت کو تو

بالکل پست کر دیا ہے۔

ایک ترکی ہوائی جہاز کی شاندار خدمات | ایک یونانی اخبار کا نامہ نگار اناطولیہ کی

گزشتہ لڑائیوں میں ایک ترکی ہوائی جہاز کی ان کارگزاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے۔
جو اس نے میدان جنگ میں انجام دیں لکھتا ہے۔

دشمن کے فضا کی اعتراض گویا حق کے مخصوص لازم کا پورا کرنا اور تاج
کے اخلاص کی تکمیل ہے۔ اس نے میرا فرض ہے کہ میں اس موقع پر ایک ترکی
ہوائی جہاز کے ان عجیب و غریب اور شاندار کارکردگیوں کا ذکر کروں جو اس نے
اس وقت انجام دیں جب کہ ہماری سپاہ انگریزہ کی طرف تیزی سے بڑھ
رہی تھی۔

یونانی سپاہ میں چھوٹے سے لے کر بڑے تک کوئی شخص ایسا نہیں
ہے۔ جس نے اس ترکی ہوائی جہاز کی کارگزاریوں کو اپنی آنکھوں سے نہیں
دیکھا ہے۔ لیکن باس ہم ہر شخص اس کی اس خاص آواز سے جو اس کی شیشی
کے پیدا ہوتی تھی۔ اس کے پرواز کے خاص طریقوں نما اس وقت معینہ
سے جیسر وہ وزانہ ہماری سپاہ کے حالات دریافت کرنے کے لئے آتا تھا۔
واقعہ تھا۔ اور ہر شخص اس سے آشنا ہو گیا تھا۔ سب کے پہلے میں نے
اس ترکی ہوائی جہاز کو اپنی آنکھوں سے یونانی سپاہ کی پہلی بلین کے لشکر
گاہ میں دیکھا۔ وہ ترکی ہوائی جہاز پرواز کرتا ہوا آیا۔ اور آسمانی شہر کی جنگ میں
ہماری سپاہ کو آگے بڑھتے دیکھ کر اور مزید حالات معلوم کر کے واپس چلا گیا۔
ہماری سپاہ اس کی عادی ہو گئی تھی کہ جب یہ ترکی ہوائی جہاز صبح
کے وقت آتا اور وہ اس کی مخصوص آواز کو سنتی تو بے اختیار وہ آگیا، وہ آگیا
کا شور بلند کرتی تھی۔

کچھ دنوں تک تو یہ ہوائی جہاز دور دور رہا۔ لیکن پھر ہم سے اس قدر

ماؤس ہو گیا کہ بعض وقت ہماری سپاہ کے درمیان اتنا بچا اترتا تھا کہ ہم آسانی کے ساتھ اس کے ان دوسرخ دائروں کو جو اس کے پروں پر منقوش تھے۔ دیکھ سکتے تھے۔

۱۲۔ ستمبر کی صبح کو جب کہ ہماری سپاہ نے واپسی شروع کی ہے ہماری کان میں ترکی طیارہ مذکور کی مشینری کی آواز پڑی۔ ہم اس وقت موضع صا۔ سی طلیل میں ٹیموں کو نصب کرانے میں مشغول تھے اور میں سامان کی تیاری و فراہمی کے افسر اعلیٰ کے قریب کھڑا تھا۔ طیارہ مذکور کی آواز سننے ہی ہماری سپاہ نے شور بلند کیا، وہ آگیا، وہ آگیا، یہ شور کم نہ ہوا تھا۔ اور سپاہی فقرہ کو پونا بھی کرنے پائے تھے کہ طیارہ مذکور نے دو گولے ہماری اس سپاہ پر گرائے۔ جو توپوں کے صفیہ سے تعلق رکھتی ہے۔ پھر تیسرا گولہ اس نے ایک بلندی پر چھوڑا۔ جو میرے خیمہ سے ۵۰۔ ۶۰ میٹر کے فاصلہ پر تھی۔ اس گولے کے شرارے ہمارے سروں تک پہنچے۔ اور بعض لوگ گھبرا کر ہماری ٹانگوں میں بیٹھ گئے۔ اور بہت سے وباگ گئے۔ لیکن ہم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے۔ اور سپاہیوں کو اطمینان دلانے لگے۔ کہ وہ گھبرائیں نہیں۔ اور اپنی اپنی جگہ پر جمے رہیں۔ اس کے بعد سپاہیوں نے بندوقوں سے ترکی طیارہ پر گولیاں برسائی شروع کیں۔ لیکن یہ گولیاں بالکل بے کار ثابت ہوئیں۔ اور ایک بھی نشانہ نہ پہنچتی۔ ترکی طیارہ نے پھر چوتھا گولہ مارا۔ جو تیرھویں دستہ کی صفوں کے درمیان آکر گرا۔ اسی طرح یہ ہوائی جہاز ہمارے سارے لشکر گاہ پر اترتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم نے اپنی توپوں کو نصب کر لیا۔ اور ایک توپ کو سیدھا ہمارے ترکی طیارہ پر گولہ پھینکا۔ یہ دیکھ کر طیارہ مذکور واپس چلا گیا۔

۱۳۔ ستمبر کو ہماری سپاہ ہر سفاریہ کو فارابی کے کئی پرے عبور کر رہی تھی۔ کہ ہمارا دوست (ترکی ہوائی جہاز) آگیا۔ اور ٹھیک اسی وقت آیا جس وقت کہ روزانہ آیا کرتا تھا۔ ہماری سپاہ نے اس کی آواز سننے ہی اپنی توپوں

طرابلس اور بندر قوتوں کے رخ اس کی طرف پھیر دئے۔ یہ دیکھ کر وہ اس سمت کے چلا گیا۔ اند تیر تھوڑی دیر میں یونانی دستہ کی طرف رخ کیا۔ یہ دستہ نہر کو عبور کرنے میں مصروف تھا۔ ترکی طیارہ نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اور ہم کو لے کر آئے جن سے ۸ یونانی سپاہی زخمی ہوئے۔

اس کے بعد ترکی طیارہ نے اپنی عادت کے خلاف ایک پہ کام کیا کہ وہ دوبارہ اپنی زیارت کرانے ہماری سپاہ میں آیا۔ اس وفد اس نے ہماری سپاہ کو بہت پریشان کیا۔ گاڑیاں موٹر لاریاں پریشان ہو کر راستے سے ہٹا گئیں۔ گھوڑے اور خچر بھاگ اُٹھے۔ اور جس کا رخ جدھر ہوا اُدھر چل دیا۔ غرض اس مرتبہ اس نے سارے لشکر میں اتر ہی پیدا کر دی۔ اور سخت نقصان پہنچا یا۔ سپاہیوں نے بند و فوں سے اس پر بہت آگیاں برسائیں لیکن سب بے کار ثابت ہوئیں۔ اور ایک گولی بھی اس پر جا کر نہ لگی۔

فیلڈ مارشل فواد پاشا کی رائے

موجودہ حالت جنگ پر حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

”ہر سقاریہ کے بعد اناطولیہ کی جنگ کا ایک نیا دور شروع ہوا ہے۔ یونانی ہر سقاریہ سے بھاگ کر اسکی شہر اور سید عاندی کے خط پر پناہ گزین ہوئے ہیں۔ ترکی سپاہ برابر ان کا مقابلہ کرتی رہی ہے۔ لیکن ترکوں کا مقابلہ زیادہ شاندار نہیں رہا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ترکی سپاہ کو آئندہ فیصلہ کن جنگ کی تیاریاں کرنی تھیں۔ اور اس کا بیشتر حصہ ان تیاریوں میں مصروف تھا۔ فیلڈ مارشل غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے آئندہ جنگ کی نسبت مجلس وطنی کے ایک جلسہ میں بیان کیا ہے۔ کہ ترکی سپاہ موسم سرما میں بے کار نہیں رہ سکتی۔ وہ سردی سے شدید کو برداشت کرنے کی عادی ہے۔ اور موسم سرما میں وہ برابر جنگ میں شریک رہے گی۔ اور ایک بیان میں غازی مصطفیٰ نے کہا ہے کہ اناطولیہ کی جنگ کا

لڑائیوں میں اگر شکست ہو گئی تو اس میں شروع ہوتی ہے اور اس سے پہلے جو
لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ وہ تفریک کے زیادہ وقت نہیں رکھتیں۔

خطوط جنگ پر آج جو سکون چھایا ہوا ہے اس سے میں (قواد باٹا)
اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سقادیہ پر جو شکست یونانیوں کو نصیب ہوئی ہے۔ اس
کے اسباب کا تجسس نفوس ہے کیوں کہ اس کے اسباب غریب خود
معلوم ہو جائیں گے۔ یعنی آئندہ فیصلہ کن جنگ خود تباہ سے لگی کیونانی شکست
کا باعث کیا تھا۔

یونانیوں نے ابتدا میں زبردست قدامتوں میں شروع کیا۔ اس خط
سے ان کی غرض یہ تھی کہ جلد جنگ میں کاسیائی حاصل کر لیں۔ اور کاسیائی کو
میل کر لینے پر مجبور کر دیں۔ جب کہ گورنٹ یونانی بار بار اس کا اعادہ کرتی رہی ہے۔
وہ (یونانی) اپنی غرض کو حاصل کرنے کے لئے انگورہ کی شہر تباہ تک پہنچے۔
ان کی تہ اور ترکی سپاہیوں سے بہت زیادہ تھی۔ ان کا سامان ترکوں سے
نہیں گنا اور زیادہ وسائل تھے اور انتظام مکمل و قابل اطمینان تھے۔ لیکن بائیں
ہمدہ اپنی غرض کو حاصل نہ کر سکے۔ ترکوں کی حالت اس وقت جب کہ یونانی
پہرہی رفتار سے پیش قدمی میں مصروف تھے۔ نہایت کمزور تھے۔ نہ ان کے پاس
کافی لشکر تھا۔ اور نہ مزدوری سامان جنگ۔ نوپوں ہوائی جہازوں اور گولہ
بارود کا نوڈ کر ہی فضول ہے۔ ان کے پاس تو بند و قیس اور تلواریں تک کافی
نہ تھیں۔ اسی حالت میں کسی فیصلہ کن معرکہ کا موقع ہوتا بالکل خلافت
مخلت تھا۔ اس لئے ترکی سپاہیوں نے ہی مناسب سمجھا۔ کہ اپنی سپاہ کو
جنگلات نام جھجھے بٹائے جائے۔ اور اس وقت کہ ترکی سپاہ یونانیوں
کے سادی نہ ہو جائے یونانیوں کو کسی معرکہ کا موقع نہ دے۔ چنانچہ ترکی
سپاہی جھجھے بٹائے گئے۔ اور یونانی شروع فصول اور وہاں پر قبضہ کرنے لگے۔
ترکی سپاہیوں نے پہلی سے یونانیوں نے فائدہ ضرور اٹھایا۔

لیکن فائدہ سے زیادہ انہیں نقصان اٹھانا پڑا یعنی وہ اپنے جنگی مرکز سے دور ہو کر مشکلات میں مبتلا ہو گئے اور فخر و نفرت حاصل کرنے کے ذریعہ کو باحق سے کھو بیٹھے۔

دوسری غلطی یونانی فوجی افسروں سے یہ ہوئی کہ انہوں نے اپنی سپاہ کو آمیندہ جنگوں کے لئے کافی طور پر تیار نہیں کیا۔ ایک تجربہ کار سپہ سالار کا فرض یہ ہے کہ جب وہ آگے بڑھے تو اس کا خیال ضرور رکھے کہ واپسی میں اس کے لئے مشکلات پیدا نہ ہوں۔ یونانی سپہ سالار نے اس کا خیال نہیں رکھا اور برابر ہمیش قدمی کو جاری رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نہر سقاریہ کے سرکہ میں یونانی سپاہ ایک ایسے خطرہ میں مبتلا ہوئی جس سے اس کو نجات نہ مل سکی۔ اور ترکوں کو اس پر آسانی سے قابو حاصل ہو گیا۔ یعنی ترکوں نے ان کے وسائل آمد و رفت کو منقطع کر دیا۔ اور وقت پر اس کو رسد و ذخیرہ نہ پہنچنے دیا۔

مخبرہ کہ ترکی سپہ سالار نے یونانی سپہ سالار سے بہت زیادہ قابلیت سے کام لیا۔ اور فخر و نفرت کو اپنا حلیف بنا کر یونانیوں کو شکست فاش دی۔ ترکی سپہ سالار نے انتظام کے ساتھ ترکی سپاہ کو پیچھے ہٹایا۔ اور اس قابلیت سے اس مہم کو انجام دیا۔ کہ تاریخ کے اوراق ہمیشہ اس پر فخر کریں گے۔ حالانکہ جنگ کی حالت میں سب سے زیادہ مشکل بات سپاہ کی واپسی ہوتی ہے۔

فرض کو یاد جائے کہ یونانی نہر سقاریہ میں فخر حاصل کر کے انگورہ پر قبضہ کر بیٹے۔ لیکن کیا اس فخر اور قبضہ سے ان کا مقصد حاصل ہوتا تھا نہیں ہو گیا۔ اس لئے کہ شہروں پر قبضہ حاصل کر لینے کا نام فتح نہیں ہے۔ فتح اور کامل فتح اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ فریق مقابل کی قوت کو بالکل تباہ و برباد کر دیا جائے۔ اور اس کے ہر قسم کے جنگی سامان کو فنا کر دیا جائے۔ ترکوں کو واقعہ تھے کہ یونانیوں کی کیا ہی کے درپے ہے۔ اس لئے جب تک وہ مقابلہ کے لئے پورے طور پر تیار نہ ہو گئے انہوں نے مقابلہ نہیں کیا۔ بلکہ ہر ایم پیچھے ہٹتے رہے۔

اور کسی ایک جگہ بھی یونانیوں کو انہوں نے ایسا موقع نہیں دیا۔ کہ وہ ترکی سپاہ کو تباہ و برباد کر سکتے۔

اسی کے ساتھ واپسی کی حالت میں ترکوں نے اس کا خیال بھی رکھا کہ دشمن کو ممکن نقصان پہنچایا جائے۔ چنانچہ جہاں اور جو وقت ان کو موقع ملا انہوں نے یونانیوں کو سخت نقصانات پہنچائے۔ یہاں تک کہ ہنزسقا یہ پہ ان سے زبردست مقابلہ کر کے ان کی قوت کو ترکوں نے بالکل توڑ دیا۔ اور وہ سخت نقصان اٹھا کر اسکی شہر اور سید غازی کے خطوط پر واپس چلے گئے۔

یونانیوں کے موجودہ خطوط (اسکی شہر و سید غازی) اگرچہ نہایت مستحکم خطوط ہیں۔ لیکن میرا اندر بہت سے تجربہ کار فوجی افسروں کا یہ عقیدہ ہے کہ یونانی ان خطوط پر بھی زیادہ عرصہ تک ٹھہرنے پائیں گے۔ میں نہایت اطمینان کے ساتھ بلا خوف زدہ اس موقع پر یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ بروصہ کا خط میر گزاس قابل نہیں ہے۔ کہ یونانی وہاں ٹھہر سکیں۔

بہر حال اناطولیہ کے آئندہ معرکے جن کا وقوع و در سنیں ہے نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ آئندہ فیصلہ کن جنگ انہوں قریہ جہاد کے خط پر ہوگی۔ اور ترکی اور یونانی فوجی افسر اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔

میرسقا یہ کے زبردست معرکے ہیں
مصطفیٰ کمال پاشا کا اعلان | یونانیوں پر کامل فتح حاصل کرنے کے

بعد غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے حسب ذیل فرمان شائع فرمایا۔

”یونانی سپاہ ہمارے مقدس وطن میں اس ارادہ سے داخل ہوئی تھی کہ اس کی حاکمیت کو برباد کرے۔ انکو رہ پر قبضہ چاہئے۔ اور ہماری بہادر و جانفروز سپاہ کو جو آزادی و استقلال کی راہ میں جان کو قربان کرنا معمولی بات سمجھتی ہے۔ تباہ و غارت کر دے۔ لیکن خدا کا شکریہ ہے کہ وہ اپنے ارادہ میں ناکام رہی۔ اور ہم نے اس کو ایک ایسے زبردست معرکہ

میں جو ۳۱ دن مسلسل جاری رہا۔ نہایت ذلت کی شکست دہی اور خذل کے فضل و کرم سے اس کی قوت کو تقریباً تباہ کر دیا۔ یونانی سپاہ کو شکست دینے کے بعد ہم نے پیش قدمی اور تاقب کا سلسلہ شروع کیا۔ اور بہت کثرت اور میں یونانی سپاہیوں کو اپنے آلات حرب کا شکار بنا کر میدان صاف کر دیا۔ داپسی میں جو یونانی سپاہ ہمارے ہتھے چڑھی۔ ہم نے اس کو تباہ کر دیا۔ اور اس پوری طرح بقیہ یونانی سپاہ کو پیچھے دھکیلا کہ اس کا نظام بالکل درہم و برہم ہو گیا۔ ہماری بہادر سپاہ اب بھی اپنے فرائض کو خوبی سے ادا کر رہی ہے۔ اور یونانیوں کو چین سے بیٹھنے دینے کے بجائے ان پر حملہ کر کے ان کی زندگی کے دائرے کو محدود کر رہی ہے۔ اور پورے جوش و جذبہ حب وطن اور شوق سے اس نامراد دشمن کا قلع قمع کرنے میں مصروف ہے۔ جو ترکی قوم کی زندگی۔ اور وطن عزیز کے استقلال کو تباہ کرنے کے ارادہ سے آیا تھا۔ واضح ہو کہ وطن کی ایک خاص دشمنی جماعت نے وطن مقدس کی پاک منافع کو اپنے نفع کی خاطر اپنے ناپاک قدموں سے گھلا اور آستان کی حکومت کو بازی کا آلہ بنا کر ایک ایسا کھیل کھیلا تھا جیسا کہ بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں ان نامراد دشمنوں اور وطن فروشوں نے اجنبی طاقتوں کو موقع دیا کہ وہ ہمارے عزیز ترین شہر سمرنا پہ نفع کر کے ہمارے سینہ پر مونگا دیں۔ لیکن یہ بد نصیب دشمن جو خاندان ملک کی خیانت سے سمرنا پر قابض ہو گیا تھا یہ بھی نہ دیکھ سکا۔ کہ ہم آزادی کی زندگی بسر کرنے کے قابل رہیں۔ اس لئے اس نے ترکی قوم کو تباہ و برباد کر دینے کے ارادہ سے نااطاہہ پر حملہ کیا۔ ہم نے اپنے دشمن کو سرسقا ریہ کے مور کے سے قبل دوزخیت شکستیں دیں۔ یعنی ایک مقام این ادانی پر اور دوسری مقام دولو بیگار پر۔

ان شکستوں نے دشمن کو اگرچہ ایک عبرت انگیز سبق دیا تھا۔

لیکن اس نے اس سبق کو جلد بھلا دیا۔ اور شاہ پوران نے ملک و دولت اور
 تاج کی حرص میں ہرگز پھر ہم پر حملہ آوری کا ارادہ کیا۔ اور اپنے تمام مالی
 و فوجی وسائل کو ہمارے مقابلہ پر میدان جنگ میں لے آیا۔ اس کی حملہ آوری
 کی جرأت کو اس سے بھی تائید حاصل ہوئی۔ کہ اس کو خفیہ طور پر ہمارے بعض
 اجنبی دوستوں نے مدد دی۔ ان دوستوں نے جو ہمیشہ اپنا مسلح نظریہ رکھتے
 ہیں کہ اپنے سیاسی منافع مشرق کے حصول میں بگناہوں کا خون بہانا اور
 منافع کو حاصل کرنا جائز بلکہ ضروری ہے۔ شاہ پوران نے اس خفیہ مدد کے
 مل جانے پر ایک زبردست لشکر ترتیب دیا۔ اور یہ سوچے سمجھے بغیر کہ
 ترکوں کے قلوب حب وطنی سے لبریز ہیں۔ اور وہ وطن کی حفاظت میں
 دشمن سے مقابلہ کے لئے لوہے کی دیواروں کی طرح سینہ سپر ہو جائے
 ہیں۔ اناطولیہ میں اپنی شقاوت قلبی کا ثبوت دینے کے لئے داخل ہو گیا۔
 اس نے اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے تمام اخلاقی باتوں کو طاق پر رکھ
 دیا۔ اور بے رحمی و شقاوت سے کام لے کر ترکوں پر ان ترکوں پر جن
 کی آزاد زندگی اور استقلال اس کی نظروں میں کھٹکتی تھی۔ اور وہ ان کی
 حیثیت و استقلال کو غصب کر کے اپنے انتقام کو پورا کرنا چاہتا تھا۔
 حملہ کر دیا۔

ہماری عزیز قوم نے دشمن کا مقابلہ پوری قوت سے کیا۔ مال و
 دولت کو بے دریغ قوم اور ملک کے منافع پر خرچ کیا۔ اور ہر شخص نے
 خواہ وہ دولت مند ہو یا تنگ دست اپنی مزدوریات کو ترک کر کے سپاہ
 کی امداد پر تیار ہو گیا۔ کثیر تعداد میں قوم نے آدمیوں کو فرائض کیا اور اسلحہ
 بار برداری کی گاڑیاں، مویشی، اور مزدور یا ت کے موافق کار آمد جانور
 بہم پہنچائے۔

باشندگان اناطولیہ کی مددیت اور وطن پروری کا یہ ایک معقول

ثبوت ہے۔ اور ہم اس کو ایک بڑا معجزہ سمجھتے ہیں۔ سب سے بڑی بات جو قوم کی کوششوں سے ہم کو حاصل ہوئی۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس نے بہت مقبوطی کے عرصے میں ترکی سپاہ کو یونان کی سپاہ کے برابر کر دیا۔ اگرچہ ہماری سپاہ اتنی آراستہ اور مسلح نہ تھی۔ جتنی کہ یونانی سپاہ لیکن بایں ہمہ وہ کسی طرح دشمن کے کم نہ تھی۔ قوم نے اپنی حمیت و غیرت کا اور جذبہ حب وطن کا یہ گراں قدر ثبوت دے کر دنیا کو بتا دیا ہے۔ کہ وہ حضرت خالد بن ولید کی جی جانشین ہے۔ اور اس کے اس کارنامہ پر اس کی آئینہ نیلیں ہمیشہ مخروم باات کریں گی۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف ترکی قوم کی ادبی قوت کا ایک کرشمہ تھا۔ جس نے ترکی سپاہ کے قلوب میں حمیت و غیرت کی آگ کو بھڑکا دیا۔ اور وہ شافع وطن پر قربان ہو جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ اور اپنے نامراد دشمن پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑی۔ اور اس کی بڑی قوت کو فنا کر دیا۔ دشمن کی ذلت اور ہماری غیرت و شہادت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ جس یونانی سپاہ کو ہم نے واقعی صیغہ میں گرفتار کیا عقادہ نہایت ذلیل اور خستہ حالت میں تھی۔ یہ یونانی سپاہ اگرچہ ہماری تباہی اور ذلت کے لئے آئی تھی لیکن ترکوں کی فطری مروت و شہادت اس کو اس حال میں نہ دیکھ سکی۔ ترکوں نے جب ان یونانی سپاہیوں کو دیکھا کہ وہ بھوکوں مر رہے ہیں اور ترکی سپاہ کے روٹیوں کے ٹکڑے مانگ مانگ کر پیٹ کی آگ کو بجھانا چاہتے ہیں تو انہوں نے ان کے لئے کافی سامان غذا، اہم پہنچایا۔ اور ہر ممکن راحت ان کو پہنچائی۔ کیا یونانی سپاہ کی یہ دردناک حالت یہ ظاہر نہیں کرتی کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔ اور اس جنگ کی بدولت یونان اور اس کی رعایا کن حالوں کو پہنچے گی۔

وہ قوم جو ہماری عزیز قوم کی طرح مدافعت وطن کے لئے ایثار

و جہاں بازی و کھلائے۔ بیشک اس کی سختی ہے۔ وہ اپنے اوپر غزوہ میاہات کرے۔ یونانی قوم جو اپنے سپاہیوں کو اس ذلیل حالت میں رکھتی ہے کیا غزوہ میاہات کر سکتی ہے۔

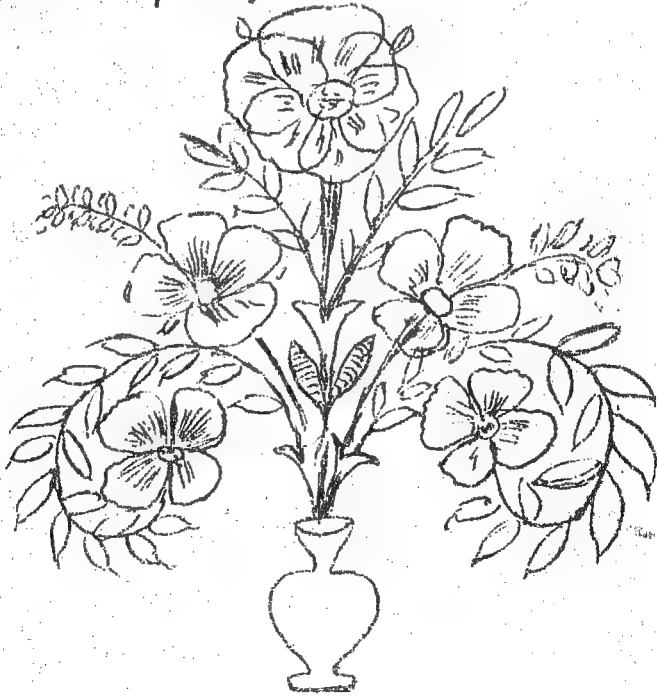
ہم اپنے خدا سے بزرگ۔ دیر کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہماری کوششوں میں برکت بھیجی۔ اور اس جنگ میں جو ہم نے اپنے استقلال کو قائم رکھنے کے لئے دشمن کی شرارت سے شروع کی تھی۔ شاندار کامیابی عطا فرمائی۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی عنایت خداوندی اور فضل الہی سے مایوس نہ ہوئے۔ کہیں کہ ہمارا قصہ حق وعدالت پر مبنی تھا۔ اور ہم نے کسی کام میں نہیں چھینٹا تھا۔ ہم نے کسی کے مالک پر قبضہ کرنے کا خیال نہیں کیا تھا۔

ہم انا مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا ہمارے استقلال کا احترام کرے اور ایک زندہ قوم کی طرح ہمیں زندگی بسر کرنے دے۔ ترکی قوم صرف یہ چاہتی ہے کہ ہمارا مالک اپنی حدود و طبیعیہ کے ساتھ قائم رہے۔ اور کوئی اجنبی قوم اندرونی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے۔ میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے۔ جب کہ متحد دنیا ہمارے حقوق کا احترام کرے گی۔ اور ہمارے استقلال کو مستحکم بنانے کے لئے ہمارے عدل و انصاف پر مبنی حق کو تسلیم کرے گی۔ لیکن وہ زمانہ جب تک آئے اس وقت تک ہماری قوم کو چاہیے کہ وہی طرح ایثار و جان بازی سے کام لیتی رہے۔ جس طرح وہ ہمیشہ اس پر تیار رہی ہے۔ ترکی قوم کا ہر فرد یہ دیکھ لے گا کہ اس کی جد و جہد اور ایثار مالک کی خدمت کے لئے ہر ذریعہ اور نہایت ضروری ہے وہ وقت اگرچہ زیادہ دور نہیں ہے لیکن ترکی قوم جس قدر زیادہ ایثار سے کام لے گی اور اپنی عزیز ترین پونجی کو قربان کر دینے پر آمادہ ہو کر پوری جد و جہد کرے گی۔

اسی قدر کامیابی کی ساعت قریب ہوتی جائے گی۔
 ہم میں سے ہر ایک شخص کو یہ عہد کر لینا چاہیے کہ وہ اپنی کمر سے اس
 وقت تک ہمتیار نہ کھولے گا جب تک کہ اپنے مفروض و مقاصد کو حاصل نہ
 کر لے گا۔ ہم کو خداوند بزرگ و برتر سے ہر وقت دعا کرنی چاہیے کہ وہ
 ہماری دستگیری فرمائے۔ اور اپنا حق حاصل کرنے کی جدوجہد میں ہم کو
 پوری طاقت سے کام لینے کی توفیق دے۔ ہم کو خدا کے فضل و کرم پر کامل
 بھروسہ رکھنا چاہیے۔ کہ وہی حق کی حفاظت کی قوت دیتا اور عدل و انصاف
 کی حمایت کرتا ہے۔

(مصطفیٰ کمال)

سید سالار غام درمیں محاسن اونی البکر



مصطفیٰ کمال پاشا کو غازی کا خط

انگورہ کو واپسی | غازی مصطفیٰ کمال پاشا سرکہ ستارہ میں کامیابی حاصل
 کرنے کے بعد سترہ کے آخری ہفتے میں انگورہ واپس لیٹ
 لے۔ اگرچہ آپ کی آمد کی اطلاع مستہرنہ کی گئی تھی لیکن پھر بھی بے شمار
 آدمی اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ ادا اپنے عظیم الشان سپہروس کے دیکھنے کے لئے
 بے چین تھے۔ جب گاڑی پہنچی۔ تکبر کے نعرے بلند ہوئے اور قومی بالچ
 نے خرم قدم گایا۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا انتہائی فائزگاری و سادگی
 کے اثر سے اور اپنی سولہی پروانہ ہوئے۔ جس نے تین مرتبہ نعرے
 لگانے کے بعد ہمارا مصطفیٰ ہمیشہ زندہ رہے! سرکاری اخبار نے اس
 تقریب میں یہ الفاظ شائع کئے ہیں کہ اے سپہ سالار اعظم! اب اس کے
 دو برس پہلے تو نے اپنے رفیق و بالائے قوس سے موت کے ان سیاہ
 بادلوں کو جھانٹ دیا تھا۔ جو تیرے وطن کی فضا پر چھائے ہوئے تھے
 اور آفتاب کا روشن قرص چہرے ان بادلوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اسلام
 کو دکھایا تھا۔ اب پھر تیرے انہیں ہاتھوں نے ان آندھیلوں کو
 تاجید کر دیا ہے۔ جو ہمارے اڑانے کے لئے آئی تھیں۔ اور ہماری
 مردہ مدحوں کو تونے زندہ کر دیا ہے۔ لہذا اے ہمارے سردار
 تیرا سایہ ہم پر ہمیشہ قائم رہے۔

مصطفیٰ کمال پاشا کی زبردست تقریر | ایٹانوں کو شکست فاش
 دینے کے بعد جب

مصطفیٰ کمال پاشا انگورہ واپس ہوئے تو قومی پارلیمنٹ میں ایک پرزور
 تقریر کی جس کا کچھ حصہ مصری و قسطنطنیوی اخبارات میں شائع ہوا ہے۔
 جسے ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

حضرات ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ اپنی ملی سرحدوں کے اندر آزاد و خود مختار ہوں۔ ہم یورپ سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے حقوق پر دست درازی نہ کرے۔ جنگ عظیم میں اپنے اتحادیوں کی شکست کا غیازہ ہم ابھی طرح بھگت چکے۔ اور کافی سے زیادہ سزاہیں دی جا چکی۔ ہم نے شام و عراق جیسے وسیع و ذریعہ ملتے ان کے باشندوں کے لئے چھوڑ دیئے۔ کہ جیسی حکومت اپنے یہاں پسند کریں قائم کر لیں۔ کس مفاد بسلطنت کو اتنی سزا دی گئی ہے۔ جتنی خاص طور پر جس دی گئی ہے؟ اور کس کا اتنا ملک چھینا گیا ہے؟ یورپ کی کون سلطنت ہم سے زیادہ خوش انتظام ہے؟ اور کس کے متعلق وہ تمام شکایتیں نہیں کی جاتیں جو ہمارے متعلق کی گئی ہیں؟ لیکن سب کی سلطنتیں نفیم و تجزی سے محفوظ ہیں۔ اور ہماری سلطنت کے حصے بخرے کر لئے ہیں۔ ہماری نسبت ہمیشہ سے یہ دودخ بیانی بھی بطور قضیہ سلسلہ کے دہرائی جاتی ہے۔ کہ ترک اپنی مسیحی رعایا کے ساتھ نہایت وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ دنیا میں کون حکومت دعویٰ کر سکتی ہے۔ کہ وہ ہم سے زیادہ غیر مذہب کا احترام کرتی ہے؟ ہماری قومی روایات اور مذہبی احکام ہمیں جوہر کرتے ہیں۔ کہ اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ بھی رحمہ برتاؤ کریں۔ مجھے دلائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر شخص ہماری قسم و کا دورہ کر کے دیکھ سکتا ہے۔ کہ چھوٹے سے چھوٹے گاؤں میں بھی مسیحیوں کو پورا احترام و اطمینان ہے۔ اور وہ ہر جگہ اپنے مسلمان ہموطنوں سے زیادہ خوشحال و فادخ البال ہیں۔ اگر ہم ان سے وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔ تو کیا ان کی حالت یہی ہوتی؟

بے شک ہماری جو مسیحی رعایا کفران نعمت کرتی اور انتہائی مذکورہ حرامی کے ساتھ وطن مقدس میں ناپاک اجنبیوں کو داخل کرنا چاہتی ہیں

لوہم اسے ضرور تنبیہ کرتے ہیں۔ جس پر ہمیں کوئی ملامت نہیں کر سکتا
 کیوں کہ یورپ کی تہذیب و تمدن، سلطنتیں ایسے ہوتی ہیں کہ ہم سے کہیں
 زیادہ سخت گیری کے پیش آیا کرتی ہیں۔ لیکن باقی پُر اسن شہری سہاری
 سلطنت میں نہایت آزاد ہیں۔ اور مسلم و غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔
 یونانی مدعی ہیں۔ کہ جن علاقوں پر انہوں نے غاصبانہ حملہ کیا ہے
 ان میں اکثریت یونانی ذم کی ہے۔ یہ ایک سفید جھوٹ ہے۔ اور غیر
 جانبدارانہ مروج شہاری کے کاغذات بھی اس کی تردید کرتے ہیں۔ اور
 بین الاقوامی تحقیقاتی کمیٹیوں نے بھی اس کی تکذیب کی ہے۔ اسی بنا
 پر لندن کانفرنس میں ہمارے نمائندوں نے یہ تجویز کر لی تھی۔ کہ ان
 علاقوں میں پھر غیر جانب دار کمیشن جاکر تحقیقات کر لے۔ مگر یونانیوں نے
 اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کیوں کہ وہ اپنے جھوٹ کے
 آگاہ تھے۔

اس کے بعد یونانیوں نے چاہا تھا کہ حق کو اپنی مادی قوتوں
 سے کھل ڈالیں۔ مگر حق کا حامی اللہ تھا۔ اور اسی کی مدد و توفیق سے قومی
 فوجوں نے یونانی لشکر عظیم کی جھجیاں اڑا دیں۔ اور اب اس کے ٹکڑے
 ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں۔ مگر کہیں پناہ نہیں ملتی! دنیا یہ نہ خیال
 کرے کہ اس شاندار فتح کے بعد ہم تلوار نیام میں کر لیں گے۔ ہرگز نہیں
 ہماری تلوار کا اس وقت تک نیام میں جانا حرام ہے جب تک وہ الفان
 نہ حاصل کرے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم فخر تھار ہیں۔ اور انسانی خون بہا نا پسند
 کرتے ہیں۔ حادثہ کلاہم ہرگز ایسے نہیں ہیں۔ اور نہ جنگ کو پسند کرتے
 ہیں۔ ہم تو ہر ایک کے ساتھ صلح کرنے کو تیار ہیں۔ اور کسی سے بھی دست
 گریاں نہیں ہونا چاہتے۔ ہم نے بڑی کوشش کی۔ کہ ہماری فریادیں
 سن لی جائیں۔ اور بلا فخریزی کے ہمیں افسانہ مل جائے۔ مگر دشمنوں

نے ہماری انتہاؤں کو ٹھکرا دیا۔ ہمارے مطالبات کا ٹھکڑا لیا۔ ہمیں ہر طرح بدنام کرنے کی کوشش کی۔ اور اپنے ظلم و جور کے سلسلے میں کھانسنے پر ہمیں اپنی وحشتیانہ تدبیروں اور حقیر دھمکیوں سے مجبور کرنے لگے۔ اس وقت ہم نے اللہ کے بھروسہ پر محنت کے ساتھ اپنا سر اوجھڑا کر لیا۔ اور اپنی مقدس تلوار نکالی۔ کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حقوق کی حفاظت کریں۔ پس تمام مہذب دنیا کان کھول کر سن رہی تھی۔ کہ ترکی قوم اور اس کی قومی حکومت اس بدنامی کو کسی طرح بھی قبول نہیں کر سکتی۔ جس کے سختی بھرنے والوں کے آزاد انسان کہی نہیں ہو سکتے۔ ترکی قوم نے عزم مصمم کر لیا ہے۔ کہ دنیا سے اپنی آزادی و خود مختاری تسلیم کر کے رہے گی۔

پس ہمارا معاملہ صرف اس قدر ہے۔ نہ تو ہم جنگ کے شیطانی ہیں۔ نہ خود بڑی کے ولد اور ہم امن کی تمنائیں لڑائی لڑ رہے ہیں۔ جو اگر آج ہمیں ملے۔ تو ہم اسے لیں۔ اور تمام کشت و خون موقوف ہو جائے۔ یہ بھی دنیا کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ ہم روس کے دوست ہیں۔ کیونکہ اسی نے سب سے پہلے ہماری آزادی تسلیم کی تھی۔ اور ہمارے ساتھ مصفا فائے بدنامی کیا تھا۔ اور اسی بنا پر روس کو بھی حق ہے۔ کہ وہ ہماری مدد پر بھروسہ کرے۔ آج بھی۔ اور کل بھی۔ اور اس وقت تک جب تک وہ اپنے وعدوں پر قائم ہے۔ اسی طرح ہم اتحادی حکومتوں کو بھی یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر وہ ہماری آزادی و خود مختاری اور جائز خواہشات تسلیم کر لیں گے۔ تو ہمارے اودان کے مابین کوئی جھگڑا باقی نہ رہے گا۔ امد فیرا امن کمال ہو جائے گا۔

حضرات میں اس ذمہ دارانہ مقام پر کھڑا ہوں اور وہ تمام امتیازات اور طاقتیں اپنے قبضہ میں رکھتا ہوں جو آپ نے اور آپ کی برقر مجلس نے مجھے بخشی ہیں۔ اپنی تمام حیثیتوں پر نظر ڈالنے اور اپنی ذمہ داریوں

کو پورے طور پر محسوس کرنے کے بعد میں اعلان کرتا ہوں کہ ہم جنگ نہیں چاہتے۔ امن چاہتے ہیں۔ اور ہر وقت منصفانہ صلح کے لئے طیار ہیں۔ معلوم نہیں۔ انتظار کس بات کا کیا جا رہا ہے۔ کیا لوگ اس انتظار میں ہیں۔ کہ یونانی فوج جیسے مغلوب کر کے ذات آمیز صلح پر مجبور کر دیں؟ محال۔ قطعاً محال! اور اسی طرح محال جس طرح سوئی کے ناکے سے اونٹ کا نکلنا محال! بحث و مباحثہ کی حاجت نہیں۔ گزشتہ سحر کے زبان حال سے کچھ شبہات دے رہے ہیں۔

حضرات! ۱۶۔ اگست کو سٹرلائنڈ جارج نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ قریبین میں سے جو غالب ہو گا۔ اس کے ساتھ لازمی طور پر رعایت کی جائے گی! اب ہم غالب ہو گئے ہیں۔ اور یونانی مغلوب۔ دیکھا چاہا کہ وزیر اعظم برطانیہ کہاں تک اپنے وعدہ کے سچے ہیں۔ لیکن اسے حضرت! ہمارا اعتماد ان لوگوں پر نہیں ہے۔ اور نہ ان کے وعدہ و وعید سے ہم متاثر ہوتے ہیں۔ ہمارا اعتماد تو صرف اپنے خدا پر ہے۔ اور اپنی تلوار پر ہے۔ بس یہی دو بہترین محافظ ہیں۔ اور یہی ہمیں منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہیں۔ ہماری کامیابی یقینی ہے۔ کیوں کہ ہمارے معاملہ سے زیادہ کوئی دوسرا معاملہ برحق اور قانون قدرت کے موافق نہیں ہے۔

آخر میں میں اپنی جنگی کارروائیوں کی روداد ان مختصر الفاظ میں سنائے دیتا ہوں۔ کہ ہم نے فتح حاصل کر لی ہے۔ دشمن بھاگ رہا ہے۔ ہم اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔ اور اس وقت تک اس کا تعاقب نہ چھوڑیں گے جب تک اس کے ایک ایک سپاہی کو اپنے پاک ملک سے نکال باہر نہ کر دیں۔

قومی پارلیمنٹ کی طرف سے خطاب

یوں تو ہر ترک خطاب غازی کا مستحق ہے۔ کیوں کہ وہ خدا و رسول کی ماہ میں ہر وقت اپنی جان قربان کر ڈالنے

پر آمادہ رہتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب سے زیادہ اسلامی خطاب حکومت کی طرف سے انہیں خوش نصیب جرنیلوں کو عطا ہوتا ہے جو میدان جنگ میں دشمن کے مقابلہ پر فوق العادہ شجاعت و شہادت اور غیر معمولی جرات و حسارت کا ثبوت دیتے ہیں۔ گزشتہ جنگ بلقان کے موقع پر یہ عظیم و جلیل خطاب صرف غازی شہر کی پاشا سداغ

اور نہ (ایڈمرل یا نول) کے حصہ میں آیا تھا۔ مسیح ستاریہ اور مندھ ہالا تقریب کے بعد انگورہ کی قومی پارلیمنٹ نے مصطفیٰ کمال پاشا کو اس خطاب سے مستفز کرنے کی ضرورت محسوس کی۔ اور ٹرکی کی چھائی روایات کو بحال و برقرار رکھا۔ اس کے متعلق رائٹر بکسنی نے دنیا میں حسب ذیل برقی خبر شہر کی تھی۔

فلسطینیہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۲ء کو حکومت انگورہ کی پارلیمنٹ نے مصطفیٰ کمال پاشا کو مارشل کے اعزاز اور غازی کے خطاب سے ممتاز کیا ہے غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے اعلان کیا ہے کہ ہم اس وقت تک جنگ بند نہ کریں گے۔ جب تک ٹرکی سرزمین سے تمام یونانی نہ نکل جائیں گے اور ان جنگ میں ایسٹریائیٹ پر نہیں ہرکے گے

جنرل عصمت پاشا کی تقریر محکات

نامہ نگار سٹریٹ ہاؤس جنرل عصمت پاشا سے ملے تھے۔ اور انہوں نے اس ملاقات کی کیفیت

حسب ذیل الفاظ میں شائع کرائی تھی۔

عصمت پاشا نے مجھے بڑے اخلاق سے فرمایا۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ کہ میدان کارزار گرم ہے۔ اور زبانوں کے بجائے قولا دی تلواریں بول

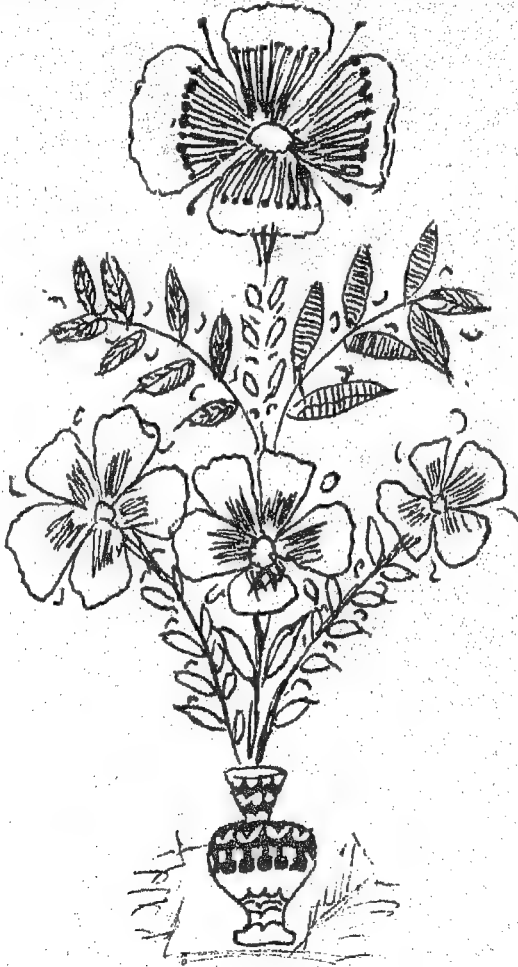
رہی ہیں۔ تاہم میری خواہش ہے کہ آپ سے کچھ گفتگو کروں، کیوں کہ دنیا کو
 اپنی پوزیشن سمجھانے میں ہمیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم اس کو بتانی
 دیتے ہیں باقی دنیا سے بالکل الگ کر دیتے ہیں۔ اور نیچے یہ معلوم
 کرنے کا بڑا اشتیاق ہے کہ لوگ ہماری نسبت کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھے
 آپ سے جو کچھ کہنا ہے وہ یہ ہے کہ اس جنگ میں ہم فتح حاصل کر رہے ہیں
 مجبور ہیں۔ ہم اس میں زبردستی دھکیلے گئے ہیں۔ اتوار نے جنگ کے
 بعد ہمارا ارادہ ہرگز ہتھیار اٹھانے کا نہ تھا۔ مگر ہم بد محنت ظلم کیا گیا۔ اور
 ہمارے سر کو اجنبی غلامی کے لئے جھکانے کی کوشش کی گئی۔ جیسے ہم کسی
 طرح بھی قبول نہ کر سکتے تھے۔ مجبوراً ہم نے لڑائی شروع کر لی۔ اور اپنی
 پوری طاقت سے انکو گھڑے ہوئے رستہ سپاہیوں کو ہمیشہ ظالم اور غریب
 کہا جاتا ہے۔ لیکن جو تہ بر میدان جنگ تیار کرتے اور سپاہیوں کو اس
 میدان پر اتار دیتے ہیں وہ سب سے زیادہ ظالم اور غریب ہیں۔ یونانی گنوار
 ہمارے ملک پر یوں چھوڑے گئے ہیں کہ وہ وحشیانہ اور کچھ نہیں سمجھتے۔ اپنی
 یہ لہجہ بھج رہا جاتا ہے کہ وہ اپنے بادشاہ قسطنطین کے بیٹے ٹریس گئے
 شاہ قسطنطین کو دعویٰ ہے کہ وہ لندن جنگ کا ماہر ہے۔ لیکن اس جنگ
 میں اس کی مہارت کچھ بھی نہ کام دے گی اور اس سے شکست کی ذات
 سے درجاء ہو جائے گا۔ شاہ قسطنطین میدان جنگ کو اپنا چمنستان
 بناتا تھا۔ مگر اب اسے اس چمنستان کے بھول بھی لگائے معلوم ہونے
 لگے ہیں۔ یونانی ہرگز فتح کا منہ نہ دیکھیں گے۔ کیوں کہ جنگی منطق ان کے
 خلاف ہے۔ یونانی بڑے ساز و سامان سے آگے ہیں۔ لیکن ان
 کا یہ تمام سامان ہمارے لئے بال غیبت ہو گا۔ اگر فرعون کیا جائے کہ
 میدان جنگ میں ان کی طرح دشمن ہزار ہے تو ہمارے ہی قوت ہیں اتنی ہی
 ہے۔ لیکن ہم میں اور ان میں فرق یہ ہے کہ ہم اپنی قوت ان کے مال غنیمت

اور اپنی آبادی سے بڑھا سکتے ہیں۔ اور وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ اور وہ کبھی بھی ہمارے پورے فوج نہیں لاسکتے۔ وہ اٹھارہ اٹھارہ سال کے لڑکوں کو بھی وردی پہنا کرے آئے ہیں۔ اور اب ان کا ترکش خالی ہو گیا ہے۔ بر خلاف اس کے ہماری فوج میں تمام سپاہی تندرست توڑنا اور پورے جوان ہیں۔ اور ہم لڑکوں کے بھرتی کر لے پر مجبور نہیں ہوئے ہیں۔ التوائی جنگ کے وقت ہمارے پاس ہارنج لاکھ مسلح فوج تھی۔ جسے ہم نے منتشر کر دیا تھا۔ ہم پھر ایشیائی سپاہ میدان میں لاسکتے ہیں۔ پھر یونانی ہمارا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں؟

نامہ نگار کہتا ہے کہ میں نے دریافت کیا کہ کیا ترکی فوج میں جرمنی یا روسی بھی موجود ہیں؟ عصمت پاشا نے جواب دیا۔ ہرگز نہیں! کیا تم نے اپنی سیاحت کے دوران میں ایک جرمنی یا روسی سپاہی بھی اس ملک میں دیکھا؟ ہمیں کسی کی مدد کی احتیاج نہیں ہے۔ جس فوج میں مدد ملی قوت نہیں ہوتی وہ شکست کھاتی ہے۔ ہم اگرچہ اپنی فوج کو جدید آلات جنگ سے آراستہ نہیں کر سکے ہیں۔ لیکن ہماری بیاد و فوج روحانیت سے بھرپور ہے۔ اُسے اپنے برسرِ حق ہونے کا حق الیقین ہے۔ اگر ہمارے پاس جرمنی آلات جنگ نہیں ہیں تو کیا پر داس ہے۔ ہمارے شیر اچھی طرح جانتے ہیں کہ کس طرح دشمنوں کا شکار کر سکتے ہیں۔ وہ اس وقت تک لڑتے رہیں گے۔ جب تک فتح مکمل نہ ہو جائے۔ اگرچہ اس میں بچاؤ برسرِ ہی کیوں نہ گزر جائیں! اب ہم اتنی طویل جنگ کے لئے پوری تیاری کر چکے ہیں!

التوائے جنگ کے بعد یونانیوں اور آرمینیوں نے چاہا تھا کہ ہمیں اچانک کچل ڈالیں۔ مگر ہم فوراً ہوشیار ہو گئے۔ ہم نے اپنی منتشر فوجیں اکٹھا کیں۔ غضب شدہ ہتھیار واپس لے سامان جنگ بھی

دشمنوں سے چھین لیا۔ اور جنرل ڈکن کا تمام سامان سہارے ہاتھ لگ
 گیا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سہاری بے نظیر فروج کو معلوم تھا کہ کس
 طرح طیار ہو۔ چنانچہ فوراً طیار ہو گئی۔ اور اب سہارا خدا کے بعد اسی پر بھروسہ
 ہے۔ اور ہم پورے اطمینان و یقین کے ساتھ فتح کا اظہار کر رہے ہیں۔



یونانی سپہ سالار کا خواب انگورہ

۱۴۔ ستمبر تک انگورہ جہر قبضہ | یونانی فوجی افسر نے اپنے ایک خط میں
 ہم طاقت اور اس کے ذریعہ جنگ سے اکل لاطلم تھے۔ جنرل بایولاس
 یونانی افسر سے کہا کرتا تھا کہ وہ اب ہم انگورہ پر پہنچے وائے ہیں۔ ہم باسالی
 دریائے سقاریہ پر پہنچ جائیں گے اور پھر ایک کنارے سے دوسرے کنارے
 تک بغیر کسی مقابلہ کے قابض ہو جائیں گے۔ ممکن ہے کہ اس کے بعد میں
 کچھ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ لیکن یہ مشکلات چند دن اہم نہ ہوں گی۔
 اور ہم دشمن پر ضرور غلبہ حاصل کر لیں گے۔ اور اس طرح ہم اتر ستمبر تک اس
 ہم کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جب ہم ذرا بھی ترکی فوجی قابلیت پر غور کرتے ہیں۔ تو ہماری سمجھ
 میں یہ بعید فرما آجاتا ہے کہ ترکوں نے یونانی فوجوں کو اندھوں اناطولیہ میں
 آنے دینے میں بڑی ہوشیاری کا ثبوت دیا۔ اور عثمانی سرداروں نے
 جو اعلان میں اپنے ادھر بھر دسہ کیا تھا۔ اس کا سبب ظاہر ہو گیا۔ حالانکہ
 اس وقت کرینل کو ندیس جیسے یونانی فوج کے افسر فتح کا راگ آلاپ رہے
 تھے۔ اور کہہ رہے تھے کہ کالیوں کا شیرازہ پھر کیا۔ اور ان کے جیسے
 بند ہو گئے۔ اور اسی قسم کی بہت سی باتیں اور بے بنیاد فسانے یونانی
 اخبارات میں اقل سے آفریقہ موٹے حرفوں سے لکھے جاتے تھے۔

بلاشبہ شاہ قسطنطین اور جنرل بایولاس اور یونانی قوت کی نیت
 انگورہ کی طرف پیش قدمی کرنے کی تھی۔ چنانچہ عملاً انہوں نے پیش قدمی
 کر بھی دی تھی۔ اور دریائے سقاریہ کو عبور کر بھی چکے تھے۔ بلکہ ایک
 تک انگورہ کے دروازے پر پہنچ گئے تھے۔ اور ان کو یقین ہو چکا تھا

کہ وہ قومی دار الحکومت میں اب داخل ہو جائیں گے اس لئے کہ وہ اس کے
 قریب آچکے ہیں۔ پھر کہنا تھے ان کو حصول مقصد سے روکا۔ اور کیا چیز
 ان کے آڑے آئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ ترکی قوت لئے اپنے
 مغرور دشمن کے واسطے قہر تیار کی تھی۔ تاکہ دشمن کو اس میں ڈال دے اور
 وہ اس دہکتی ہوئی آگ میں بہتا رہے۔ چنانچہ دشمن اس کے پیچھے روانہ ہوا
 اور یہ خیال کیا کہ ترکی فوج کی تعداد کم ہے۔ اس لئے وہ اس کے مقابلہ کی
 ہرگز تاب نہیں لاسکتی ہے۔ لیکن جب ان کی حملہ کن طاقت جواب دے
 چکی اور ان پر یہ بات روشن ہو گئی کہ وہ عاجز ہو گئے ہیں۔ تو پھر ان کو اپنی
 تباہی کا یقین ہو گیا۔ چنانچہ تباہ ہو گئے۔ ایسی صورت میں کیا کر لیں کوئٹہ
 اور ان کے ہم خیال یہ چاہتے ہیں۔ کہ شاہ اپنی ہزیمت کا اعتراف بھی کرے
 اور بے تاب دہل یہ بھی کہے کہ ہم جوں کہ اندرون اناطولیہ میں ترکی فوج کے
 پیچھے ہٹنے کی مصیحت کو نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے ہم فتح نہیں؟ بیشک
 وہ یہ نہیں چاہتے ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ فوجی ذرائع کو کام
 میں لا کر ان بدنامیوں پر پردہ ڈالا جائے۔ اور ہزیمت کو چھپایا جائے
 اس خدمت کو انجام دینے میں شاہ اور سیاست دان اور فوجی سردار کا حلقہ
 مشاق ہیں۔ جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ صرف پردہ
 پوشی کے سنبھلی اقوال ہیں۔ تاکہ شاہ میدان جنگ سے باعزت و آبرو اپنے
 دار الحکومت میں واپس آکر بے خوف و خطر امن چین سے زندگی بسر کرے
 اس میں شک نہیں کہ شاہ کی واپسی ایک مثبت شرمناک ثابت
 ہے۔ لیکن کیا ہو سکتا ہے جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب بے عزتی کی تہج
 سے کیا فائدہ؟ یونانی قوت لئے ہر وہ بات کی۔ جو یونانی قوت کے سبکی تھی
 عام اس سے کہ وہ قسطنطین کی قوت ہو۔ یا دینز و لاس کی اس لئے
 کہ دونوں کے سرداروں میں نہایت جنگی مہارت کے فرق ہے۔ اور نہ

اوسکی اعتبار سے۔ مگر یہ فرد ہے کہ وینزولاس بعض حکومتوں کی جماعت سے
 علاوہ فائدہ اٹھاتا تھا۔ اور اسی طرح وینزولاس کی حکومت کی مانند اس جماعت
 سے قسطنطین کی حکومت فائدہ اٹھاتی ہے اس کے متعلق ہم شرح و بسط سے
 کہہ چکے ہیں۔ اس لئے اب اس کے دہرائے کی ضرورت نہیں ہے۔

اس روشن حقیقت کا چھپانا ناممکن ہے کہ یونانی لشکر کا خواہ وہ
 قسطنطین کا ہو یا وینزولاس کا اور خواہ اس کو خفیہ امداد ملتی ہو یا علانیہ۔ اناطولیہ
 میں قدم جانا اور ہاں ٹھہرنا ناممکن ہے۔ اور وینزولاس نے اپنی قسمت انسانی
 کی۔ اور ناکامیاب ہوا۔ قسطنطین نے قسمت آزمائی کی تو شرمناک اپسی
 کی اس کو فتح نصیب ہوئی۔ اللہ ہیتر جانتا ہے کہ حج
 کون مشوق ہے اس پردہ رنگاری میں

یونان کے لئے صرف ایک ہی ذریعہ ایسا ہے جس سے وہ اس
 مصیبت کے بہتر سے نکل سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ترکی قومی معاہدہ
 کے دفعات کو منظور کر لے جو صلح کی بنیاد ہے۔

اگر یونان نے ضرور کیا تو کہی بھی وہ سپردی حاصل نہیں کر سکتا۔
 بلکہ وہ پیچھے لیگا۔ کہ اناطولیہ آخر دم تک لڑائی جاری رکھے گا۔ یہاں تک
 کہ یونانی خود ارادہ ان کے ہر گوارا واران کے سرور قومی معاہدہ کی دفعات
 کو بھی بین الاقوامی معاہدہ کے مانند قبول کر لیں گے اور یونان یہ بھی
 جانتا ہے کہ اس کا کس قدر سخت نقصان ہو اسے۔ اور نئے انسان
 زخمی ہوئے ہیں۔ اور پھر بھی اپنے ارادہ کو وہ عرصہ تک پورا نہ کر سکے۔ لیکن
 اس پر بھی اس کو کف افسوس ملتا پڑا۔ کہ اس کے نوجوان عناصر ہوئے۔
 مال غارت ہوا اور کچھ نہ بچا۔

حواس باختہ یونانی سپاہی
 "الاخبار" مصر کا نامیہ نگار قسطنطین
 سے ۲۔ اکتوبر کو رقم طراز ہے۔

ہم نے اپنے گزشتہ خط میں لکھا تھا کہ جنرل ہایلاس اپنے جنگی مقاصد میں یہاں تک گھبرایا ہوا ہے۔ اور نیز اس کی نفت میں لفظ ٹھہرنے کے کیا معنی ہیں۔ ہم نے ثابت کر دیا تھا۔ کہ کچھ دن گزرنے کے بعد کہاں تک اس کے مقاصد میں تبدیلی ہوگی۔ چنانچہ ایک وقت میں اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ انگورہ پر قبضہ کرے۔ لیکن وہ مقصد فوت ہو گیا۔ پھر اس نے کہا کہ اس کا مقصد مشرقی سقاریہ پڑھنے کا ہے۔ لیکن یہ بھی نہ ہو سکا۔ پھر کہا کہ اس کا مقصد "قارتال تارخ" پر مرکب جانے کا ہے۔ لیکن یہ بھی نہ ہوا۔ پھر اس نے کہا کہ اس کا مقصد "اسکی شہر" کے مشرق میں ٹھہرنے کا ہے۔

ہم نے اپنے گزشتہ خط میں یہ لکھا تھا کہ یہ مقصد بھی اس کا فوت ہو گا۔ نیز اس کے علاوہ اسی طریقے کے جو اور مقاصد ہوں گے وہ سب فوت ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک وقت میں وہ جہاز کی سطح کو اپنا مستقر قرار دے گا۔ اور وہ جہاز اس کو اس کی مملکت میں پہنچا دے گا۔

ایک یونانی افسر بیان کرتا ہے۔ کہ یونانی ارکین حرب (جیٹ آف دی جنرل سٹاف) کے

یونانی جنگی سٹاف کی قابلیت

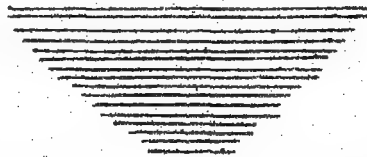
افلاس اور عدم واقفیت کی اعلیٰ دلیل یہ ہے کہ اس نے زخمیوں کے متعلق کافی تدابیر نہیں اختیار کیں۔ اس لئے کہ یونانی فوجی مرکز کو ایسے سخت مقابلہ کی امید نہیں تھی۔ جیسا کہ ہم کو پیش آیا۔ اس لئے اس نے صرف تین ہزار زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے غرضی اختام کیا تھا۔ لیکن جب یونانیوں کے پچیس ہزار فوجی لقمہ اچل ہوئے اس وقت یونانی فوجی باگ کے ذمہ دار طبقہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ دو اور تین ہزار زخمیوں کو بلحاظ حفظان صحت سوڑوں میں جو بحیثیت "سحرک شفا خانہ" تھیں بھر دیا گیا۔ چنانچہ ایک روز جنرل ہایلاس اور پرنس جارج ان کی طرف سے گذرے تو ان زخمیوں نے ان کا پیچ پکارے خیر مقدم کیا۔

یونانی مالی شکست

اخبارہ ڈیپا نے اپنی یکم اکتوبر ۱۹۷۱ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ موسیو ایکسیوس ڈائریکٹر بینشل بینک یونانی نے تمام یورپ کا دورہ کیا۔ تاکہ یونان کے واسطے قرض حاصل کرے۔ لیکن اس نے تمام دروازے بند پائے۔ البتہ لندن کی سرمایہ دار جماعت اس کے لئے تیار ہو گئی۔ چنانچہ اس جماعت نے دو سخت شرطوں پر قرض دینے کا اقرار کیا۔ اول یہ کہ اس کا سود ۱۲ فی صدی ہو گا۔ یہ ایسی شرح تھی کہ آج تک کسی حکومت نے اس شرح پر قرض نہیں لیا۔ دوسرے یہ کہ یونان برطانیہ کے مالی بینکوں کے حقوق اقتصادی سے دست بردار ہو جائے۔

یہ ہے جو کچھ کہ ”ڈیپا“ نے لکھا۔ کچھ تعجب نہیں ہے کہ موسیو ایکسیوس کو ان شکست کا سامنا کرنا پڑا ہو۔ باوجودیکہ کہ وہ یہ کوشش کر رہا ہے۔ کہ یونانی حکومت کے لئے عام قرض کا اپیل کرے۔ یا کم از کم ایٹینس کی حکومت کی عنایت پر قومی مالک کے لئے قرض حاصل کرے۔

جنگ اناطولیہ کے بڑے اثرات میں ایک یہ بھی اثر ہے کہ یونانی سکے (درخمہ) اپنے اصلی مرکز سے بہت گر گیا۔ یہاں تک کہ اس کی قیمت نصف تک پہنچ گئی۔ حتیٰ کہ فرانسیسی سکے (فرانک) کے مقابلہ میں یونانی سکے (درخمہ) سو فیصدی گھٹ گیا۔ یہ نرخ پیرس کے سرکاری ایکسچ میں ہے۔ اور ایکسچ سے باہر ہر سو فرانک ۲۰۰ (درخمہ) یونانی سکے کے برابر ہے۔ اسی طرح ہم دوسرے مالک کے نرخ مبادلہ پر قیاس کر سکتے ہیں۔



شاہ قسطنطین کی واپسی

استنبول کی فوجی انجمن اور سیاسی مجلس قسطنطین کی واپسی کا خیال نہ کرتی تھیں۔ بلکہ ان کا خیال تھا کہ وہ قورچ کے ساتھ اخیر دم تک رہے گا۔ لیکن اس نے اس سرکہ میں جو اندر وہ ناک تجربے حاصل کئے اور جو تاریخی واقعات عبرت خیز اس نے مجسم خود دیکھے وہ اس کی قسمت میں تھے اسی لئے کل یونانی استنبولی۔ فوجی اور سیاسی انجمن سخت پریشان ہوئیں جب کہ ان کو بادشاہ (قسطنطین) کی واپسی کا یقین ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی یقین ہو گیا۔ کہ اس کی شرمناک واپسی شاہ قسطنطین کی فوجوں کی دل شکستگی کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے کہ اگر اس کو ذرہ برابر بھی فتح کی امید ہوتی تو وہ ہرگز دارالسلطنت کو لے کر وقت میں جب کہ اس کی فوج کو سخت ہزیمت اور پسپائی کا سنبھ دیکھتا پڑا۔ اور جب کہ قومی لشکر نے اس کی فوجوں کی کمر توڑ دی۔ اور عزیز نقصان جان پہنچانے کی دھمکی دے رہا تھا۔ واپس نہ آتا۔

جب شاہ قسطنطین واپس چلا گیا تو ہر شخص نے مانا چاہا اس کی واپسی کی یہی تعمیر کی۔ بالخصوص یونانی۔ استنبولی۔ سیاسی اور فوجی انجمنوں نے اس تعمیر کی تائید کرتے ہوئے اس کی ایسے زمانے میں واپسی پر غیظ و غضب کا اظہار کیا دیکھنا اس کے اس گزشتہ اعلان پر جس کو اس نے تبرہ صمد سے روانہ ہونے کا بیان کیا تھا۔ ہے انتہا مضحکہ اڑایا۔ یہ غیظ و غضب اس درجہ بڑھا کہ اخبار بربرہ قیام نے اس کے ایک مضمون میں کہ نیل کی ندیلیں پر بد چھاڑ کر اس کے ہرے حب ذیل لکھا ہے۔ کہ

”جا دو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے“

۱۰ شاہ ایفیس کسٹریسے تین ماہ کے قیام اناطولیہ کے بعد واپس آتا ہے۔ اس نے سمرنا اور بروصہ کے طویل قیام کے دوران میں جو کچھ کیا وہ ان اعلانات کے بالکل خلاف تھا جو اس نے کثرت کئے۔ شاہ کی نیت یہ تھی۔ جیسا کہ ہم کو جنگی نامہ نگاروں نے اطلاع دی تھی۔ کہ مصطفیٰ کمالی پاشا کو گرفتار کر کے (غذا خواستہ) حقیقا کر دے۔ مگر اس کے برعکس پاشا نے موصوف کا رتبہ اور ملبد ہو گیا۔ "کشمیر" (فیلڈ مارشل) کا عہدہ اور غازی کا خطاب انہوں نے حاصل کیا۔

شاہ کا یہ خیال قفاک وہ ترکی کی معنوی قوت کو برباد کر دے گا۔ لیکن وہ قوت دو گنی ہو گئی۔ اور مصطفیٰ کمال پاشا اپنی کا اعتراف اور بھروسہ اور زیادہ ہو گیا۔ شاہ کا خیال قفاک وہ جنگ کو موسم سرما سے قبل ختم کر دے گا۔ مگر فوراً ہی یونانی مرکز ترکی جنگی نمائش کے قریب ہو گیا۔ اور جنگ میں مشکلات اور زیادہ ہو گئیں۔

غازی مصطفیٰ کمال پاشا کو زندہ گرفتار کرنے کا یہ سودہ خیال

دہوکے میں ڈال دے۔ اور اس کے بعد یہ اعلان کر دے کہ کبھی کارروائی
اب ختم کر دی گئی۔ تاکہ ترکی جنرل کو زندہ گرفتار کر سکے۔ اس گرفتاری کا
انتظار بہت سے لوگوں کو مختار بلکہ مقامی اخبارات میں اس ختم کی فیرشل بھی
کر دی گئی تھی۔ مورخین اس ننانہ کو ٹھوٹ کا زمانہ سمجھیں گے۔

قسم ہے کہ جب کہیں عقلِ انسانی نے
شاہِ فلسطین کے چھوڑ دیں کیا
کر وہ جھوٹی باتوں پر غور کیا جن کی وجہ

انگورہ کا قبضہ ضروری
نہیں سمجھا گیا۔

سے یونانی قوم کی شان میں بڑے لگاؤ حقیقت کو فراموش کر کے اس سے

صاف انکار کیا۔ چنانچہ جب آئندہ مورخ اس زمانہ کو خاص خطاب دینا چاہیں گے تو وہ ضرور اس زمانہ کو جھوٹ کا زمانہ "کہا کریں گے۔ کیوں کہ اس زمانے کے لوگوں نے جھوٹ میں خاص مہارت حاصل کی ہے تاکہ اپنی بدنامیوں پر پردہ ڈال کر قوم کی ہر شکایت کا مقابلہ کر سکیں۔ جب کہ ہم آج کل دیکھ رہے ہیں۔ کہ ان کو یہ اعلان کرتے ہوئے ڈرامہ نمائندہ آئی کہ وہ انہوں نے انگورہ پر اس سے قبضہ نہیں کیا کہ یہ قبضہ ضروری نہیں تھا۔ اب رہا یہ کہ جو قربانیاں انہوں نے اس کے لئے کیں وہ اس نفع کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ جو انگورہ کے قبضہ کے بعد حاصل ہوتا۔ کیا ان لوگوں کو یہ خیال بالکل نہیں ہوا۔ کہ حسب ذیل سوالات کا کیا جواب دیں گے؟۔

(۱) جب کہ انگورہ پر ہمارا قبضہ کر لینے کا ارادہ نہیں تھا۔ تو پھر تھے دریائے سقاریہ کو عبور کرنے کے لئے کیوں سخت قربانیاں کیں؟
(۲) انگورہ کے نواح میں تم نے کمالی نقل و حرکت کے ذریعوں کو کیوں نہیں تباہ کیا۔ کہ دشمن "اسکی شہر" کے گرد اپنی قوت نہ جمع کر سکتا۔ اور بلوے لائن کو استعمال کر کے اپنے دوسرے مرکز کو قوی نہ کر سکتا۔

(۳) اس قدر خون بہانے کے بعد دریائے سقاریہ کو عبور کرنے سے کیا فائدہ تھا؟

ہی کیا اس سے ہمارا مقصد یہ تھا کہ مصطفیٰ کمال پاشا کا مرتبہ بڑھایا اور ان کو فیلڈ مارشل بنایا جائے؟

(۴) ہمارے اناطولیہ کی کارروائی سے حقیقی نتائج برآمد ہوئے۔

شاہ یونان کے اعلانات کا موازنہ | اس کے بعد شاہی اعلان
کلیات اس بات کو مشا

بتاتا ہے۔ کہ شاہ یونان کو اپنی حرکت کے نتیجہ کا علم تھا۔ اس کی دلیل یہ
 ہے کہ وہ اناطولیہ کے دوران قیام میں یونانی ڈوڈوؤں کے سامنے نہیں
 آیا۔ اور نہ دریائے سقاریہ کے سرکوں کے بعد زخیبوں سے بڑی بات چیت
 کی۔ یہ یقینی امر ہے کہ شاہ کو بالخصوص جنگ سقاریہ کے بعد اندیشہ
 ہو گیا تھا کہ فوج میں بناوت ہو جائے گی۔ اور اسی لئے جب وہ سمرنا پہنچا
 تو اس نے "فرمان" کے ذریعہ سے پیٹھ ٹھوکی۔ اور جب اس سے جدا ہوا
 اس وقت بھی "فرمان" کے ذریعہ ان کو شاباشی دی۔ لیکن رخصتی
 فرمان میں نہ تو فوج کے احترام کا ذکر تھا۔ نہ اعتدال مزاجی کے آثار
 پائے جاتے تھے۔ کیا کاتب فرمان کو یہ خوف تھا کہ فوج بگڑ جائے گی؟
 اس فرمان میں مثل سابقہ فرمانوں کے یہ بھی نہیں تھا کہ "فوج اور قوم شاہ
 کے حق انتظام پر فخر کرتی ہے" اور تم مجھ پر وقت اپنے سروں پر بوجھ
 رکھو۔ اور اس کو گمان ہے کہ الفاظ اس کے احساسات کے صحیح ترجمانی
 نہیں کر سکتے۔ اس لئے صرف یہی کہنا کافی ہے کہ "بھلا اللہ وہ یونانی ہے
 اور اسی قسم کے بیٹ سے جلے جن کو ہم نے کبھی قسطنطین کی زبان سے نہیں
 سنا" اسی قسم کے جلے یونانی کرنل کو نہ نہیں کرتا ہے۔ حالاں کہ اپنے
 انتہائی غصے اور بے انتہا جوش کی وجہ سے بیٹ سے واقعات سے
 غافل ہے۔ اس کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ترکی اعلیٰ کمان میں اور یونانی
 کمان میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس لئے کہ یونانی فوج میں نہ جنگی
 تربیت ہے۔ نہ اس نے فوجی تاریخ میں کبھی جنگی تعلیم حاصل کی۔ یہ بھی جو کچھ
 انہوں نے حاصل کیا وہ عثمانی سرداروں کی جوتیوں کے طفیل میں اس عام جنگ
 میں یونانیوں نے کوئی قابل ذکر حصہ نہیں لیا۔ لیکن ترکی فوجی قابلیت
 کے لئے فوجی تاریخ شاہد ہے اور اس کے فوجی تجربے زمانوں
 کی تاریخ کو فیضیاب کر رہے ہیں۔

شاہ قسطنطین حبیب

جنگ اناطولیہ کی

ایٹنس میں شاہ یونان کا استقبال نہیں ہوا

شکست کی ہشمانی کو لئے ہوئے ایٹنس میں واپس آیا۔ تو اس وقت تمام اخباروں نے یہ بات ثابت کر دی کہ شاہ نے مقصد کو فوت کر دیا۔ چنانچہ بادجو بیکہ لوگوں نے اس بات کی بے انتہا کوشش کی کہ شاہ کا استقبال فخرِ جنرل کی طرح کیا جائے۔ لیکن دار الحکومت کی بڑی آبادی نے اس استقبال میں شرکت سے گریز کیا۔ صرف زخمی فوجی مع اپنے تیمارداروں کے اور دینی مدارس کے طلباء جن پر شاہ کا اقتدار ہے استقبال میں شریک ہوئے۔

اخبار "دیریش" (وطن) رقمطراز ہے کہ پر جوش استقبال کے نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یونانیوں کو حکام پر بھروسہ نہیں رہا۔ اخبار "ریزوبایس" رقمطراز ہے کہ یونانی قوم میں اب بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ اور اصلی حالت کی پہچان لگی ہے۔ یونانی حکام کو فوج پر بلا سچے بوجھے حکومت کر رہے ہیں۔ اور کرسے چلے آئے ہیں عنقریب ایک سخت ترین مصیبت اور مشکلات کا سامنا ہوگا۔

یونانی اخبار "بروقیا" مقالہ افتتاحیہ میں جنگ اناطولیہ پر بحث کرتا ہوا رقمطراز ہے کہ یونانی

یونانی اخبارات کا نام

پیش قدمی کا مقصد حقیقی انگورہ پر قبضہ کرنا تھا۔ لیکن جب اس میں سخت شرمناک ناکامی ہوئی تو مرسیو گوناریس اور جنرل پا یولاش نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ انگورہ پر قبضہ کرنے کا ہمارا ارادہ ہی نہ تھا۔ حالانکہ یہ نہایت مضحکہ انگیز بات ہے۔ اور اس سے مقصد یونانی قوم کو احمق بنانا ہے۔ کیوں کہ اسکی شہر پر قبضہ کرنے کے بعد یونانی سپہ سالار نے اعلان کیا تھا۔ کہ وہ عنقریب انگورہ پر قبضہ کر کے ترکوں کی تمام جنگی کارروائیوں کو دہم برہم کر دے گا۔ اور انہیں اس قابل نہ چھوڑے گا۔ کہ دوبارہ حملہ کر سکیں۔ اس وقت مصطفیٰ کمال پاشا کو مجبوراً قزلباشی کی جانب بھاگ جانا پڑے گا اور انگورہ کی فتح سے ترکوں کی جیتیں بہت ہو جائیں گی۔

اُس وقت یونانی سپہ سالار کے یہ دعوے تھے۔ مگر اب وہ ان سے منکر ہیں کیوں کہ ان میں سے ایک بات بھی نہ ہوتی۔ بلکہ اٹا یہ ہوا کہ (۱) مصطفیٰ کمال پاشا نے سفاریہ کو عبور کر لیا۔ اور یونانی فوجوں پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ اب خطبہ مشکل ہو گیا ہے۔ (۲) ترکوں کی کسی جنگی تدبیر کی کاٹ ہوئی۔ اور نہ ان کے حملہ کے راستے سدود ہو گئے۔ صرف چند پہل ٹوٹے ہیں۔ جو چند مفتوں میں بن جائیں گے۔ اور اس وقت ترکوں کو اپنی جنگی کارروائیوں میں اور بھی زیادہ آزادی حاصل ہو جائے گی۔ (۳) یونانی فوجیں ترکوں کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا سکیں (۴) بلکہ ان جنگوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ترکوں میں اندر فروزدہ گی پیدا ہو گئی۔ اور مصطفیٰ کمال پاشا کے قدم پیسے سے نہیں زیادہ مضبوط ہو گئے۔ یہ نتائج ہیں۔ انکو دہ کے فتح نہ ہونے اور یونانی فوج کے پیچھے ہٹنے کے ہم سے کہا جاتا ہے کہ بیشک ناکامی ہوئی ہے۔ لیکن ہزیمت نہیں ہوئی ہے۔ لیکن ہم اسے تسلیم نہیں کر سکتے۔ یونانی فوج کا کوئی قصور نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ چنے چاکر فوجیں پر فتح حاصل نہیں کر سکتی تھی۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے عظیم الشان جہاد پر جنگ کی تیاریاں شروع کی ہیں۔ اور زبردست فوجیں تباہی جا رہی ہیں۔ صرف فوجیں ہی نہیں بلکہ جنگی بیڑا بھی مہیا کر لیا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں ہمارے وزیر اعظم مرید گوناریس نے کیا کیا ہے؟ جنگی حرکات کی موتوئی کا اعلان کیا ہے۔ پھر ترکی یونانی قضیہ کس طرح سے ہو سکے گا؟ مقتدرہ علاقوں کی کیوں کر حفاظت کی جائے گی۔ اور کسی تیاری کے بغیر ترکوں کی بظاہر کو کس صورت سے روکا جائے گا۔

قطنیہ کا شمعوب یونانی اخبار پر دوں
 لکھتا ہے۔ اب تک ہمارے پاس کاری
 اطلاعات نہیں پہنچی ہیں۔ جن سے معلوم

شکست یونان پر یونانی
 اخبارات کی رائے

ہو کہ مغربی سفاریہ سے پیچھے ہٹنے کے بعد یونانی فوج کی پوزیشن کیا ہوئی ہو۔

لیکن اس میں کلام نہیں کہ مصطفیٰ کمال پاشا نے ہماری شکست خوردہ فوج
 خصوصاً اس کے سینہ پر ایسی سخت ضرب لگائی ہے کہ جس کی تلافی ناممکن ہے
 جنگ کا نتیجہ ہماری امیدوں کے برخلاف نکلا۔ اور دشمن کی طاقت کا اب
 توڑنا ناممکن سا ہو گیا ہے۔

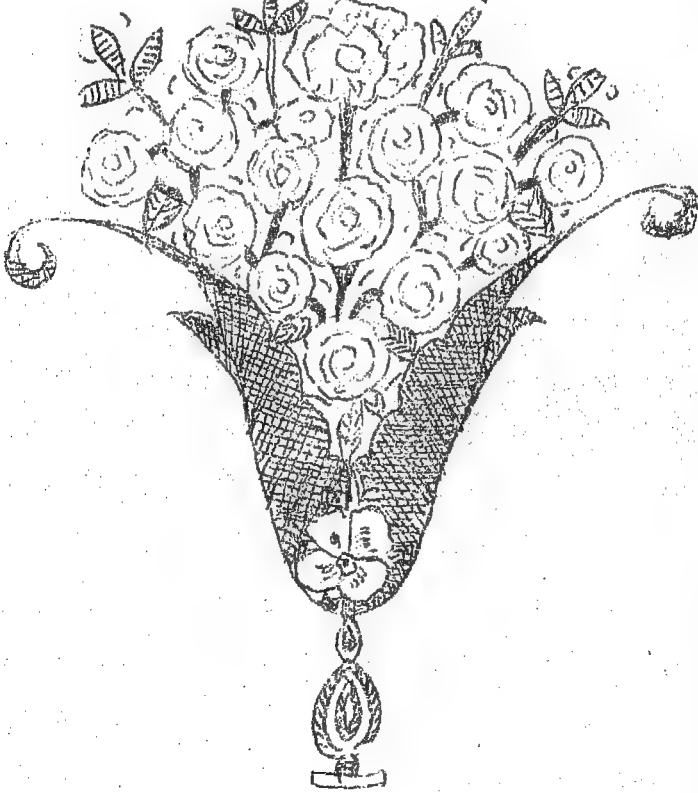
یونانی اخبار "گرگس" لکھتا ہے "یونانی سپہ سالار کا خیال تھا کہ
 قوم پرست بالکل کمزور ہو گئے ہیں۔ اور ان کے پاس نہ تو فوج ہے۔ اور
 نہ سامان جنگ۔ اسی زعم باطل کی بنا پر وہ آنکھیں بند کر کے آگے بڑھتا
 چلا گیا۔ جس کا نتیجہ یہی ہوا۔ جو ایسے اندھے سپہ سالار کی ایسی اندھی
 حرکت کا ہونا چاہئے تھا۔ قوم پرستوں کی اس فتح نے شاہ قسطنطین کی
 تمام امیدوں پر بجلی گرا دی ہے۔

یونانی سپہ سالار کا اعتراف | عبرتی اخبار اقدام "رقطرانہ" یونانی افواج کے
 سپہ سالار پاولاس نے غازی مصطفیٰ کمال

پاشا اور ترکی افواج کی نسبت مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار رائے کیا ہے: اگر
 یونانی افواج کے پاس ترکی افواج سے زیادہ ہتھیار نہ ہوتے تو اس صورت
 میں یقینی طور پر غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی افواج کی پیش قدمی کو روک سکنے کے
 لئے یونانی افواج بہت طاقتور نہیں۔ مگر بد قسمتی سے آلات جنگ کی قلت کے
 باعث وہ اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ ترکی افواج کی عام حالت بھی ہماری افواج سے
 کہیں بہتر تھی۔ میرا اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ ترکی پیادہ پلٹن اس قدر
 تھکی کہ وہ اپنے سپہ سالار کے حکم سننے سے پیشتر ہی ہماری افواج پر حملہ کر دیں۔
 اس بات سے پتہ چلتا ہے کہ ترکی افواج ہمارے ساتھ جنگ آزما

کرنے کے لئے کس قدر تھل درآتش ہو رہی تھیں۔ کئی ایک لڑائیوں
 کے پہلے وہ بے تحاشات نے مجھ پر یہ حقیقت بالکل واضح کر دی تھی
 اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اگر میں نے جنگ جاری رکھنے کے

لئے اپنی جگہ سے زیادہ گشتیں صرف نہ کر دی ہوتیں۔ اور بعض بعض لڑائیوں
میں خاص احکام جاری نہ کر دیے ہوتے تو میں صحت پاشلے کے ہاتھ قید ہو گیا
تھا۔ ہمیں متعذر و بار جنگ میں شکست نصیب ہوئی۔ اور اس کا باعث یہ نہ
تھا کہ ہمیں اپنی افواج پر بہرہ رسہ نہ تھا۔ بلکہ فقط اس لئے کہ ترکی افواج
ہماری افواج سے کہیں زیادہ طاقتور اور منظم تھیں۔ جبرئیل پاپیلاس نے
اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ غازی سیطیہ کمال پاشا واقعی دنیا کے سب
سے بڑے اعلیٰ سپہ سالاروں میں سے ایک ہیں۔



مسکد صلح

غازی مصطفیٰ کمال
پاشا کے خیالات

ایڈیٹری ایڈ پریس امریکہ کے نامہ نگار نے غازی مصطفیٰ کمال پاشا سے ملاقات کی تھی۔ اور اس کی کیفیت حسب ذیل الفاظ میں اخبارات

کے نام بشر میں اشاعت بھی تھی۔

”مصطفیٰ کمال پاشا نے مجھے اپنے محل واقع انگورہ میں شرف ملاقات بخشا۔ معمولی مراسم ملاقات کے بعد پہلا لفظ جہان کی زبان سے نکلا وہ یہ ہوا۔ ”ٹکی ہم ترکوں کے لئے ہے۔“ پھر انہوں نے پوری متانت سے فرمایا ”ہاں ٹکی ہماری ہی ہے اور ہم سے کہی جہانیں ہو سکتی۔ ہم محب وطن ترک صرف اسی مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اور اپنے وطن کو اجنبی غلامی سے بچانا چاہتے ہیں۔ اجنبی قومیں اپنے ملکوں کو آزاد دیکھنا چاہتی ہیں۔ مگر ہمارے ملک کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتی ہیں۔ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی اسے منظور نہیں کر سکتے۔ اگر اتحادی ہمارے مطالبات قبول نہیں کرتے ہیں تو نہ کریں۔ ہم بھی کسی طرح ان کی زیادتیوں کو قبول کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ اور نہ ان سے اس باب میں بے بنیاد گفت و شنید کرنا چاہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہماری قوم کا گلا گھونٹ دیا جائے۔ اور ہم خاموش بیٹھے رہیں۔ اسی لئے ہم نے عزم باجمہم کر لیا ہے۔ کہ اس وقت تک برابر جنگ کرتے نہیں گے۔ جب تک ہمارے حقوق تسلیم نہ کئے جائیں اور اس دن تک تلوار نہ رکھیں گے۔ جب تک ایک یونانی بھی قاتلانہ مشیت سے ہماری سرزمین پر رہے گا۔ اگرچہ اس راہ میں ہمیں سالہا سال خون پانا پڑے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ بعض لڑائیاں۔ برس تک جاری رہی ہیں۔ بیویوں ہمدی کو بھی ہم ایک ایسی ہی لڑائی دکھادیں گے۔ مغلوب کو تالان

جنگ ادا کرنا پڑتا ہے۔ یونانی جو بعض جریں قوموں کے پرستے پر مہمانوں کو فتح کرنے کے لئے آئے ہیں۔ انہیں فتح سے باخبر نہ بنا چاہیے۔ ترکی کے مکشرے مکشرے کرنا۔ اور اس کے ایک حصے کو یونان کے حوالہ کر دینا سجدہ اعظم ہے۔ اور ایسا علم ہے جسے شریف ترکی قوم پر داشت نہیں کر سکتی، مہمانوں کی تصدیق واضح ہے سمرنا ترکی ہے۔ اور ہمیشہ ترکی ہی رہے گا۔ اسی طرح مشرقی مقرر میں کبھی ترکی سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اس کی آبادی میں اکثریت ترکوں کی ہے۔ اس کے علاوہ ترکی سلطنت کے بقیہ حصوں کے متعلق ہمیں یہ یقینی نظریہ ہے کہ ہمارے کی آبادی سے استعجاب رہے کر لیا جائے۔ لیکن قطعاً ہمیشہ ہمارے پاس رہے گا۔ میری آخری رائے یہی ہے کہ درود آئیاں اور باسٹورس بھی ہمارے قبضہ و نگہبانی میں رہیں۔ میں الا قوامی نگرانی بہت نئی مشکلات کا موجب ہو گی۔ اتحادی اگر دنیا میں اس دامن کے خدایان ہیں۔ تو ہمارے ساتھ مل کر کام کریں۔ ورنہ اس ناممکن ہے۔ اور ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ کہ قطعاً کو مستثنیٰ کر کے آبنائوں کے متعلق نہایت مناسب شرائط پر سمجھوتہ کر لیں۔ کیوں کہ قطعاً ایک ایسی چیز ہے جو ترکی اور خلافت کے لئے بالکل ناگزیر ہے۔ اور اسے ہم کسی طرح بھی چھوڑ نہیں سکتے۔ اور نہ کسی طرح کا اجنبی اقتدار اس میں گوارا کر سکتے ہیں۔ میں بھی خوب سمجھتا ہوں کہ جنگ نہایت ناگوار شے ہے۔ اور اس کے مصائب و آلام میرے قلب پر بھی وہی اثر ڈالنے ہیں۔ جو رحمتی سے رحم دلی انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ لیکن ہم کیا کریں؟ اگر چہ قیاد رکھو دیہاتوں میں ڈا بے جائیں۔ ہمارے تلوار ہی ہے جو ہمارے حقوق کی حفاظت کر رہی ہے۔ اگر حریف تو ہیں مہمان یا چچا چھوڑ دیں تو ہم بھی غارتش ہو جائیں گے۔ اس وقت بھی ہم ملک کی حالت سدھارنے کی طرف سے غافل نہیں ہیں۔ ہم نے شراب نوشی کا قطعی اسناد کر دیا ہے۔ تمام ملک شراب کی سنت سے پاک ہو گیا ہے۔ اور ہمارا بازی و پوچھنی کا یہاں نام و نشان تک

نہیں رہا ہے۔ ہم صدق دل سے سمجھتے ہیں کہ امریکہ انا طوئیس کے ساتھ دوست
 محبت جوڑے اور تجارتی تعلقات قائم کرے۔ ہم انھیں اپنے ملک میں جمہوری
 حکومت قائم کرنا نہیں چاہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی دسے ہی ڈیڈ کر ٹیک ہیں
 جیسے کہ امریکہ کے لوگ ہیں۔ میں ہرگز یہ خواہش نہیں رکھتا کہ کسی جمہوری
 سلطنت کا صدر بنوں۔ ہمارے لئے تو بس ہمارا خلیفہ کافی ہے۔ اور ہماری
 پوری سرگرمی اس لئے ہے کہ ہم خلیفہ کے مقدس و بلند پایہ مرکز سے تمام
 عالم اسلامی کے ساتھ واسطہ ہو جائیں۔ اور سب مل کر اسے معزز و دوسر
 بلند بنانے کی سعی کریں۔ خلافت اسلامیہ ابدی ہے اور ہمیشہ باقی رہے
 گی۔ اس کا مرکز قسطنطنیہ ہی رہے گا۔ کیوں کہ ہماری مذہبی روایات کا
 اقتضا یہی ہے۔ ہم سب کے سب متحد و متفق ہیں۔ ہمارے مابین کسی قسم
 کی جھوٹ نہیں ہے۔ اور نہ ہم میں کوئی ایسی پارٹی ہے۔ جو موجودہ قومی
 حکومت کو شکست کرے اس کی جگہ پر انگریزوں کو قائم کرنا چاہتی ہو۔ اس
 قسم کی جتنی خبریں بھی شہر کی گئی ہیں۔ سراسر غلط اور بے اصل ہیں۔

حکومت انگورہ کے
 وزیر خارجہ کا بیان

انگریز اخبار "ایزی" نے انگورہ گورنمنٹ کے
 وزیر خارجہ یوسف کمال بیک کی وہ تقریر شائع
 کی ہے جو ممدوح نے قومی مجلس کے ایک
 جلسہ میں کی تھی۔ وزیر موصوف نے ہر دوری مباحث کے بعد مسئلہ صلح پر
 بحث کرتے ہوئے فرمایا۔

حضرات! اب ہمارے سامنے دو راستے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم برابر
 جنگ کو جاری رکھیں۔ اور دوسرا یہ کہ ہم صلح کر لیں۔ سونے صلح سے ہم نے
 کبھی انکار نہیں کیا۔ اور نہ اب انکار ہے۔ ہم ایسی صلح کے لئے ہر وقت آمادہ
 ہیں جو ہماری قومی امیدوں اور مطالبات کے موافق ہو۔ اور ہمارے
 کمال استقلال (آزادی) اور پاکیزہ و آزاؤ زندگی کی ضامن ہو۔ ہم ایسی صلح پر

نہ صرف راضی بلکہ آمادہ ہیں اور آرزو مند ہیں۔ لیکن یہ بھی ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو اس سے آگاہ کر دیں کہ جب تک اناطولیہ خالی نہ کر دیا جائے گا اس وقت تک صلح کی کوشش بالکل فغول ہوگی۔

حضرات! مجھے یقین ہے کہ نیک نیتی کا ابھی دیوالہ نہیں نکلا ہے۔

یورپ میں اب بھی نیک نیت لوگ موجود ہیں۔ اور میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ یورپ کی حکومتیں ہمارے حقوق قومی سے ناواقف نہیں ہیں۔ اور وہ اس سے بھی لاعلم نہیں ہیں کہ ترکی قوم کیا چاہتی ہے۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ اب دول یورپ ہمارے حقوق کو تسلیم کرنے لگی ہیں۔ اور ہمارے انصاف پر مبنی مطالبات کی طرف وہ متوجہ ہو گئی ہیں۔ مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ یورپ یہ بھی معلوم کر چکا ہے کہ اناطولیہ میں جو جدوجہد پائی جاتی ہے اور ادنیٰ سے اعلیٰ تک افراد کے جذبات یکساں طور پر مشعل ہیں۔ وہ جدوجہد طبعی ہے۔ اور ترکی قوم نے یہ ارادہ پختہ کر لیا ہے کہ وہ دنیا میں رہ کر آزاد زندگی بسر کرے گی۔ اور آزاد رہے گی۔ اس نے ترکی قوم کے جذبات کو قنا نہیں کیا جاسکتا۔

حضرات! یورپ کے اخبارات کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ یونان کی اخلاقی شکست نے امید سے زیادہ اس کو نقصان پہنچا یا ہے۔ اور جہاں ہم اس نے ترکی قوم پر لگائے ہیں وہ بالکل جھوٹ ہیں۔ یورپ کے اخبارات نے جو اپنے اپنے ملکوں کی سیاست کو نمایاں کرتے رہتے ہیں اس راز کو آشکارا کر دیا ہے۔ ترکی قوم آج صرف اس سہی میں ہے کہ اپنے ان شہروں کو واپس حاصل کرے جن پر یونانیوں نے ناحق قبضہ کر رکھا ہے اور یہ ایک ایسا امر ہے۔ جو سب پر ظاہر ہے۔ اگر یونان غیر مناسب صلح کی تحریک کرے گا۔ یا ایسی صلح کرنا چاہے گا جو ترکی قوم کے مطالبات کو پورا نہ کرتی ہو تو ہم اس سے قطعی انکار کر دیں گے۔ اور پھر اس خوفناک راستے کو

اختیار کرنے پر مجبور ہوں گے جو ہم کو مہارشی سنزل مقصود تک پہنچا دے یہی
ہیجک !

حضرات! ہم اس وقت تک اپنے مفیاردوں کو نہ رکھیں گے جب
تک کہ ہم اپنے مقصود بحق کو واپس نہ لے لیں۔ اور اس عظمت و عظمت کو چھل
نہ کر لیں جو ہم سے چھین لی گئی ہے۔

حضرات! ہم انہوں کو لے رہے ہیں اور ہمیشہ جنگوں میں شریک رہے ہیں
اب بھی لڑیں گے۔ اور آخر تک لڑیں گے۔ اس وقت مہارشی۔ زندگی اور
موت مرث اس جنگ پر موقوف ہے۔ ہمیں خدا نے بزرگ دیر سے قوی
ایسا ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے۔ اور شاندار فتح حاصل کریں گے لیکن
شرط یہ ہے کہ ہم متحد رہیں۔ ثابت قدم رہیں۔ اور میرا استقلال کو ہاتھ سے
نہ دیں۔ ہمارے استقلال و مصائب و مشکلات پر صبر اور اس قوت ایمانی کو جو
ہم کو ہر وقت فتح کا یقین دلاتی رہتی ہے دیکھ کر دنیا حیران ہے۔ اور تعجب
میں ہے۔

” ترکی حکومت زندہ ہے اور زندہ رہے گی“

انگورہ کا ایک اخبار قنطرانہ کہ ہم نے
اپنے ایک خاص نمائندہ کو جنرل فوزی

جنرل فوزی پاشا کی تصریحات

پاشا! میں ارکان حرب کی خدمت میں ان امور کی تحقیق کے لئے بھیجا تھا جو آج
کل زیر بحث ہیں۔ یعنی معاملات صلح جن پر سیاسی دوائر میں خوب بحث ہو رہی
ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں انگورہ گورنمنٹ کی سیاسی و فوجی حالت اور ان
غیر محدود وسائل (سازشوں) کی حقیقت جو آج کل سیاسی قضایا میں
پہیلی ہوئی ہیں۔ ان امور پر جنرل محدود سے جو گفتگو ہوئی ہے۔ وہ سوال
و جواب کی صورت میں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

سوال۔ کیا جناب والا صلح کی ان خبروں کے متعلق جو آج کل سیاسی

ملفوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اپنے خیالات سے میری رہنمائی فرما سکتے ہیں؟
جواب۔ ترکی اسی طرح رہے گا۔ جس طرح اپنی تاریخ کے گزشتہ دور
 میں رہا ہے۔ وہ قبول صلح اور امن و سکون کے جھنڈے کو ربح سکون پر نصب
 کرنے کے لئے مستعد ہے۔ لیکن اس کا ایک سیاسی پروگرام ہے۔ (جس پر
 وہ صلح چاہتا ہے) وہ سیاسی پروگرام اس کا قومی میثاق ہے۔ جس پر
 وطن کے حلقے اکٹھا کیا۔ اور جس کو اپنے ہاتھ اور قلم سے لکھا ہے۔ اور
 اس قومی میثاق کا پورا کرنا (جس کا ہم کو معلوم ہے) فلا د کے قبضے میں ہے۔ ہم
 روزانہ صبح و شام اپنے مطالبات کا صاف الفاظ میں اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اور
 ہمارے مطالبات نہایت صاف و صریح ہیں۔ بہر نزع مہاراجہ بھی فرض ہے
 کہ ہم اپنی وسعت کے مطابق اپنی طرف ہمارے دالوں کی نہ ان کو لبیک کہیں۔ اور
 ہم جو کچھ کہہ چکے ہیں یا آئندہ نہیں گے وہی کریں گے۔

اگر تم (نامہ نگار حاکمیت ملت) یہ چاہتے ہو کہ ہم گزشتہ سالوں پر نظر ڈالیں
 اور ان تمام حوادث کو تلاش کریں جن کو زمانہ نے پیٹ لیا ہے۔ تو اس صورت
 میں یہ امر ہمارے سامنے روشن ہو جاتا ہے کہ مہاراجہ سیاسی سطح نظر ایک
 صحیح مرکز رکھتا ہے۔ ہمارے وہ دشمن جنہوں نے ہم کو کل تک اس طرح گھر
 رکھا تھا۔ جس طرح گلشن ہاتھ کو چاروں طرف سے گھر لیتا ہے اور ہم کو اس
 قدر تنگ کر دیتے ہیں لیا تھا کہ گو یا وہ ہم کو بالکل تباہ کر دیں گے۔ اور دنیا
 سے ہمارے نشانات تک کو مٹا دیں گے۔ آج وہی دشمن اپنی سرزوں
 اور امیدوں کو کھو چکا ہے۔ اور آہستہ آہستہ ایک کے بعد دوسرا
 پیچھے ہٹتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اب ان میں سے صرف یونان ہمارے
 مقابلہ پر رہ گیا ہے۔ (اور باقی سب ہمارے سامنے سے ہٹ گئے ہیں۔
سوال۔ کیا جناب والا حربی حالت اور موجودہ صورت حال
 سے جیسے آگاہ فرما سکتے ہیں؟

جواب دشمن (یونان) اس وقت اپنی پوری کوشش میدان جنگ کو تقویت دینے میں صرف کر رہا ہے۔ اور سرکہ سقاریہ میں جو نقصانات اس کو اٹھانے پڑے ہیں۔ ان کو پورا کرنے میں اپنی پوری طاقت سے منہمک ہے۔ لیکن ہماری سپاہ نے بھی کسی ایسی چیز..... کو نہیں چھوڑا ہے جس کی تیاری ہزدی سختی۔ ہمارا لشکر بھی پورے طور پر تیار ہے۔ اور یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ وہ اپنے آخری تجربات کی بنا پر دشمن کو اچھی طرح کچلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سوال۔ کیا دول مشرقیہ سے ہمارے تعلقات موجودہ سیاسی فضا میں کوئی تبدیلی پیدا کر دیں گے۔ دیکھا جاتا ہے کہ دول مغرب میں کسے بعض نے ہماری جانب اپنی توجہ کو مبذول کیا ہے

جواب۔ میں نے مغربی دول کے متفقہ و مشترکہ حملہ کے زمانے میں دیکھا ہے۔ کہ دول مشرقیہ نے ہمارے ساتھ خالص محبت اور سچی دوستی کا اظہار کیا ہے۔ اور ہمارے ساتھ ایسی مہربانیاں کی ہیں۔ کہ ہمارے قلوب ان سے سرور اور ہماری آتشیں ان مناظر سے چر نور ہیں۔ مغرب دول مشرق کی مہمزدی محبت اور اخلاص نے ہمارے قلوب میں جو اثر پیدا کر دیا ہے اس کو ہم کبھی نہیں بھولا سکتے۔

بہ امر کسی تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ کہ اس خطرناک جنگ میں ہم بلاوجہ شریک یا داخل نہیں ہوئے ہیں۔ اور وہ عظیم الشان قربانیاں جو ہم نے اس جنگ میں کی ہیں۔ بیکار نہیں گئی ہیں۔ ہماری عرض صرف اپنے مقاصد کو حاصل کرنا اور اس گم شدہ دولت کو دوبارہ پانا ہے۔ جس کو ہم نے کھو دیا ہے۔ اور وہ مقصد یا دولت کیا ہے۔ کامل استقلال جس کو ہم نے اپنے قومی مشاف میں رکن اول قرار دیا ہے۔ اور نچہ عہد کیا ہے کہ اس سے ایک بال برابر کم پر راضی نہ ہوں گے۔ ہم نے کامل

استقلال کے حاصل کرنے پر اپنے قومی میثاق میں اپنے آباؤ اجداد کی
 بڑیوں کی قسم کھاتی ہے۔ اور سخت سے سخت حلف اٹھا کر قرار دیا ہے کہ
 جب تک ہمارے جسم میں آفریں سانس یا سر زمین و مین پر ہم میں سے ایک
 سسپاہی بھی رہے گا اس وقت تک ہم قومی میثاق کے خلاف کوئی مصالحت
 نہ کریں گے۔ بہر حال اس وقت تک صلح نامہ ممکن ہے۔ اور اس میں سکون
 کے علم کا لقب ہونا محال ہے۔ جب تک کہ ہمارے دشمن ہمارے
 "حقوق کامل" کا اعتراف نہ کریں۔ اور جب وہ ہمارے حقوق کا اعتراف
 کریں گے تو بلاشبہ وہ ہمارے سچے دوست ہو جائیں گے۔

انگلستان کو فرانس کا مشورہ

فرانس کے اخبارات نے ایک
 مضمون لکھتے ہوئے خواہش
 ظاہر کی ہے کہ یونان اور ترکی میں دوبارہ جنگ چھڑنے کو روکا جائے اس
 کے بعد اس نے ظاہر کیا ہے کہ ترکی کے صلح کے لئے جو شرائط مقرر کی گئی
 ہیں۔ ان کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اور ان کے قطع نظر کرنا چاہیے۔ کیوں کہ
 دول حلفاء کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جو شرائط انہوں نے قبل ازیں قرار
 دی تھیں وہ اب بھی ان پر قائم رہیں۔ اور اس لئے کہ وہ ترکی جو مسئلہ جو
 جرمنی کے ساتھ مل کر ہم سے جنگ آزما ہوا تھا۔ آج وہ اپنے قومی استقلال
 کی ممانعت کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں تشدد اور سختی کی پالیسی بھی کامیاب
 نہیں ہو سکتی۔ اور مشرقِ قریب میں سخت گیری کے اصول پر بھی امن و
 سکون قائم نہیں کیا جاسکتا۔ سڑ لائی جارہے روس میں بہت کچھ فوجی
 طاقت سے کام لیا۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھ لیا کہ فوجی طاقت سے
 کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ تو وہ سوویت روس سے گفتگو پر آمادہ
 ہو گئے۔ اور تجارتی معاہدہ کی طرح ذوالمدی۔ حالانکہ روس علی الاعلان
 دنیا میں بغاوت و شورش پھیلانے کا دعویٰ دیتا ہے۔ اور بین الاقوامی

دعا کہ وہ دنیا کے نظام کو تباہ کر دیتے کیلئے ساعی ہے حسبِ برطانیہ نے
روس جیسے ملک کے زیرِ سرِ تسلیم کے عید با رکھنا ہے۔ معاملہ کرنے میں تال
نہ کیا۔ تو پھر انگورہ گورنمنٹ سے گفنگو کو دئے ہوئے اسے کیوں تال ہے۔
انگورہ گورنمنٹ نہ دنیا میں شورش پھیلانے کی سعی ہے اور نہ حکمرانوں کے
نظام کی تبدیلی کی خواہشمند ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی اس نے کوئی ایسا
جرم نہیں کیا ہے۔ جو گفنگو میں بارج ہو سکے۔ بلکہ اس نے قبیلہ السداد
اقوام کی پرری حفاظت کی ہے۔ اور ان کے حقوق کا احترام کیا ہے۔

جلالتِ مآب سلطانِ اعظم کی رائے اختیارِ اقدام" لکھتا ہے کہ
فرل تو نیک باشا صدرِ اعظم نے فرل

ہیرنگٹن کو حضورِ سلطانِ میں پیش کیا۔ جنرل اپنی شکل و صورت سے بہت
بے غور نظر آتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا کہ گویا ان کو ان شدائد و مظالم سے
کوئی واسطہ ہی نہیں۔ اگر خدا کی رحمت شامل حال نہ ہوتی تو ان مظالم
نے تمام ان لوگوں کا خاتمہ کر دیا ہوتا جو ترکی کے روحِ رسواں ہیں۔ ہر حال
جنرل ہیرنگٹن کو شرفِ باریابی ملا۔ اور جنگِ یونان کے بارہ میں گفنگو شروع
ہوئی۔

• اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ یونانیوں نے عثمانیوں پر بے انتہا مظالم
کئے ہیں۔ اور اگر انگریزی گورنمنٹ ان کی مدد نہ کرتی تو یقیناً یونان کو کبھی
جرات نہ ہوتی۔ کہ وہ ترکی کے مقابلہ میں کھڑا ہو۔ اعلیٰ حضرت نے اس جملہ کو
کئی بار دہرایا اور اس کے بعد دیر تک دربار میں خاموشی رہی مگر گویا ایک
جانب سے غصہ کا سکوت اور ایک جانب سے ندرت کی خاموشی تھی
سلطانِ اعظم نے یہ بھی فرمایا کہ شاہی اقتدار صرف صوبوں پر ہوتا ہے۔
دلوں کا پھیرنا ان کے اختیار میں نہیں ہے۔ جب تک یہ جنگ قائم ہے۔
بھی کیوں کہ لوگوں کے احساس پر قابو پاسکتا ہوں۔ یہ بات بالکل

انگلستان کے اختیار میں ہے۔ تو وہ یونان کو ترکی سرزمین سے نکل جانے کے لئے کہے اس وقت اس کا جھنڈا بلند کیا جاسکتا ہے۔

جنرل نے کہا کہ انگلستان مصالحت کرانے کے لئے آمادہ ہے۔ اور وہ عثمانیوں کی رائے جاننا چاہتا ہے۔ اور چون کہ جلالت آف کا اثر سارے عالم اسلامی پر ہے اس لئے ہماری خواہش ہے کہ سلطان العظم بذات خاص خواہش اس صلح کا ایک اعلان فرمادیں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ قسطنطنیہ کی حکومت اس جنگ سے علیحدہ ہے۔ اور جنگ گمناہیوں اور یونانیوں کے درمیان ہے۔ جلالت آف نے فرمایا کہ ایک ناظرِ فدا صرف تو سچا کام دے سکتا ہے میں اپنے فرائض اور حب وطن کے لحاظ سے سمجھتا ہوں کہ میرا بھی یہ فرض ہے کہ ایک سمولی عثمانی سپاہی کی طرح یونانی دست دراز یوں کو ردوں تا وقتیکہ ترکی سرزمین کو خالی نہ کر دے۔

ہاں! ایک غیر جانب دار ہونے کی حیثیت سے میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ میں کبھی بھی مظلوم کو چھوڑ کر ظالم کی امانت نہیں کر دوں گا۔

یونانیوں کے مظالم انسانیت سے بہت دور ہیں۔ ان کے لئے اب ہمارے دلوں میں سربانی اور محبت کا کوئی ذرہ باقی نہیں رہا۔ ہمارے دیہاتوں اور آبادیوں پر یونانیوں نے جو مظالم توڑے ہیں تم ان سے خوب واقف ہو۔

اس موقع پر سلطان العظم نے فرط جوش سے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ یونانیوں کا نام بھی اب میرے کالوں تک آئے۔ اس جملہ پر گفتگو ختم ہو گئی۔

(۱) درودِ دنیا ل اور با سفورس ترکی
سیادت میں رہیں گے۔

ورڈانیال کے متعلق
حکومت انگورہ کی شرائط

دس تمام قوموں کے تہا زدوں کو ان

میں سے گزرنے کی اجازت ہوگی۔

۳۱) جن جہازوں پر پتھر اسود کے گرد کی ریاستوں کے علم ہوا ہے
ہیں ان سے کوئی محصول نہیں لیا جائے گا۔

۳۲) جہاز جب کہ آبازوں میں سے گزر رہے ہوں ہر قسم کے ضبط
نظام سے بری ہوں گے۔

۳۳) آبازوں کی حفاظت نہ کی سپاہ کرے گی۔

۳۴) انتظام بندرگاہ کی تعمیر اور جہاز رانی کے لئے ایک مخلوط کمیشن
قائم کیا جائے۔

۳۵) جہاز رانین بجز اسود کے گرد واقع ہیں اور دیگر دول غنمی اس
کمیشن میں اپنا ایک ایک نمائندہ بھیجے گی۔ اور نہی کے دو نمائندے ہوں
گے۔ نمائندے اور صدر تین سال کے لئے منتخب ہوں گے۔ اور پہلا
صدر عثمانی باشندہ ہوگا۔

۳۶) اس کمیشن کا خرچہ غیر معمولی جہازوں پر معمولی ٹیکس لگا کر پورا
کیا جائے گا۔

یہ ٹیکس صرف پانچ سال کے واسطے لگائے جائیں گے۔

۳۷) اثنائے جنگ میں آبازیں بین الاقوامی جہاز رانی کے لئے
حرب معمول کھلی رہیں گی۔ اور ان کی نگرانی اسی کمیشن کے سپرد رہے گی۔

۳۸) اگر نہی بھی جنگ میں شریک ہو تو بھی آبازیں کھلی رہیں گی۔ مگر
اس بات کی ضمانت طلب کی جائے گی۔ کہ آبازیں محفوظ رہیں گی۔

۳۹) معمولی اوقات میں جنگی جہاز آبازوں میں سے گزر سکتے ہیں۔
مگر بایں شرط کہ وہاں ۴۴ گھنٹے سے زیادہ قیام نہ کریں۔

۴۰) جنگی جہاز جو غیر ملکی دفتروں سے گزریں۔ وہ دفتروں کی مدد سے
قیام پذیر ہو سکتے ہیں۔

۴۱) اگر کوئی حکومت آبازوں پر حملہ کرے خواہ وہ کوئی بھی نہ

نہ یونیکشن کے اراکین فوراً اپنی اپنی حکومتوں کو کہیں گے۔ حملہ آور تمام نقصان جو اس کے حملہ سے ہوا ہے۔ پورا کرے گا۔

یونان میں خطرناک خانہ جنگی | انچسٹر گارڈین کا نامہ نگار ایٹھنر کے لکھتا ہے۔ کہ یونان کی تاریخ ایسے تکرار کے لئے بدنام ہے۔ موجودہ حالت اس حالت کے عین مشابہ ہے۔ پرتگلیز کے دوبارہ تخت نشین ہونے سے چند ماہ پیشتر تھی۔ لیکن اب موسیو گونارس دول متحدہ کا یہ تختوں میں غموم رہا ہے۔ اور ان کے دفاتر خارجہ کو اپنی امداد پر اگرا رہا ہے۔ اور حامیان وینزولوس اور امریکا خلیہ کی طرف سے بیے پر راہی کے خلاف چلا رہے ہیں۔

وینزولوس اور گونسرس کی رقابت | شاید اس سے پیشتر فرق بندی کبھی ایسی سخت نہیں ہوئی۔

اور نہ اتفاق کی کوشش اتنی ناکام رہی ہیں۔ دونوں جماعتیں موجودہ بد نظمی کی حالت کا الزام اپنی رقیب جماعت کے سر قودہتی ہیں۔ سرکاری اخبارات کے مقالات افتتاحیہ نگار اپنے مہمعصر حامیان وینزولوس پر خوب بے دے کرتے ہیں۔ اور خوب بانی پی پی کر کو ستے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات تو دھکیاں تک دیدیتے ہیں۔ ایک اخبار (اسپرن) حامیان وینزولوس کو ایشیائے کوچک میں یونان کی تباہ حالی کا الزام لگاتا ہے۔ بلکہ وہ یہاں تک بے لگامی کرتے ہیں کہ ان پرتگلیز میں ترک احرار کے ساتھ سازش کرنے کا الزام بھی لگاتا جو اخبار وینزولوس کے حامی ہیں وہ انتقام لینے میں کسی سے پیچھے نہیں مگر وہ اتنے شدید حملے نہیں کرتے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی رگیں بہت تن گئی ہیں۔ کثیر کا نفرت کی شکبت کے معنی یونان میں بے لئے جاتے ہیں۔ کہ فرانس۔ موسیو براؤن کی خلافت یونان کی پالیسی سے بھی زیادہ سخت پالیسی اختیار کر لی

البتہ انگلستان میں قرضہ حاصل کرنے کی اجازت کو خوش گوار نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ مگر اسے صرف اجازت ہی سمجھا جاتا ہے۔ اور بس! کیوں کہ انگریز سربراہ داران ضمانتوں کو کافی نہیں سمجھتے۔ جو یونان پیش کرتا ہے۔ حامیان دینروں کو پرکھ کر دیکھتا ہے کہ وہ انگلستان سے قرضہ نہ ملنے پر زور دے رہے ہیں۔ اب اگر اس پر کرپٹ کی حالت کو مستزاد کیا جائے۔ تو حکومت کی حالت کچھ قابل رشک نہیں رہتی۔ کانڈیا رھیمیو اور کاٹا کے علاقوں پر سرکاری فوج نے قبضہ کر رکھا ہے۔ مگر وہ اپنے مینوں سے باہر اپنے منہ نہیں دکھا سکتی۔ باقی جزیرہ بالکل آزاد ہے۔ بھرتی کا سوال تو بالکل خارج از بحث ہے۔

مزید برآں انگلستان نے یونان کے بارہ میں جو روش اختیار کر لی ہے۔ وہ بھی تشویش و ترو و پیدا کر رہی ہے۔ یونان میں انگلستان کو اور صرف انگلستان کو دوست خیال کیا جاتا ہے۔ مگر اناطولیہ کے مسئلہ کے بارہ میں انگریزی اخبارات نے حال ہی میں جو کچھ لکھا ہے اس نے یونان کی سٹی بھلا دی ہے۔۔۔۔۔ یونان میں ہر شخص کی آنکھیں آنے والے خطرہ کو دیکھ رہی ہیں۔ لیکن اگر سمرنا ان کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ تو وہ خطرہ عین سامنے آجائے گا۔ حامیان دینروں کو تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ گورنر نے ان شرائط کو قبول کر لیا ہے۔ جن میں سمرنا کا تھالیہ شامل ہے۔ لیکن ابھی پیش گوئی یہ کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔

اس اثنا میں موسیو گورنر دور دورے پھر رہا ہے۔ اور بالکل بے شائی نہیں کرتا۔ خود اس کی جماعت میں تشویش کے آثار پیدا ہو گئے ہیں۔ سیاسی انجمنوں کے ایک حاسب میں ایک قرارداد میں موسیو گورنر کے نام لکھا گیا ہے۔ کہ وہ اپنا نظام عمل بدلا کرے۔ اور دینر لیسپ کا کامل امتیال کرے۔ جو ملک کے لئے ایک حقیقی خطرہ ہے۔ یہ ظاہر نہیں کیا گیا۔

کہ ہر مقصد کن ذرائع سے حاصل کیا جائے۔ لیکن یہ نتیجہ نکالنا غیر معقول نہ ہو گا۔
 کرتے۔ دیکھو کہ کار فرمایا جائے گا۔ لیکن اس سے بھی بڑے بڑے سوالات
 ابھی تو درپیش ہیں۔ مگر یہ مسئلہ بھی ایسا ہے گونا گویوں "یونان صغیر" کی حکمت عملی
 اسے آسانی مل نہ سکے گی۔

حکومت کی کمزوری | یہ بات تو صاف ظاہر ہے کہ اس عامہ خطرہ میں ہے
 اور یہ حکومت اور جمہور کی کمزوری کا لازمی نتیجہ ہے۔

حال میں جب امیر البحر کنڈوریوٹس اور موسیو پاس پر دوسرا ہوں نے فائدہ
 چاہا۔ تو نہ کوئی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ نہ کوئی سرکاری بیان شائع ہوا۔

اس واقعہ سے ۱۹۲۲ء کا واقعہ یاد آتا ہے۔ جس میں موسیو ڈورگوس
 قتل ہوا تھا۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ اب کے امیر البحر کنڈوریوٹس اور موسیو
 پاس جانتے ہو گئے۔ اور صرف خفیف سے زخمی ہونے اور موسیو ڈورگوس مارا
 گیا۔ حملہ کی وجہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد کسی گرفتاری کا عمل میں نہ آنا
 اور نہ کوئی سرکاری بیان شائع ہونا یہ پختہ پختہ عام تشویش پیدا کر رہی ہیں۔ جس
 پر مستند احوال کے واقعات ہیں۔ مثلاً ایک شاہ پسند اخبار کے ایک مدیر نے اپنے
 دوستوں اور پولیس کی مدد سے ایک عامی دینزداس اخبار کے دفتر پر دھاوا
 کیا اور ان کاغذوں کو تباہ کرایا جو ابھی ٹاپ ہو رہے تھے۔ اس میں شک
 نہیں کہ اس کا مقصد خالص سیاسی نہیں تھا۔ کیوں کہ جن کاغذوں کو خراب
 کیا گیا۔ ان میں لائبریری میں جتنے داسے لوگوں کے نام تھے۔ جو عامی دینزداس
 اخبار اپنے رقیب سے پہلے شائع کرنے کا فخر حاصل کر سکتا تھا۔ مگر اس
 بات سے کہ مدیر ایک شاہ پسند اخبار جیسے پولیس نے ایسا کرنے سے نہیں
 روکا۔ اور بعد میں اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی۔ اس عامہ میں نقص کی
 کافی شہادت ہے۔ بد قسمتی سے اس ملک میں صحافت کی روایات عدد و
 بردار نہیں۔ اسی طرح سلاوینکائیں ایک عامی دینزداس کلب پر ایسا ہی حملہ

کر کے اسے برباد کر دیا گیا۔

یونان کی جہد وری زندگی میں اس وقت ایک ہستی موسیو سٹر گیا دس کی ہے۔ جس کی حیرت انگیز غیر جانب داری بڑا گہرا اثر ڈال رہی ہے۔ اس تفرقہ انگیز سر زمین میں اس کا کسی جماعت میں حصہ لینے سے انکار کر دینا اسید کی ایک شمع ہے۔ کاتبا میں جب وہ گیا تو لوگوں نے اس کا خیر مقدم بڑے جوش سے کیا۔ اور اسے یونان کی اسید و جہد بنایا۔ لیکن وہ ابھی تک سمرنا میں ہے۔ جہاں غالباً اس کی خدمات زیادہ مفید ہیں۔

ابھی یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صورت حالات کو نسا
یونان کی نازک حالت | سپرد اختیار کرے گی۔ ایک بات البتہ واضح

ہے۔ اگر موجودہ جماعت بندی فوراً نہ دور ہوئی تو ایک سیاسی بحران کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ جس میں قتل و غارتگری ہوگی اور انجام کار یونان میں اس قدر تفرقہ اور فرقہ بندی ہو جائے گی اس کی حالت یا اس انگیز ہو جائے گی۔ آئندہ کانفرنسوں کا نتیجہ خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ یونان کو ان سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ وہ ایساے کو چاک میں اپنے مقبوضہ علاقہ کو کسی حد تک بحال کرنے کو تیار ہی۔ لیکن اگر مفرس میں سے چپ بھر بھی زمین واپس لی گئی تو یونان کی حالت سخت خطرناک ہو جائے گی۔ یونان کو بخوبی معلوم ہے کہ بلغاریہ بھی حالت میں ہے۔ اور کسی کانفرنس سے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن یونان کے ہاتھ سے کوئی علاقہ لے کر اسے بلغاریوں کو دیدینا سخت ترس بلقانی جوش رقابت پیدا کر دے گا۔

پیرس میں صلح کی کانفرنس
 جب ستمبر ۱۹۲۱ء میں یونان کی فوجیں مغلوب و منہزم ہو کر
 پیچھے ہٹ گئیں تو عام خیال تھا کہ اب دول متحدہ بیچ بچاؤ کی کوشش کریں گی۔
 اور ترکی و یونان میں منارب شرائط پر صلح کرادیں گی۔ لیکن کمال ۶ ماہ تک کچھ

بھی نہ ہوا۔ اور ساتویں مہینے لارڈ کرزن وزیر خارجہ برطانیہ مشرقی معاملات کے تصفیہ کی عرض سے پیرس روٹن افرور ہوئے جہاں انہوں نے ایک کانفرنس منعقد کی اور ۲۲ مارچ کو اس کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔

اطالوی وزیر خارجہ کا خیال اٹلی کے وزیر خارجہ نے مشرق قریبا اٹلی کانفرنس کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا

کہ اس میں ترکوں کو ان کے کسی علاقے سے محروم کر دینے کی کوئی تجویز نہ ہوگی۔ بلکہ اگر ہو سکا تو کوشش کی جائے گی کہ ترکوں کو اقتصادی ترقی کرنے کا موقع دیا جائے۔ ترکی کو ذمہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ اور اسے پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے تمام مطالبات مناسب ہیں۔ کانفرنس میں ترکی کی آزادی تسلیم کی جانی چاہیے۔ اتحادی تمام مسائل کا حل کریں گے۔ اور اس میں ترکوں یا یونانیوں کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے گا۔ صرف یہ خیال رہے گا کہ فرمی امن قائم کرنے کے لئے کونسا ذریعہ مفید ہے۔

التوائے جنگ کی تحریک لندن ۲۲ مارچ پیرس کے ایک تار میں مرقوم ہے کہ دول متحدہ کے دوازہ

ایک خاص جلسہ کے قسطنطنیہ ایجنس اور انجور کو ایک متفقہ پیغام اس مضمون کا روانہ کیا ہے کہ تین ماہ کے لئے ایشیائے کوچک میں جنگ و جدال ملتوی کر کے ایک غیر جانبدارانہ علاقہ دس کلومیٹر تک چھوڑ دیا جائے۔ جو دول متحدہ کے کشمیران کی نگرانی میں رہے گا۔

فرانسیسی گورنمنٹ نے اب اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ تمام بین الاقوامی معاملات میں اپنی پارلیمنٹ کے تابع رہے گی۔ اور فرانسیسی نمائندے کوئی ایسی بات نہ کہیں گے۔ جو پارلیمنٹ کی رائے کے خلاف ہو۔ فرانس کو اس معاملہ میں اپنی پالیسی کی دوبارہ وضاحت کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ سر لائیہ جارج نے فرانسیسی صدر اعظم ایم

پوشکار سے کہا تھا کہ وہ جیو اجا کر وہاں فرانس کے قائم مقام کی حیثیت میں عہدہ برائے عہد کریں۔

پیرس ۳۰ مارچ۔ ترکوں اور یونانیوں کے عارضی صلح کی شرائط التوائے جنگ کے لئے اتحادیوں نے یہ شرط تجویز کی ہے کہ سہ ماہ کے بعد وہ پھر تازہ کی جاسکتی ہے۔ جب تک کہ صلیب سہ ماہ دستخط نہ ہو جائیں۔ اتحادیوں کے اپنی کشتیوں نے جو قسطنطنیہ میں پیش کش کی ہے اس پر ترکوں سے اس معاملہ میں جلدی جواب حاصل کریں۔

پیرس ۳۰ مارچ ترکوں اور یونانیوں کے التوائے جنگ کی شرائط لاہور کی تجویز کردہ ہیں۔ اگر یونانیوں نے اور ترکوں نے ان کو منظور کر لیا۔ تو یونانیوں اور ترک کمانڈروں اور اتحادی افسروں کی ایک کمیٹی قسطنطنیہ میں بیٹھے گی۔ جو یونانیوں سے ایشیائے کوچک کو خالی کرانے کی شرائط طے کرے گی۔ اور اس میں سہ ماہ کا عرصہ صرف ہو گا۔ اور ترکوں کو سمرنا میں حکومت قائم کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ لیکن سمرنا کے گورنر کا تقرر اتحادیوں یا قوموں کی لیگ کی منظوری سے ہوا کرے گا۔

لندن ۲۴ مارچ۔ دول متحدہ کے سفرائے یونانی گورنر ٹرک کو اتحادیوں کا وہ مراسلہ دیا گیا جس میں یہ تخریب کی گئی ہے۔ کہ ایشیائے کوچک میں جنگ ملتوی کی جائے۔ اس کے بعد ہی یونانی وزارت کا ایک حلیہ ہوا۔ جس میں اس مراسلہ پر غور کیا گیا۔ اس مراسلہ کا یونان پر عقول اثر پڑا ہے بعد کے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ یونانی گورنر ٹرک نے ایشیائے کوچک کو خالی کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ ایک اتحادی مشین ترکی اور یونانی فوجوں کے ساتھ رہے گا۔ تاکہ التوائے جنگ کی حالت میں صوفیوں کے درمیان کوئی جنگ نہ جھل نہ ہو سکے۔ جن ہندو گاہوں سے یونانی فوجیں واپس جائیں گی وہاں دول متحدہ کی فوجیں اور جنگی جہازیں

وامان قائم رکھیں گے۔ دول متحدہ کے ہائی کمنڈر ان مقیم قسطنطنیہ نے وہاں انگور گورنمنٹ کے قائم مقام کو دول متحدہ کا مراسلہ حوالہ کیا۔ اور اس کی ایک نقل باب عالی کو بھی حوالہ کی گئی ہے۔ اس مراسلہ میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے۔ کہ تین ماہ کے لئے ترکوں اور یونانیوں کے درمیان التوائے جنگ ہو جائے۔ اور اس عرصہ میں یونانی سپاہ ایشیائے کوچک کو خالی کر دے۔ اس مراسلہ پر انٹورہ گورنمنٹ کے وزیر کی ایک کونسل میں غور کیا گیا۔ اور بعد کو یہ طے پایا۔ کہ میدان جنگ میں فوجی کمانڈران سے اس کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ فوجی کمانڈروں نے اس تجویز کی مخالفت کی ہے۔

پیرس ۲۶۔ مارچ۔ ایک نیم سرکاری بیان جو فرانس میں شائع ہوا منظر ہے۔ کہ مشرق قریبہ کی کانفرنس نے آجناؤں کی آزاد سی کے متعلق فیصلہ کر دیا ہے۔ ساحل اناطولیہ عزیز جانبدار قرار دیا جائے گا۔ لیکن وہ آجناؤں کی محافظ کیسی کی زیر نگرانی نہ رہے گا۔ اور جزیرہ نما گیلی پولی یونان کو دیا جائے گا۔

پیرس ۲۷۔ مارچ۔ ایک سرکاری اطلاع مادی ہے۔ کہ مشرق قریبہ کی کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ قسطنطنیہ اور مشرقی مغربی کا باقاعدہ سلطان ترکی کے زیر حکومت رہے گا۔ اور جو علاقے آجناؤں کے ساحلوں پر آباد ہیں وہاں سے فوجین ہٹائی جائیں گی۔ خواہ وہ ترکی کو دے جائیں یا یونان کو اور ایک بین الاقوامی کمیٹی آجناؤں کا انتظام کرے گی۔ ترکی کے تاجران کی رقم مقرر کی جائے گی۔ اور کسی قسم کی مالی نگرانی قائم نہیں ہوگی۔ کمیٹی چلین کا طریق عارضی طور پر قائم کیا جائے گا۔ اناطولیہ میں بحر روم سے بحر اسود تک ترکی کی حکومت رہے گی۔ اور آئندہ سے فقہانہ اور ایران کی حدود سے گزرنے والے بحیرہ رومین تک یہ تمام فیصلہ اس امر پر مشروط ہیں۔ کہ ایشیائے کوچک کو پرامن طور پر خالی

کرایا جائے جس کے لئے انوائے جنگ کی تجویز پیش کی گئی ہے۔

سرکاری اطلاع میں اس امر کو واضح ترکیا
ٹرکی کی قومی طاقت عیاں ہے۔ کہ اتحادی چاہتے ہیں۔ کہ ترکی

کی قومی طاقت از سر نو بحال ہو۔ اور اس کی جداگانہ قومی ہستی ہو۔ اور
 اس کا دار الحکومت اس کے قبضہ میں ہو۔ اتحادی یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ

مسلمانوں کو یقین دلائیں کہ سلطان کا دنیوی اور دینی اقتدار بحال رہے
 گا۔ بخلاف اس کے اتحادی یونانی قوم کو کچھ مواخذہ دینا چاہتے ہیں۔ ان

قربانیوں کے صلہ میں انہوں نے بدوران جنگ اتحادیوں کے لئے کی
 تحقیق ہے۔ اور اس خیال سے کہ آئندہ دونوں قوموں کے امین باہدگر

اعمال دہیدا ہو جائے گا۔ قلیل التعداد قوموں کی حفاظت کے لئے جو ایشیا
 یا یورپ میں خواہ عیسائی ہیں۔ یا مسلمان تدارک عمل میں لائیں گی۔

اتحادیوں کی سجاوید ۲۷ مارچ۔ مشرق قریب کی کانفرنس کے
 اتحادیوں کی سجاوید متعلق ایک اطلاع بدین مضمون شائع ہوئی ہے

کہ اتحادی وزیر خارجہ کچھ تمام سجاوید ترکوں اور یونانیوں کے پاس بھیج کر
 ان کے درخاست کی گئی ہے۔ کہ تین مہینہ کے اندر اپنے نمائندے

بھیج دیں۔ اتحادیوں کے بانی کسٹرمقیمیہ قسطنطنیہ فریقین کے نمائندوں
 کو مدد دیں گے۔ فرانس کا ایک نیم سرکاری بیان اس امر پر زور دیتا ہے

کہ کوئی تادان عائد نہیں کیا جائے گا۔ اور گیلی پولی یونانیوں کو اس وجہ
 سے دیا جاتا ہے۔ کہ وہاں کی آبادی زیادہ تر یونانی ہے۔ اور اتحادیوں

کے ہیئت سے سپاہی وہاں کام آئے ہیں۔ اس لئے وہ ترکی کو
 واپس کر کے خطرہ میں پڑنا نہیں چاہتے۔ جزیرہ منا پر اتحادی نہیں

توڑنے کا انتظام کرنے کے لئے ایک خاص نظام حکومت کچھ پڑ گیا
 ہے۔ اور ویسا ہی انتظام ایڈریا فوکل میں ہو گا۔ جو یونانیوں کو دیا

گیا ہے۔ لیکن ولایت سمرنا ترکوں کے ہوالہ کی جائے گی۔

لنڈن ۲۷ مارچ۔ پیرس کانفرنس کے متعلق جو اطلاع شائع ہوئی ہے۔ وہ منظر ہے کہ آبنائوں کی بین الاقوامی کمیشن کا پینڈنٹ کوئی ترک ہو گا۔ آبنائوں کے ایشیائی ساحلی علاقے سے فوجیں ہٹائی جائیں گی۔ اور بحر ماہورہ کے جنوبی ساحلوں کے متعلق بحریہ جزیرہ عمانا ترکی کے اور کہیں سے فوجیں نہیں ہٹائی جائیں گی۔ بحر ماہورہ کے تمام جزائر اور جزائر الیمینس امبروس۔ بیٹنڈاس سموتھریس۔ خالین سے فوجیں ہٹائی جائیں گی۔ یونانی مشرقی تھریس پر قابض رہیں گے۔ جہاں بعض مقامات پر یونانی آبادی زیادہ ہے۔ اور اتحادی یہ ذمہ داری نہیں لے سکتے کہ یونان سے اناطولیہ اور مشرقی تھریس دروازوں کو خالی کرادیں۔ جو سرحد بھینز کی گنجی ہے اس کی وجہ سے یونانی قسطنطنیہ پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ اور نہ ترک یونانیوں پر حملہ آور ہو سکیں گے۔ علیحدہ کی تصدیق ہوئے کے بعد اتحادی فوجیں قسطنطنیہ سے ہٹائی جائیں گی۔ اور ترکی کو اس سے زیادہ فوج سے شہر کی حفاظت کے لئے رکھنے کی اجازت دیکرائے گی۔ جو معاہدہ سیدوس میں تجویز کی گئی تھی۔ اور حیدر افواج کا انتظام کرنے کے لئے اتحادی یوہین امرڈوں کی خدمات گورنمنٹ ترکی کے سپرد کرے گا آمادہ ہیں۔

قسطنطنیہ ۲۷ مارچ۔ اتحادیوں کی تجویز

باب عالی کا جواب

سنگامی صبح کے جواب میں باب عالی نے جتایا ہے۔ کہ چون کہ یہ سوال صرف اس سے متعلق نہیں۔ اس لئے اس نے اتحادی یادداشت کی ایک نقل حکومت انگورہ کے پاس بھیج دی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اتحادیوں کی خواہش کا بھی اظہار کر دیا ہے۔ باب عالی نے یہ بھی جتایا ہے۔ کہ اتحادیوں کی یادداشتیں تھریس اور ایڈریانوپل کے تعلقہ کا کوئی ذکر نہیں۔

پیرس ۲۷ مارچ۔ مغربی تقریب کے حقوق کے تحفظ کی کمیٹی کی طرف سے طرفتہ کی سرکردگی میں ایک دفعہ یہاں پہنچا ہے۔ اور اس نے مشرق قریب کی کانفرنس میں ایک یادداشت پیش کی ہے۔

پیرس ۲۸ مارچ۔ مشرق قریب کی کانفرنس گیلی پولی کا مستقبل | نے جو کچھ فیصلے کئے ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے کہ درویشیال کا ایشیائی ساحل ترکی کے حوالے کیا جائے گا۔ اور

اس کے بہت بڑے علاقے سے فوجیں ہٹا لی جائیں گی۔ اور ایسا ہی گیلی پولی میں ہو گا۔ جہاں اتحادیوں کی فوجیں قابض رہیں گی۔ تاکہ آبائے کے دہانے کی حفاظت ہو سکے۔ اتحادیوں کے فوجی ماہروں نے سفارش کی ہے کہ یورپ کی ایک سرحد قائم کی جائے۔ روڈوسٹو ترکی کو دیا جائے اور برائے اور کرتھ کلیسا یونان کو۔ ویزا غار جہ صلیب نامہ کے تین ماہ بعد قسطنطنیہ میں ایک کمیٹی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں برطانیہ۔ فرانس۔ آسٹری۔ جاپان۔ ترکی کے نمائندے شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی کہیں چوریشن کے مالی معاملات پر نظر ثانی کرے گی۔

یہ جو کہا گیا ہے کہ مشرق قریب کی کانفرنس کے فیصلے قطعی نہیں ہیں۔ اور انہیں کئی پیشی ممکن ہے۔ اس پر لندن کے سرکاری حلقوں میں اندس کیا گیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ فیصلے نہایت وسیع بننا چاہیے۔ جو بڑے ہیں۔ جس پر اتحادی صلح ہو جانے کی امید رکھتے ہیں۔ اور یہ اتحادیوں کے قطعی نتیجے ہیں۔

لندن ۳۰ مارچ۔ لارڈ کرزن نے دارالامرا | لارڈ کرزن کی رپورٹ میں بیان کیا کہ پیرس میں جو کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں تمام قراردادیں با اتفاق رائے طے ہوئیں۔ انہوں نے بتایا۔ کہ عارضی صلح منظور ہو گئی۔ تو ایشیائے کوچک کو یونانی فوج سے اٹا دیوں

کی زیر نگرانی خالی کر دیا جائے گا۔ اور جس جس علاقہ کو یونانی خالی کرتے جائیں
 گئے۔ فوراً ہی وہاں ترکی کی سول حکومت قائم ہوتی جائے گی۔ اتحادی
 طاقتیں عیسائی آبادیوں کے مفاد کی حفاظت کریں گی۔ ورنہ یہ لوگ ان طاقتوں
 کے خالی ہونے ہی بھاگ بھگتے پر مائل ہوں گے۔ یہ علاقے چھ ماہ کے
 عرصہ میں خالی ہوں گے۔ اور اگر صنعتی مہ کی تقدیر کے بعد ترکی قوموں
 کی تقدیر کے بعد ترکی قوموں کی لیگ کا ممبر بن گیا۔ تو لیگ پر پورے اور
 ایٹلیا میں خاص کشن نگرانی کے لئے مقرر کرے گی۔ مقرر کے خالی
 کئے جانے کی بابت کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ یونانیوں سے یہ کہنا
 مناسب یا قابل عمل نہیں ہے۔ کہ مشرقی تھریس کو خالی کر دیں۔ کیوں کہ
 وہاں وہ زیر دست فوجی طاقت سے قائلین ہیں۔ علاوہ ازیں یونانی
 فوجیں ہٹنے سے انکار کر دیں گی۔ اور میرے خیال میں کوئی طاقت
 نہیں ہے۔ جو ان کو وہاں سے نکال سکے۔ بخلاف اس کے کالفرنس
 ترکوں کی اس دلیل کو بھی تسلیم کرتی ہے۔ کہ اگر قسطنطنیہ ان کے حوالے کیا
 گیا۔ تو ان کو فوجی جھڑپوں کے خطرے سے آزاد رہنا چاہیے۔ پس مقرر کے
 حصے کرنا ہی اس کا بہترین حل ہے۔ کالفرنس نے تسلیم نہیں کیا۔ کہ انڈر
 سے جبری بھرتی کر کے کا حق صرف ترکوں ہی کو حاصل ہوگا۔ ترکی کو اپنے
 حاصل پر مقبول اختیار دیا جائے گا۔ بشرطیکہ وہ زائد قبل از جنگ کے
 قرضوں کو تسلیم کرے۔ کسٹمر ہر سال فوس کی لیگ کے سامنے اپنی رپورٹ
 پیش کیا کریں گے۔ آرمینیا کی بابت لاہ ذکر زن نے کہا کہ ارسنی لوگ یا تو
 شمال مشرق ترکی میں یا سلطانیہ کے کسی حصے میں سیاسی آزادی حاصل
 کریں گے۔ اور سمرنا میں جو یونانی اکثریت میں گئے ان کے متعلق
 خاص طاقت حاصل کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اور کہا کہ آبنائوں
 کے بند کئے جانے پر طاقتیں بھی رضامند نہ ہوں گی۔ اور بین الاقوامی

نہیں سمجھی جائیں گی۔ صلحنامہ پر دستخط ہونے ہی قسطنطنیہ خالی کر دیا جائے گا اور سلطان ترکی وہاں کافی فوج کے ساتھ رہیں گے۔

قسطنطنیہ ۳۰ اپریل۔ پھریس کی ترکی آبادی کی ایک نمائندہ کمیٹی نے قسطنطنیہ کے

اتحادی کشنریں کو اطلاع دی ہے کہ انہیں ایڈمیانوپل یونان کو دے جانے کے خلاف سخت اعتراض ہے۔ آمد وہ اگادیلوں کی اس کارروائی کے خلاف مدائے احتجاج بلند کرتی ہے۔ کیوں کہ اس کی اس کارروائی کا مطلب یہ

سمجھا جائے گا کہ گویا وہ ترکوں کے ایک کثیر حصہ آبادی کو یونان کے زیر اقتدار رکھنا چاہئے۔ پھریس کی مسلم آبادی کے ایک حصہ کثرت نے جو یونانی مظالم کی درست بردہ بچنے کے لئے بھاگ کر قسطنطنیہ میں آکر مقیم ہو گیا۔

حقاً۔ یوسف کمال کی خدمت میں حاضر ہو کر جب کہ وہ پیرس کا فرانس کی شرکت کے لئے وہاں سے ہو کر گذرے۔ ایک عرضداشت اس مطلب کی پیش کی کہ وہ ہرگز ہرگز اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ پھریس یونان کو دیدیا جائے۔ اور اگر ایسا ہو گیا۔ تو اس کا یہ مطلب سمجھا جائے

گا کہ وہاں کی مسلم آبادی کو ان کے آباء و اجداد کے وطن سے جدا کیا جا رہا ہے۔ ان عزیز الوطن مسلمانوں نے بیان کیا کہ ہم کئی سو سال سے پھریس میں رہتے چلے آئے ہیں۔ پھریس میں مسلمان آبادی

کا عنصر بہت زیادہ ہے۔ اور اس میں مشہور و معروف اسلامی شہر ایڈریانوپل بھی واقع ہے۔ موریادورکریٹ اور مقدالی میں وہاں کی مسلم آبادی پر یونان نے جو مظالم و شدائد کئے ہیں۔ ان کو دیکھ کر

پھریس کی مسلم آبادی اپنے اندر پر بھی ایسے ہی ظلم کیا جانا برداشت نہیں کر سکتی۔ انہوں نے یوسف کمال پاشا کو بتلایا کہ وہ جا کر اتحادیوں کو کہہ دیں کہ پھریس میں یونانی مظالم کمبوجوگی میں بھی تمام مشرقی اور مغربی

نفرس ترکی حکومت کے دنا دار رہے ہیں۔ ان کی حقیقی حکومت ترکی کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

تخلیہ ایشیائے کوچک | لندن - ۵ اپریل۔ قسطنطنیہ کا ایک برقی پیام منظر ہے۔ کہ با اثر ترکی حلقوں میں بیان

کیا جاتا ہے۔ کہ اناطولیہ کی آبادی جنگ سے باطل تنگ آگئی ہے۔ اسے اب ناکہ فتح کرنے کا خیال دامن گیر نہیں۔ اور اگر اناطولیہ کی سیادت کو قائم رکھا گیا۔ تو وہ حکومت انگورہ کو اس بات پر مجبور کر دے گی کہ وہ اتحادیوں کی مجوزہ شرائط کو مسترد نہ کرے۔ حکومت انگورہ نے بھی اس خیال کی تائید کرتے ہوئے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ اگر ایشیائے کوچک کا تخلیہ تین ماہ کے اندر ممکن نہ ہو سکے تو وہ دن کے اندر اندر کم از کم اس کا ضروری حصہ ضرور بالحدود خالی ہو جائے۔ حکومت انگورہ کے جواب میں یہ بھی مرقوم ہے کہ ایشیائے کوچک کے تخلیہ کے ضمن میں اتحادیوں کی نگرانی پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا ہے اس جواب میں یہ بھی لکھا ہے کہ یونان کے تخلیہ ایشیائے کوچک کے بعد ۲۸ لاکھ کے اندر اندر ترکی اس پر قابض ہو جائے گا۔ اتحادی ہائی کمشنروں نے باب عالی اور حکومت انگورہ کو پیرس کانفرنس کی مجوزہ شرائط رد کر تے ہوئے ۸ اپریل کا دن مقرر کر دیا ہے کہ اس دن وہ اپنے اپنے نمائندوں کی وساطت سے شرائط مجوزہ کے متعلق اپنا قطعی فیصلہ دیں۔

قسطنطنیہ - ۶ اپریل۔ حکومت انگورہ نے اتحادیوں کی پیش کردہ شرائط کو اس شرط پر منظور کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ کہ سمنا کو چار ماہ کے اندر خالی کر دیا جائے اور تخلیہ لازمی شروع کر دیا جائے۔ اگر تخلیہ کے متعلق حکومت مذکور کی یہ شرط منظور کر لی گئی تو اس کی طرف سے نمائندے کانفرنس میں صلح کے سوال پر غور کرنے کے لئے مقررہ مقام پر آکر بحث کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

قسط نظیہ وانگورہ کی رائے

قسط نظیہ ۶- اپریل - پیرس کانفرنس میں شرکت

کرنے کے بعد قسط نظیہ کو واپسی کے موقع پر

عمالت کے دوران میں عزت پاشا (باب عالی کے نمائندے) سے بیان کیا کہ اتحادیوں نے ترکی پر نان عہد نامہ کی شرائط مرتب کر کے ایک قدم آگے بڑھایا ہے۔ اور کانفرنس مذکورہ کی مجوزہ شرائط صلح سے ترکوں کے تمام مطالبات پورے ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ یوگوسلاف کمال ہے گے انگورہ پہنچنے پر انگورہ کی مجلس ملیہ کا ایک خفیہ اجلاس منعقد ہوا۔

انگورہ کے اخبارات مجوزہ شرائط صلح کو بظراستحسان نہیں دیکھتے۔ اور دوسری طرف انگورہ میں جلے منعقد کئے جا رہے ہیں۔ جن میں ان شرائط کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی جا رہی ہے۔ کیونکہ یہ شرائط قومی نظام کی شرائط کے بالکل خلاف ہیں۔



جنگ پھر شروع ہو گئی

ترکوں کی زبردست جارحانہ کارروائی
 ترکان اوار کو یقین ہو گیا تھا کہ جب تاہم یونانی زور
 شمیر سرزمین اناطولیہ کے سمندر میں نہ دھکیل دے
 جائیں گے۔ دول یورپ ہمارے منشا دہنا کے
 مطابق ہرگز صلہ پر آمادہ نہ ہو سکیں گی۔ اس لئے انہوں نے کئی مہینے کی تباہی
 کے بعد یونان کے خلافت ۲۴۔ اگست ۱۹۲۲ء کو زبردست جارحانہ کارروائی
 شروع کر دی۔ جس کی مفصل کیفیت برقی تاروں اور عربی اور انگریزی اخباروں
 سے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

اختیار ذیل پیل لا کانہہ نگار متعینہ نسطینہ قیطر از ہے۔ کہ اس حیرری
 ضرب کی خبریں جو غازی مصطفیٰ کمال ہاشمی نے میدان اناطولیہ میں ۲۴۔ اگست
 کی شمع کو افواج یونانی کے قلب پر لگائی تھی۔ بندرتج نسطینہ موصول ہو رہی ہیں
 اور جو ٹھنڈے گزرتا ہے وہ شکست یونان کی داستان میں مزید باب کا اضافہ کر دیتا

ایفون قرہ حصار جو افواج یونان کا زبردست ریلو سے مرکز تھا۔ سحر
 ہو گیا۔ اور اس طرح ترکان احمد نے غنیم کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔ فاتح
 افواج کے پیغامبر جو آستانہ علیہ میں وارد ہوئے ہیں۔ اس زبردست سحر کہ
 کا بنایت دھسب قصہ سناتے ہیں مدوہقت سے زیادہ بدت گزری کہ غازی
 مصطفیٰ کمال ہاشمی نے پیل فوج کی دس چیدہ پلیٹیں جن میں فی پلیٹ ۶ ہزار
 جتنا زقیقہ اپنے سوچوں کے عقب میں صف بستہ کیں۔ پیش کر آ رات
 کے وقت نقل و حرکت کرتا تھا۔ اور دن کو جنگلات میں ٹھہر جاتا تھا۔ اور اس
 طرح غنیم کے آلات پرواز کو اس کا کچھ علم نہ ہوئے ہانا تھا۔ ترکی فوجوں کو خود

معلوم نہیں تھا کہ ان کی منزل مقصود کیا ہے۔ سپاہیوں سپاہیوں کو خبر نہ تھی کہ انہیں محاذِ حرب کے کون سے حصے میں جانا ہے۔ یہاں تک کہ ۲۵ اگست کی شام ہو گئی۔ تب انہوں کو بتایا گیا۔ انکوہ کے جرنل سٹان نے یہ علم نہایت رازدار سی اور غایت قیامت سے کیا تھا۔ جب دن چھپا تو سپاہیوں کے دستے خاص مقامات پر تعین کر دیے گئے۔ قریباً ۱۰ میل تک ترکی فوج اور جنگی سامان و سامان کا پھیلاؤ تھا۔ رات کے دس بجے تک میدان جنگ کی اگلی صف میں چھپ کر حفاظت اور احتیاط کے ساتھ قیام کر دیا گیا۔ یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا تھا کہ یہ یونان فوجیں جہاں سرگرمی کا اظہار کر رہی تھیں۔ کیونکہ انہیں ترکی فوجی اجتماع کی خبری نہ تھی۔

یہی افسانہ ہے۔ جس کی کہانی یہ ہے۔
 صبح کے تین بجے نام محاذ پر ترکی فوجوں نے گرجا شروع کر دیا۔ اور ہر
 توپ خانہ باری باری ٹپٹا ہوا ہوا کر کے نکلا۔ یونانی توپ خانہ نے بھی جواب دینے
 میں تامل نہیں کیا۔ مگر وہ ترکی توپوں کے چوتھے و خدوش اندھنی کا مقابلہ نہ
 کر سکا۔ پہلے پانچ منٹ ہی میں ترکوں نے ان کی بہت سی توپیں بیکار کر دی
 تھیں۔ طلوع آفتاب سے کچھ قبل توپ خانہ پوری قوت سے کام کرنے لگا اور
 یونانی مورچوں اور خندقوں پر پھٹنے والے بڑے بڑے گولوں کا سینہ برس گیا
 یہ سلسلہ آدھ گھنٹے تک ہوا بر جاری رہا۔ اندھاس کے بعد ترکی فوج کو آگے بڑھنے
 کا حکم دیا گیا۔ اس میں شک نہیں کہیں کہیں ترکی شکر کی مزاحمت بھی ہوئی مگر جلد اٹھانے
 سے اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ سافیت یا شاہانے جو اس محاذ پر ترکی فوج کے
 کمان افرستے تھے۔ ابھی طرح دیکھ لیا تھا۔ کہ ان کی فوجیں دن کے بجائے تک یونانی
 مورچوں میں داخل نہ کریں۔ اب ترکی سواروں سے کام لیا گیا۔ جو حملہ آور فوج کے
 عقب سے چڑھ کاٹ کر دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ دوپہر تک یونانی صفوں میں رخنے
 ڈال دئے گئے۔ اور یونانی فوجیں تیزی سے پسپا ہونے لگیں۔ کہا جاتا ہے کہ
 یونانی سپہ سالار کو ترکا ترکا روکا رہا خدشہ تھا۔ اور جب وہ قتل ہوا۔

چکا تھا یونانیوں کو ایک گھنٹہ بھی نہ ٹھہرنے دیا گیا۔ ترکی فوجوں نے جن کے حوصلے تازہ فوج سے بہت بڑھ گئے تھے۔ یونانیوں کو ان کے خاص مورچوں سے بھی نکال باہر کیا۔ اور وہ کھلے میدان میں بھاگ دئے گئے۔ مختصر یہ ہے کہ آغا محمد سے چڑبیس گھنٹے کے اندر اندر ترکوں نے یونانیوں سے ایفون قرہ حصار جیسا مستحکم اور قوی مقام خالی کرالیا۔ یونانی نام سازو سامان چھوڑ کر بھاگ گئے اور شمالی فوج کو اس کی قسمت پر جھوٹا دیا وہ اسکی شہر کی طرف بھاگتے ہوئے تھے۔ اب ریلوے سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ سمرنا اور اسکی شہر کے درمیان آمد و رفت بند ہے۔

جنرل نور الدین پاشا
کی نصرت

جہاز کہتے ہیں اس لئے ہم اس کو جلد مل جائے نہ پہنچ سکے۔ یونانیوں نے ایفون قرہ حصار کی زبردست فوج بندی کر رکھی تھی۔ ہم نے ۲۵-۲۶۔ اگست کی درمیانی رات کو ایفون قرہ حصار کے جنوبی حصہ پر اچانک حملہ کیا۔ ۲۶۔ اگست کو دوپہر تک ہم نے دشمن کے نصف سے زیادہ مورچے چھین لیے۔ ۲۷۔ اگست کی صبح تک جنگ جاری رہی اس روز یونانی فوجیں کامل شکست کھا کر بھاگ گئیں ہم نے ایفون قرہ حصار پر قبضہ کر لیا۔ اور یونانی فوجوں کو گھیر لیا۔ اور ان کے سپاہیوں کو پھیل کر اس کے علم کے گرد گھمرا کر لیا۔ جنرل ڈینس اور جنرل ڈیپارس بھی اسیر کر لئے گئے۔ یونانی فوج کے پیچھے دو ایسے مقامات تھے۔ جہاں مقابلہ کی امید کی جاسکتی تھی۔ لیکن میں نے ان پر یونانی فوجوں کے پہنچنے سے پہلے ہی قبضہ کر لیا تھا۔ دو اور یونانی ڈویژن بھی منہم ہو گئے۔ اس کے بعد سمرنا کا راستہ صاف ہو گیا۔ ہم نے پہلے ہی پہنچنے میں یونانیوں کے ۹ ڈویژن تباہ کر دیے۔ اور ان کا سامان رسد اور ۳ توپیں ہمارے ہاتھ آئیں۔ ایک لاکھ ۲۰ ہزار یونانی فوج میں سے ۱۰۰ ہزار سپاہی باقی رہ گئے ہیں۔ جو سمندر کی راہ سے بھاگنے کی کوشش

کر رہے ہیں۔ میں نے رسالہ فرج کا ایک دستہ اس کے تعاقب کے لئے روانہ کیا ہے۔ ہماری پیش قدمی کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ سامان رسد پہنچانے والے بہت دیر پہنچے رہ جاتے تھے۔ لہذا سپاہیوں کو کافی روپہ دیا گیا تھا کہ وہ دیہات سے اشیائے خورد و پی خرید سکیں۔ ہمارا نقصان بہت کم ہوا۔ ہمیں کسی پٹن کو دوبارہ مرثب نہیں کرنا پڑا اور نہ ہم اپنی محفوظ فرج میدان میں لائے۔ یونانیوں نے سپہانی کے وقت بہت سے ترکمان قتل کر دیے۔

جنگ کے متعلق برقی تار
پیر ۳۱۔ اگست ۱۹۲۲ء۔ انگورہ سے

میں ظاہر کیا گیا ہے کہ ترکمان احوال ہر جانب ترقی کر رہے ہیں۔ اور یونانی کمیونٹار میں سامان حرب اور قبضہ چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ ایک غیر مصدقہ اطلاع ہے کہ ترکمان احوال نے اسکی شہر پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ ایجنٹ کے ایک نیم سرکاری بیان سے پایا جاتا ہے کہ یونانیوں نے افیون قرہ حصار کو نہایت مضابطہ کے ساتھ غالی کیا۔ اور اپنا سامان دوسری جگہ منتقل کر دیا۔ جہاں سے شہر یونانی توپ خانہ کی زد میں ہے۔

ایجنٹ کے ۲ ستمبر ۱۹۲۲ء ایک نیم سرکاری یونانی اعلان منظر ہے کہ آخر کار ترک اپنے مقصد کی تکمیل میں کامیاب ہو گئے ہیں اس بیان میں اعتراف کیا گیا ہے کہ ترکوں نے اس وقت تک ۹۰ سے زائد ۱۰۰ میل تک پیش قدمی کی ہے لیکن ذرا ہی مسلسل درپیل کی قلت کے باعث وہ اس سے زیادہ پیش قدمی کرنے سے معذور ہیں۔ لہذا اس اعلان میں اسکی شہر کے قبضے کی تصدیق نہیں کی گئی۔ ایجنٹ کے ۲ ستمبر ۱۹۲۲ء ایک سرکاری یونانی اعلان میں اسکی شہر کے قبضے کی خبر کی تصدیق کی گئی ہے۔

پیر ۳ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ اناطولیہ کی زیر دست جنگ کے نتائج کا موازنہ کرتے ہوئے انگورہ کا ایک اعلان منظر ہے کہ افیون قرہ حصار کے علاقے میں

ہائے زندگی مسلسل با فراغت پیش قدمی سے یونانی فوج کی کثیر تعداد کو کامل شکست دی ہے اور اب وہ دوحصل پر منتہم ہو گئی ہے۔ یونان کی شمالی افواج مکمل طور پر تباہ اور منتشر ہو چکی ہیں۔ جنوبی افواج کو بھی سخت زک پہنچی ہے۔ اور اب وہ ادشاک کی طرف ہٹ رہی ہیں۔ جنگی سامان جس میں ہتھیاروں کی ۵۰ اتریں شامل ہیں ترکوں کے ہاتھ آئے ہیں۔ انہوں نے کید وز اور کوتاہیہ پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔ لندن ۵۔ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ اگر یہ اطلاع کہ ترکوں نے ادشاک پر قبضہ کر لیا ہے صحیح ہے تو یونانوں کے ہاتھ سے سمرنا کی مداخلت کی آخری لائن بھی جاتی رہی۔ لندن ۵۔ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ لندن کے باخبر حلقوں میں عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ یونانی فوج پورے طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ اور اب ترکان احوار کی پیش قدمی کی فراغت کی کوئی امید نہیں۔

قسط ۴۔ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے روزانہ احکام میں جو فوج کو دئے جاتے ہیں۔ کہا ہے کہ تمہارے ایفون قرہ حصار وغیرہ میں دشمن کی فوج کے کثیر حصہ کو تباہ کر کے اپنے ملک کی عظیم اشان خدمت انجام دی ہے۔ ترکی فوج کو آتے مستقبل پر بدروس رکھنا چاہیے۔ اناطولیہ میں مزید جنگ کا امکان ہے۔ بہادر و اتمہار ما پہلا کام یہ ہے کہ سمندر تک بیج جاؤ۔ بڑے بڑے جاؤ۔

بیس ۵۔ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ اوانہ کے ایک نام میں ترکی مقبوضات کی حیرت انگیز فہرست دی گئی ہے۔ جس میں ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ ترکی افواج سمرنا کے جنوب میں بحیرہ ایجین تک پہنچ گئی ہیں اور منیہ پر دھاوا کر رہی ہیں۔ انہوں نے ایشاک سات سو بڑی قہر ہیں۔ گیارہ ہوائی جہاز اور دو ہزار گلاہوں کی گرفتاری میں انگوہ کا ایک پیغام منظر ہے کہ یونانی جنرل ٹریکوویس اور پیست سے دوسرے یونانی جنرل ۲۔ ستمبر کو گرفتار ہوئے اور انہیں کمالی بیڈ کو ارد میں لیٹا دیا گیا۔ جہاں وہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے مہمان ہیں۔ جنرل ٹریکوویس کی گرفتاری کے متعلق ایک نام منظر ہے۔ کہ جنرل ٹریکوویس اپنے ملک کے ترکی فوج کی آمد سے

باہل پہلے خبر تھا اور بجایہ سوچ رہا تھا کہ یکا یک ایک ستیری ہانتا کانتا اختایا
اور کہنے لگا کہ ترکی در سالہ پنج گیا ہے۔ ہم ملہ اسی جگہ گرفتار کر لیا گیا۔

لندن ۹۔ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ وزیر کانگریس سمنٹا پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور جنرل
مورالدین پاشا اس کے گورنر مقرر کئے گئے ہیں۔

ایجنڈہ ۱۱۔ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ وزیر جنگ سمنٹا سے واپس آ گیا ہے اور اس نے سلطان
کو دیا ہے کہ اب سمنٹا باسل خالی کر دیا گیا ہے۔

دستور نامہ ۱۱۔ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ طور پر اس قیم ہو گیا ہے حکام نے اختفات کئے ہیں
کہ شاہ کزین اپنے کھروں کو واپس چلے جائیں۔ ترکوں کی زبردست فوج کال پاشلکے
ماتحت سمنٹا میں پہنچی ہے۔ نیو بارک ۲۰۔ ستمبر ۱۹۲۲ء۔ قسطنطنیہ کا ایک نیا شہر ہے کہ غازی
میں صفیہ کال پاشا نے ترکوں کے نام ٹی بی اعلان جاری کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ
دشمن کے نقصانات ایک لاکھ سے زیادہ ہیں۔ اور ترکی نقصانات صرف دس ہزار جنس ہیں
زخمی ہیں۔ ترکوں نے اس جگہ میں ۵۰ ہزار ایرانی سپاہی ایسے کئے ہیں۔

برقی اجال کی
اخباری تفصیل

اس پر ترکوں کا قبضہ ہوا۔ نامہ نگار نے یونانی سپاہ کی واپسی کا نقشہ چشم خود دیکھا
اور تمام حالات مرتب کر کے ان کو ایک خاص آؤنی کے ہاتھ سمنٹا سے اسکندریہ روانہ
کیا۔ تاکہ وہ یونانی مندر سے محفوظ رہیں اسکندریہ سے وہ مراسلہ بذریعہ تار امریکہ
روانہ کیا گیا۔ نامہ نگار مذکور رقمطراز ہے۔

یونانی سپاہ کی قوت باطل ٹوٹ گئی ہے۔ اور اب صرف منتشر انتظام ایک
شور و غوغا رہ گیا ہے۔ یہ متفرق یونانی سپاہ کی جماعتیں تیزی سے سمنٹا کی طرف
آ رہی ہیں۔ اور سمنٹا سے چاروں طرف سواہر ہو کر یونان کی طرف جاری ہیں اور شک
کے مرکز کے بعد یونانی سپاہ نے کسی ایک مقام پر بھی ترکوں سے جہم کر مقابلہ نہیں کیا

اور نہ ایک لمحہ کے لئے ترکوں سے جنگ کرنے کی خواہش اس کے قلب میں پیدا ہوئی البتہ ترکوں سے انتقام لینے کا جذبہ آبادیوں میں آگ لگا کر پورا کیا گیا۔ یونانی سپاہی جس آبادی میں ہو کر گزرے اپنے پیچھے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے چھوڑتے گئے اور راستہ کے پلوں کو تباہ و برباد کرتے چلے گئے محقر یہ کہ یونانی سپاہ نے اپنے چلے جانے کے بعد آبادی کو تباہ حالت میں گویا ایک سطح میدان چھوڑا اور سب کچھ برباد کر دیا۔

ادھک کو باطل برباد کر دیا گیا۔ بحانات اور بڑی بڑی عمارتیں زمین پر ڈھیر کر دی گئیں۔ اور شہر ایک بلند ٹیلہ بنا دیا گیا۔ جس سے آگ کے دھوئیں اٹھ رہے۔ اور آگ کے شعلے بھرک رہے تھے۔ ایدین کا زیادہ حصہ بھی یونانیوں نے تباہ و برباد کر دیا۔ اگر کوئی شخص اس وقت جب کہ میں نے اس کو دیکھا ہے۔ مغیشیا کی پہاڑی سے ایدین کو دیکھتا تو اسے نظر آتا کہ ایدین میں آگ اور دھوئیں کے بندستون کھڑے ہوئے ہیں۔ غرض یونانی جس آبادی سے گزرتے تھے اس کو جلا کر خاکستر کر دیتے تھے۔

پندرہ اور برصہ کے درمیان حد نظر تک چھوٹی چھوٹی آبادیاں اور اور اہلہاتے ہوئے کھیت تھے جن میں اس وقت آگ کے شعلے بلند تھے اور دھوئیں کے سیاہ بادل چھائے ہوئے تھے۔ یونانی سپاہ اگرچہ اناطولیہ کے تیزی کے ساتھ واپس ہوئی لیکن مغربی اناطولیہ کو ایک تباہ شدہ علاقہ یا بیابان بنا کر چھوڑ گئی۔

جب میں اطران کی حالت دیکھ کر (سمترنا پہنچا ہوں۔ اس وقت وہ تمام راستے جو سمترا کی طرف جلتے ہیں۔ ہمارے ہمارے ہوئے تھے۔ اور ایک عجیب ہونناک منظر تھا۔ یونانی فوج کے جھاگے ہوئے سپاہی بھی ان ہماروں میں سے ہوئے تھے۔ اودمان میں سے اکثر اڑتی اور روتی تھیں۔ چار گھنٹہ کے عرصہ میں جبکہ میں سمترا اور مغیشیا کے درمیان حالات کو دیکھتا پھر رات تھا۔ چار بجے اسے زیادہ سپاہی اس راستے سے گزرے۔

میں سے مہاجرین اور ان لوگوں کو جو تھوڑے عرصے سے میدان جنگ میں لڑ رہے تھے۔ دیکھا کہ وہ ان ہر قسم کی ساریوں اور گاڑیوں پر سوار چلے جا رہے ہیں جو نقل مکان کے لئے تیار ہو سکتی ہیں۔ بعض جاہلیں سڑکوں پر بعض دوسری قسم کی گاڑیوں پر بعض سامان لاسنے کے ٹریلوں یا لاریوں پر بعض پہیوں کے چھکڑوں پر سوار تھے اور بہت سے گھوڑوں چھڑوں گدھوں اور اونٹوں پر لوہے ہوئے بدھواس بھاگے جا رہے تھے اور جس کے پاس کوئی سواری نہ تھی وہ پیدل جا رہے تھے۔

اس منظر کو دیکھنے والا دیکھ رہا تھا کہ پست سے خاندان اور کنبے گاڑیوں اور چھکڑوں پر سوار تھے۔ گھر کا اسباب اور خانہ داری کی چیزیں گاڑیوں میں بھری ہوئی تھیں اور چھوٹے چھوٹے بچے اسباب کے اوپر بیٹھے تھے۔ یہ گاڑیوں کے پیچھے یہ پیدل چلے آ رہے تھے۔ کثرت سے ایسے لوگ تھے جو کاندھوں اور سروں پر سامان لادے جا رہے تھے۔ اور ان کے آگے بکریوں بھیروں اور گالیوں کا گنگھ تھا۔ یا گھوڑے۔ یا اونٹ۔ یا عورتیں اپنے بچوں کو گودیوں میں لئے ہوئے تھیں۔ اور سب کے سب چہرہ اس جا رہے تھے۔ لیکن کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ ان کی منزل مقصود کہاں ہے۔ یا وہ کہہ کر جا رہے ہیں۔

میں نے ایک خاندان کو دیکھا جس نے راستے سے کچھ ہٹ کر درختوں کے سایے میں پناہ لی تھی۔ بایں بچوں کو دو دو چار ہی تھیں۔ کچھ بچے زمین پر بیٹھے رہ رہے تھے۔ اور اذیت سے ان کا بڑا حال تھا۔ اسی طرح سپاہیوں اور باشندوں کی ایک جماعت کو میں نے دیکھا جو ایک کنویں کے گرد حلقہ کے گھڑی تھی۔ اور ہر شخص اس کوشش میں تھا کہ وہ کنویں سے پانی بھرے اور اپنی پیاس کو بجھائے۔ اسی طرح چند آدمیوں کو میں نے دیکھا جو فرجی لباس میں لباس تھے۔ ماستہ کاتب اور تھکن ان پر سوار تھے۔ اور وہ ترک سوار۔ ان کے حملے سے خوف زدہ تھے۔ لیکن جب وہ بہت تھک گئے تو انہوں نے خوف کو دل سے دور کر دیا۔ اور ایک غار میں جا کر لیٹ گئے تاکہ گندہ دھنکے آرام پائیں۔ یا سو کر تازہ دم ہو جائیں۔

غرض ہر نگاہ اور ہر مقام پر یہی کیفیت اضطراب و پریشانی نمایاں تھی جس کا صحیح خاکہ کوئی اہل قلم نہیں دیکھ سکتا۔ بہت سے چوہے اور سواریاں تنگ کر راستہ میں گھس گھسی پھیں۔ راجہ آدورفت کی راہ بند ہو گئی تھی۔ لیکن وقت اور بہت گسی کو اس پرانہ نہ کرتی تھی۔ کہ وہ ان ناگوارہ جالروں کو راستہ سے علیحدہ کر دے۔ بہت سی گاڑیاں اور موٹر بس راستہ بند ہو جانے کی وجہ سے رکی کھڑی پھیں۔ اور ان کے سواروں نے اس کے بجائے کہ راستہ صاف کریں یہ بہتر تھا۔ تھا۔ کہ وہ اپنا اپنا سامان لے کر چلتے بنیں اور گاڑیوں کو چھوڑ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور بہت سے آدمیوں نے تو اپنا سامان ہی چھوڑ دیا۔

میر گڈر ایک قافلہ پر ہوا جو اونٹوں پر سوار تھیں۔ ان کی طرف سے جا رہا تھا۔ اونٹوں کے آگے ایک گدھا بطور رہنما کے تھا۔ اور اونٹوں پر چلتے لوگ سوار تھے۔ سرب فوجی سپاہی تھے۔ اس قافلہ کو دیکھ کر بے اختیار میرے قلب میں یہ نظریہ گذرا کہ ان سپاہیوں کی حالت کہیں یونانی سپاہ کی عام ہرجیت مانگاں کی مثال نہیں جاسے۔ یونانی سپاہ میں مضبوط اور صحیح و تندرست آدمیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ ہر طرح ترک سپاہ سے مقابلہ کرنے کے قابل تھے۔ لیکن سپاہ کی قیادت و رہنمائی کا نظام بہتر ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے یونانی ایکان حرب کی کدھی میں اب اتنی قوت نہ تھی۔ اس لیے ایکان سے یہ امر باہر ہو گیا تھا۔ کہ وہ دوبارہ منتشر و متفرق سپاہ کو مرتب کر سکے۔ بلکہ ہر شخص کو اس وقت یہ فکر تھی کہ جس طرح ممکن ہو ترکوں کے ہاتھوں سے نجات حاصل کی جائے ایسی پریشانی اور افسردہ فکری کی حالت میں ترک سواروں کی چھٹی سی جماعت بھی شہروں پر قبضہ کرنے کی قدرت رکھتی تھی۔ کیونکہ یونانیوں میں مفاہت کی بہت درجات باطل باقی نہیں رہی تھی۔

اب میں ان منظم اور وقائع کو بیان کرتا ہوں جو یونانی سپاہ کے ہاتھوں اناطولیہ میں دالہسی کے وقت وقوع میں آئے ہیں یہ منظم اور وقائع اس قدر ہلکا ہیں کہ ان کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس شخص میں جو واقعات

بہم پہنچائے ہیں۔ وہ نہ صرف عام اشخاص سے ملنے میں بلکہ وہ ایسے لوگوں کے بیانات میں جو امریکہ کے مقبرہ باشندے اور مسیحی ہیں۔ اور جنہوں نے ان مظالم اور وقائع کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان سبھوں کا بیان ہے کہ اس سپاہ نے جو افراد کی بہائی سے خارج ہو چکی تھی انہیں اس کا نظام و ہم درہم ہو گیا تھا۔ اور جو اناطولیکہ مشرق میں اپنی امیدوں سے بالاس ہو چکی تھی۔ وہ کچھ نہ کرتی تھوڑا اقل

اس کے بعد نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ سترنا کو نہ تو آدمیوں کی عزت تھی اور نہ تو بپوں کی حاجت بلکہ رب سے بڑی عزت سترنا کو کھلنے کی تھی۔ میں ترکی سپاہ کے سترنا میں داخل ہوئے سے چند روز پہلے سترنا میں داخل ہوا ہوں۔ اور چند روز میں نے یونانی قبضہ کے زمانے میں سترنا میں گزارے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بھوک سے ہاشدنی کی حالت خراب ہے۔ اور حالت دن و نین خراب ہوئی جاتی ہے۔ لوگ فتنہ و فساد سے خوفزدہ ہیں۔ اور فساد کا خطرہ دم بدم بڑھ رہا ہے۔ محقر یہ کہ سترنا ہر طرف سے خطرہ میں گھرا ہوا تھا۔ اور حالت پر سے بدتر ہوئی تھی۔

یونانی ہزیمت و شکست کی داستان اور تکان و اجار کی اناطولیکہ میں فتح و نصرت ایک ایسا قبل علی ہے جس پر غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی خاص فوج کی روشنی پڑتی ہے۔ غازی عارض نے اپنے جنگی خطوط کامل بھارت سے قائم کئے تھے۔ اور نہایت اہمیت سے کام لیا تھا۔ غازی موصوف کے ان شاندار کارناموں نے ان کی شان اور مرتبہ کو بہت بڑھا دیا ہے۔ اور وہ اس زمانے کے ایک بڑے جنرل کے درجہ پر پہنچ گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یونان کی شکست و ہزیمت بلکہ شکست کو اگرچہ آستانہ میں بہت جھولی خیال کیا گیا ہے۔ اور یونانی افراد اور یونانی سترنا نے شکست و ہزیمت کی خبروں کو چھپا رکھا ہے۔ لیکن وہ نہایت اہم ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یونانی شکست و ہزیمت اس قدر زبردست و اہم ہے جس کی نظیر گذشتہ جنگوں کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ یونانی سپاہ اناطولیکہ میں نام و کمال بنا رہی تھی اور اب اس میں مقابلہ اور سادغیت کی شہرہ بھی جرات باقی نہیں رہی ہے۔

اگر ان دو وزیر دست سرکوں پر نہیں ترکان احرار کو شام خارج حاصل ہوئی ہے۔ ہم تفصیلی نظر ڈالیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ ترکی سپاہ کے انہروں اور مجلس حربی کی خدمات نہایت اہم تھیں۔ ترکی انہروں نے حیرت انگیز اور عجیب و غریب جنگی چالوں سے کام لیا اور یونانی قیادت ان سے اس قدر مرعوب ہوئی کہ آخر اس کو بلا معاوضت پیچھے ہٹا اور جان بچا بچا ٹاپڑا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ترکوں کی جنگی چالوں اور فرق الحادیت کارناموں نے یونانیوں کو بزدل و نامرد بنادیا۔

سب سے بڑی بات جو اناطولیہ کی جنگ میں وقوع میں آئی اور جس نے یورپ کو حیران و ششدر کر دیا ہے۔ وہ فوجی نقل و حرکت کا اختصار ہے۔ غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے اپنی جہت انگیز مہارت و قابلیت سے فوجی نقل و حرکت کو اس قدر مخفی رکھا کہ کسی کو آخر وقت تک غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے ارادوں کا علم نہ ہو سکا۔ یونان کی مجلس حربی نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ اس کو آخر حملہ تک ترکوں کے ارادوں پر اطلاع حاصل نہیں ہوئی اور انہوں نے قرقہ حصار پر آخری حملہ شروع ہونے سے صرف تین دن پہلے اس کا علم ہوا کہ ان کے سامنے سب و مقبرہ ترکی فوج کھڑی ہے۔

غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے تین بیٹن جنگی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ صند فلی میں جہاں قرقہ حصار کے جنوب میں واقع ہے۔ اور پیازی علاقہ ہے جہاں کس اور پیازیوں کے درمیان ان کو چھپا دیا۔ یونانی ہوائی جہاز اگرچہ دن بھر اڑتے رہتے تھے۔ لیکن ان کو صند فلی کی ترکی سپاہ کا علم نہ ہو سکا۔ وہ بیٹن (دس ہزار) سرداروں کی غازی حدود نے مقام کبادین جہاں قرقہ حصار کے شمال میں واقع ہے چھپائیں یہ ترکی سرداروں کی سیرین اور جنگ آزمائشیں تھیں۔

۱۹۲۲ء کو ترک ایک بڑی طاقت کے ساتھ بعض ایسی سہولتوں میں منور دار ہوئے جو باہم متعلق تھیں۔ خصوصاً خط ازبکیت اور ہندوستان کی وادی میں پورناہنوں کو ترکوں کے حملہ کا خیال ہی نہ تھا۔ اور وہ صرف یہ خیال قائم کئے بیٹھے تھے کہ ترک کو تباہیہ پر حملہ کریں گے۔ اور اس موقع پر انہوں نے اعتیاداً فوج جمع کی ہے یہ خیال

یونانیوں نے اس درجہ سے قائم کیا کہ اس مقام سے اجیون قرہ حصار کی طرف فوجوں کا
بجانا آسان کام نہ تھا اور غالباً اسی خیال سے یونانیوں نے کوئی اعیانہ (زر و زرعی) فوج
میلو سے لائن کے سوزی خط پر نہیں رکھی تھی۔

مختصر یہ کہ غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے ۲۴۔ اگست ۱۸۷۷ء عری صبح کو حملہ شروع
کیا۔ صبح ہونے سے پہلے ٹکی فوجوں کی صفیں میدان جنگ میں مرتب ہو گئیں اور زبردست
حملہ کرنے کے لئے بڑی بڑی توپوں اور ہوائی جہازوں کو تیار کر لیا۔

یونانی سپاہ کے ہنر و شو کے دستہ نے اجیون قرہ حصار کو بچانے کی پوری
کوشش کی اور نہایت جوش کے ساتھ دافعت کی لیکن ترکی سپاہ کی تعداد زیادہ تھی
جس نے اپنی توپوں اور ہوائی جہازوں سے یونانیوں کی آدھی سپاہ کو پر باد کر دیا اور حملہ
کی شدت سے عاجز آکر یونانیوں کا دستہ نمبر ۲ کے بائیں جانب تھا۔
چوتھے پہنچے پر مجبور ہوا۔ آخر ایک زبردست جنگ کے بعد ترک غالب آئے اور یونانیوں نے
یونانی سپاہ کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ ترک یونان کی ہزیمت خوردہ سپاہ کے پیچھے تھے
اور وہ بہر حال اس دستہ فرات میں بھاگی جا رہی تھی۔

۲۴۔ اگست ۱۸۷۷ء عری شام کو اجیون قرہ حصار کا سقوط ہوا اور ترکوں نے
اس پر قبضہ کر لیا۔ یونانیوں کا دستہ نمبر ۱ انڈولی جانب پسپا ہو کر چلا گیا۔ اور چوتھا دستہ
جو پہلے چلا گیا تھا۔ اس سے جدا ہو گیا۔ اور دونوں کے درمیان کئی قسم کا اتصال یا
تعلق باقی نہ رہا۔ ترک سرداروں کے دستوں سے یونانیوں کو ان کے شمالی اجیون قرہ
حصار کے مقامات سے بھی ہٹا دیا۔ اور پھر یونانیوں کے دستہ نمبر اول اور دستہ نمبر
دوم کے درمیان اس خالی مقام پر قبضہ کیا۔ جس کو یونانیوں کے چوتھے دستہ نے
خالی کر دیا تھا۔ یونانیوں کے دوسرے دستہ نے یہ محذوش حالت پا کر نکلنا چاہا لیکن
ترکوں نے اس پر ایک کاری ضرب لگائی اور تباہ و برباد ہو گیا۔ اور جس تندرست سپاہی بچے
وہ کوتاہی کی طرف سر اسیم ہر کر بھاگ نکلے۔ ترک سواروں نے ہزیمت خوردہ یونانی سپاہ
کا تعاقب کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یونانی سپاہی راستہ سے بھڑک کر جنگوں میں بھاگ

گئے۔ اور تباہ و خستہ حال وادیں میں پھرنے لگے۔ ان کے پاس نہ کوئی کھانا نہ سامان تھا اور نہ کوئی ہتھیار کیونکہ ترکوں نے ان پر ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ وہ کوئی چیز اپنے ساتھ نہ لے جاسکے۔ اور تمام سامان توہیں اسلحہ اور گاڑیاں وغیرہ ترکوں کے لئے ان کو چھوڑ دینا پڑیں۔

ترک سواروں نے تعاقب میں ذرا غفلت سے کام لیا۔ اور کافی سرعت نہیں دکھائی اگر وہ دوسرے دستہ کے تعاقب میں تیزی سے روانہ ہوتے تو اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے۔ اور وہ ان کی ہاتھوں میں گرفتار ہو جاتا۔ ترک ذرا تاخیر سے اس کے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ اور اگرچہ اس کو سخت نقصان پہنچایا۔ اور منتشر کر دیا۔ لیکن اس کو گھیر کر گرفتار نہ کر سکے کیوں کہ یونان کا تیسرا دستہ متفرق ہو گیا۔ جو اس وقت سیرہ کی جانب تھا۔ اور ترکوں کے درمیان جاہل ہو کر دوسرے دستہ کے سپاہیوں کو بھانے لگا۔ اور پھر ان سپاہیوں کو ساتھ لے کر وہ نہایت تیزی کے ساتھ دوسرے کی طرف روانہ ہوا۔ یہ یونانی سپاہ چونکہ سامان اور ہتھیار اور ترکوں سے خالی تھی۔ اس لئے اس تیزی سے روانہ ہوئی کہ جس کی نظیر گذشتہ جنگوں میں نہیں ملتی۔ بلکہ یوں لکھا جائیے کہ بہریت اس قدر شاندار تھی۔ کہ آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔ محقر کہ آلاسٹر پہنچ کر یونانی افسروں نے متفرق دستہ سپاہ کو مرتب اور جمع کیا ساتھ بعض درست کیں۔

یونانی سپاہ کا پہلا دستہ آہستہ آہستہ بلا اور دو دو بیکار کی پیادوں کی ان چہرہوں پر ہنسی لگ گیا۔ جو دو دو بیکار کہ چاروں طرف سے گھیرے ہوئی تھیں۔ پہلے دستہ کی تیسری پٹیلن برابریچ ہٹ رہی تھی۔ اور اس کی سپاہی جاری تھی۔ دوسرا دستہ جس کو ترکوں نے کاری ضرب لگائی تھی اس کا افسر جنرل شاہ تھا۔ جو تجربہ کار جنرل سمجھا جاتا ہے۔ اس نے اس منتشر گروہ کو یکجا کر کے ریلوے لائن کے دونوں جانب پھیل دیا۔ اور عقبہ طور پر چے قائم کر لئے۔ بعد میں اس سپاہ میں پہلے دستہ کے سپاہیوں کی ایک تعداد بھی اگر شامل ہو گئی اور جنرل شاہ نے ان کو بھی ریلوے لائن پر لگا دیا اس کے بعد ترک اس صحن پہنچے۔ اور ریلوے لائن پر حملہ کر دیا۔ اور

زبردست معرکہ شروع ہو گیا لیکن چونکہ یونانیوں کے پہلے دستہ کو کوئی مدد نہ پہنچ سکی اور ترکوں کی تعداد بھی اس سے زیادہ تھی۔ اس نے یونانیوں کو شکست ہوئی یونانی اگرچہ مضبوط مورچوں پر تھے۔ اور اپنے مورچوں کو انہوں نے نہایت مستحکم کر لیا تھا۔ لیکن زیادہ عرصہ تک وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ اور صرف دو روز کی شدید معرکہ آمانی کے بعد ان کو اپنے مورچے خالی کر دینے پڑے اور جنگ کی کمت میں پسپا ہوئے۔ ان طریقہ کے گزشتہ معرکوں میں یہ دوسرا اور آخری معرکہ تھا۔ جس کے بعد کوئی زبردست جنگا نہیں ہوئی۔

ترکی سپاہ کا بڑا حصہ ۵ ستمبر کو اس وقت اوشاک پہنچا جبکہ یونانی سپاہ وہاں سے روانہ ہو کر آلا شہر پہنچ چکی تھی۔ اور ایک بڑی سانتے کے کو چلی تھی۔ اس کے بعد مقام دیو آتک میں یونانیوں اور ترک سواروں میں ایک معمولی جھڑپ ہوئی جس کو جنگ سے تعبیر نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ یونانیوں نے یہاں جم کر ٹلنا نہیں چاہا۔ ”دو دن بیکار کا معرکہ جس وقت جاری تھا۔ اس وقت ترک سواروں نے یونانیوں کے اس راستہ کو جو شمال مغرب کی طرف تھا منقطع کر دیا اور یہاں تک ۱۹۲۲ء کو قہر کے بعد مقام کر دس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ترک یہاں سے روانہ ہو کر دو روز بعد قہر کے آخری وقت سہاؤ پر پہنچے۔ اور یونانی سپاہ کے ان دونوں حصوں کو جو جنوب اور شمال میں پھیلے ہوئے تھے۔ جدا کر دیا۔ اور اتصال کی راہ کو منقطع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خط جو سکی شہر سے یونانیوں کی سپاہ کی دالسی کے لئے تھا منقطع ہو گیا اور صرف برصہ اور مدائنہ کا راستہ ان کی دالسی کے لئے باقی رہ گیا۔

یونانی سپاہ نے شکست و ہزیمیت میں اپنے تمام سامان کو چھوڑا تھا۔ تمام بڑی بڑی توپیں باروداری کی گاڑیاں اور سامان جبکہ دیگرہ ترکوں کو غنیمت میں حاصل ہوا۔ اور اس لحاظ سے یونانی سپاہ کو سخت نقصان اٹھانا پڑا ترکوں نے بہت سے ان اونٹوں کے قافلہوں کو بھی گرفتار کیا۔ جن پر یونانی سامان

لا داکرتے تھے۔ اگر ہم اس موقع پر اُس نقصان سے قطع نظر کریں۔ جو یونانیوں کے دوسرے دستہ کو اٹھانا پڑا تھا۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ یونانی سپاہ کا کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ یا یہ کہ اُس نقصان کے بعد کوئی قابل ذکر نقصان اٹھانا نہیں پڑا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یونانیوں کی ہزیمت و سپہائی ہرا کی رفتار سے جاری تھی۔ اور وہ اس تیزی سے بھاگے تھے۔ کہ ترک سوار بارہو دو کوشش بیٹھنے کے ان تک پہنچنے سے قاصر رہے۔ یونانی اگر چاہتے تو دوبارہ پہلے اور دوسرے دستہ کو مرتب کر سکتے تھے۔ لیکن سپاہیوں کی شجاعت اور اخلاقی حالت بد سے بدتر ہو گئی تھی۔

یونانی سپاہ کا جنگی اسٹاف یا انسر وغیرہ بیت مرعوب ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ ان پر نامر دی اور بزدلی تک کا الزام لگایا جاسکتا ہے۔ فوجی انسر جن کو سپاہ کے آگے رہ کر کام کرنا چاہیے تھا۔ وہ پیچھے ہٹ آئے تھے اور جھنڈین کے انسر جنگ کی حالت دیکھ کر صوب رہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ جس سپاہ کے انسر ایسے بزدل و نامرد ہوں اس کو شکست نہ ہو تو کیا ہو۔



غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی تصریحات

غازی مصطفیٰ کمال پاشا نے ایک تقریر مجلس ملیہ کے ارکان کے سامنے لہر
اکتوبر ۱۹۲۲ء کو فرمائی تھی۔ جس سے جنگ کی پوری کیفیت معلوم ہوتی ہے اس کا
ترجمہ حسب ذیل ہے۔

برادران ملت! میں اس وقت آپ کی دوبارہ ملاقات پر اس خوشی
و مسرت کا احساس کر رہا ہوں۔ چونکہ میرے بیان سے باہر ہے۔ میرے سینے میں
آپ کی جدائی و مفارقت سے رنج و غم کی آگ بھڑک رہی تھی۔ جس کو میں اس
وقت ٹھنڈا پاتا ہوں۔ میں خدا سے رب العزت کی حمد کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ ہمارا
لشکر اس مرکز اور غایت پر پہنچ گیا۔ جس کے لئے تمہارے قلوب ہمیں تھے۔ اور اس
نے اپنی جرات اور شجاعت کے جوہرے تمہارے حسن اعتماد کو جو ہم اس کے ساتھ
رکھتے تھے۔ صحیح اور ثابت کر دکھایا۔

ہماری اس شجاعت کے جو کہ ثبات و استقامت کا مجتہد ہے ان باتوں
پر چہنئے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ جو اس کی منزل مقصود تک رہبری کریں اور
اس نے سخت سے سخت وقت میں اپنے فریضے سے پیڑھیں نہیں کی۔ پھر بتاؤ
کہ اب کوئی سعادت اور برکت ہے کہ جو ہماری اس شجاعت سے نہیں حاصل
کی اور وہ کون سا مقصود ہے۔ جو آج تک ہمیں ملا۔ ہماری اس جہیت کی بنیاد
اس نازک وقت میں رکھی گئی تھی۔ جب کہ مصائب اور آلام کی بجلیاں ہمارے زمین
اس پر چڑھتی تھیں۔ لیکن اس کے تمام کے بعد ہماری ناسید ہی اسیر سے رنج
خوشی سے۔ مصیبت راحت سے۔ بدل گئی۔ اور آج وہ دن ہے کہ میں تمہارے
سامنے تمہارے شیر دل لشکر کے ایک طاہر عام ہونے کی حیثیت سے کھڑا ہوں

محبت وطن قوم پرست کا (نفرائے سرست) اور اس خوشی کے ساتھ میں اپنے
 اقبائوں کی آزادی اور استقلال کا مل پر مبارکباد دیتا ہوں (نفرائے سرست)
 یہ فتح جو کہ خدا نے میرے ہاتھوں سے انجام دلائی اس کی شہرہ اور سمائے
 کی تفصیل اس وقت میرے اہکان سے باہر ہے۔ اس کی شہرہ بظہر عین
 تاریخ کے صفحات میں آکر ہماری آبائی شرافت اور فوجی و مذہبی عزت کا ثبوت
 دے گی۔ لیکن میں اس وقت چند ضروری باتوں پر روشنی ڈالوں گا جس سے
 کہ آپ کے معلومات میں ہماری اور دشمن کی حالت کا کچھ نقشہ قائم ہو سکے۔

فوجی مہارت اس کو کہتے ہیں | برادران مذہب تم کو کیا دہو گا کہ میں
 نے اسی جگہ جاگت ۱۹۲۱ء کو

یعنی ایک سال قبل جب کہ تم نے میری گردن پر سپہ سالاری کا بار گرا کر کہا
 تھا۔ کہا تھا کہ ہم صرف ایک سال میں یونانی درندوں سے اپنے ملک کو صاف
 کرانے میں کامیاب ہوں گے۔ آج میں دیکھتا ہوں کہ خدا نے رب العزت نے
 مجھ کو صاف کیا اور واقعات نے مجھ کو میرے قول میں جھوٹا نہ کیا۔ سندھو
 یونانی لٹ کر سپا ہو گیا۔ اور وہ اب مجبور ہو کر ہمارے سامنے بھاگ رہا ہے۔
 (نفرائے سرست)

اس جنگ کا وہیل | ہماری غرض یہی ہے نہ مٹی کہ ہم غصوں خدا کی گردن
 کاٹیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے برادران مذہبی

غلامی اور مظالم سے چھٹکارا پائیں۔ ہم نے اسی مسئلہ کے حل کے لئے اپنے عزیز
 دوست فوجی بے کو جو کہ سیاسی معاملات میں صاحب رائے رکھتے ہیں لندن
 روانہ کیا۔ ہم نے ان کو صلح کے اختیارات دیدئے تھے۔ اور کہہ دیا تھا کہ چاہے یہ
 مجلس صلح لندن میں منعقد ہو یا یورپ کے کسی اور مقام میں تم صلح کے کمال اختیارات
 رکھتے ہو۔ لیکن لائیڈ جارج کی نفیر سے اور ہمارے معزز نمائندے کے ساتھ برطانیہ
 کے برادر نے ہم پر ثابت کر دیا کہ ہمارا دشمن ہم کو کمزور اور ضعیف سمجھتا ہے۔

اور ہماری اس انسانی مہمندی کو ہماری نامرادی اور بزدلی پر غمزدہ کرنا ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ ہماری قوم اضطراب و بے چینی میں ہے۔ اور ہماری جمیٹ ناسیدی و یاس میں ہے اسی لئے ہم اس کے سامنے صبح کے خواستگار آئے ہیں۔ تو ہماری بخت اور جمیٹ نے یہی تقاضا کیا کہ خود سروں کو پھر خود سری کا تماشا دکھا ہی دینا چاہیے۔

ہم نے دشمن کے الزامات کا
تلوار سے کیوں جواب دیا

تو میں نے ارادہ کیا کہ میں ان کو منہ توڑ جواب دوں اور عالم کے سامنے قلم کا قلم سے مقابلہ کر کے دکھا دوں۔ لیکن جب ہم کو فوجی بے ادراپہ دیگر نایندوں کے ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا کہ حق اور انصاف کا ثبوت ہماری تلواریں اور فوجی طاقت قلم سے بہتر جواب دے گی۔ اور وہی جواب ہمارے سفاد کو ہم سے قریب زبنا دے گا۔ تو میں نے اور میرے تمام شاگرد نے شمشیر کے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور ہم اپنے جنگی محاذ سے دلیرانہ پیش قدمی کرنے لگے۔ (دلفریبائے مرست)

شکر کا معاینہ

باجو دیکھ ہم کو اپنے شکر پر کافی اعتماد تھا۔ اور ہم طرح سے دشمن سے دشمن کی قوت کو بہت غور و فکر سے جانچا اور ہم آخر اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہم کو انتہائی حلاہہ کر دینا چاہیے۔ اور میں نے حد کی تیاری کا حکم صادر کر دیا۔ ہم نے اپنے فوجی خطوط کو فوجی رکھا تھا۔ اور ہم نے اس طور سے خطوط قائم کئے تھے کہ ہم دشمن کو بھانسنے دیں۔ بلکہ ہم اس کو چاروں طرف سے گھیر لیں۔ میں وزیر جنگ اور قادی عام پھر شورہ کرنے کے لئے انگورہ واپس آئے۔ اور ہم نے اس صورت کو اپنے وزیر کے سامنے پیش کیا۔ اور بحث سیاسی نقطہ نظر سے چھڑی اور بے

اس فیصلہ کو تسلیم کیا اور وزیر مال نے جو سہولتیں بیان کیں۔ وہ ہمارے لئے
ادرا باعث تقویت کفایتیں۔

سیرے عجین دندرا کی یہ رائے ہوئی کہ میں انکو رہ چھوڑ دوں اور
سیدان جنگ کاٹخ کر دل بندائیں "قرنیہ" کے راستے ہوتا ہوا لشکر گاہ کے جنوبی
حصہ ملک شہر" میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ لشکر ہر طرح تیار ہے اور وہ دشمن
کو ستر تک پہنچا کر سکتا ہے۔ لہذا میں نے ۲۰۶۔ اگر ت کو حملے کا حکم دیدیا۔
آپ نے اپنی تقریر میں یونانی محاذوں کی تفصیل کرتے ہوئے اور
اپنے خطوط کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حملے کے تین موقعے بناتے ہیں
اور نازک تھے۔ اول قلعہ "جک" دوم "ارکن" سوم "ہازیہ" اور اس میں
معاہدوں میں ترکی فوجوں نے اپنی انتہائی کوشش کو صرف کر دیا۔

کمالی توپچیوں کا عجز

ہمارے توپچی اس مقام پر جان کے
نے سفر کیا گیا تھا رات ہی سے پہنچ گئے
تھے اور انہوں نے سحر ہی سے جبکہ تمام عالم سو رہا تھا توپوں و اسلحہ شروع
کر دیں۔ میں اس بات کو نہایت فخر سے کہوں گا۔ کہ ہمارے توپچیوں نے جڑ بھارت
اور کمال اس سرکہ میں دکھایا وہ اس لائق ہے کہ تمام عالم میں بطور نمونہ پیش
کیا جائے۔ اور میں نے اپنی تمام فوجی زندگی میں کبھی کسی قوم کے توپچیوں کو ایسا
باہر نہیں پایا۔ ایک انگریز فوجی افسر نے ہمارے اس موقع کے متعلق جو ہم نے
فتح کر لیا ہے کہا تھا کہ اگر ترک اسکو چار ماہ میں بھی فتح کر لیں تو ان کو یہ بچپنا چاہیے
کہ ہم نے ایک دن میں فتح کر لیا۔ اور انکا یہ دعویٰ اس سخت مقام کو دیکھتے ہوئے
حق بجانب ہوتا "لیکن حضرات ہمارے توپچیوں نے وہ بھارت دکھائی کہ کچا سنے
اس کے کہ ہم اس کو چار ماہ یا ایک دن میں فتح کرتے۔ ہم نے اس کو صرف چند گھنٹوں
میں اپنے قبضہ میں کر لیا۔ کیا ہے ہمارے توپچیوں کا عجز نہیں (دفر بائے سرست) (دفر بھارت)
کی صدا کہ اللہ ہمارے شکر کرنے دشمنوں کے غرور کو خاک میں ملا دیا)

وفا اس کو کہتے ہیں

آپ نے اپنی فوج کی اطاعت اور فرمانبرداری کا بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ایک دستہ فوج جو کہ نامکمل تھا دشمن پر حملہ آور ہوا۔ لیکن چونکہ وہ نامتام تھا۔ اس لئے دشمن کو کافی صدمہ نہیں پہنچا۔ اس دستے کے جنرل رشاد بے تھے۔ میں ان سے ذاتی ملاقات رکھتا تھا۔ اور ان کی قدر و منزلت میرے قلب میں کافی تھی۔ میں اور وہ شام کے معرکہ میں ساتھ رہ چکے تھے۔ اور وہ درحقیقت ایک نہایت اعلیٰ سپاہی تھے۔ میں نے جنرل مذکور سے بذریعہ ٹیلیفون پوچھا کہ تم اپنے منزل مقصود تک کیوں نہیں پہنچ جاتے؟ بھگوانہوں نے جواب دیا کہ ہم آدھ گھنٹے کے بعد اپنے مرکز پر پہنچ جائیں گے۔ لیکن آدھ گھنٹہ گزر گیا اور وہ اپنی غایت تک نہ پہنچ سکے۔ لہذا میں نے پھر ٹیلیفون کی طرف رخ کیا۔ لیکن آخری آواز جو ٹیلیفون سے آئی وہ یہ تھی کہ "افسوس وہ اپنے وعدہ کے بعد آدھ گھنٹہ بھی زندہ نہ رہ سکے۔ اور اپنا وعدہ پورا نہ کر سکے۔ یعنی جس وقت کہ انہوں نے پینٹیلیفون دیا تھا تو وہ زخمی ہو چکے تھے۔ لیکن میرے حکم کی اطاعت میں یہ وعدہ کیا کہ میں آدھ گھنٹے میں اگر زندہ رہا تو پہنچ جاؤں گا۔ مگر افسوس کہ وہ موت سے آدھ گھنٹہ قبل ہم آغوش ہو گئے۔ میں اس بات کو خیر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو رشاد بے نے اطاعت و فرمانبرداری اپنے اعلیٰ افسر کی کسی قوم نے نہ کی۔ خدا ان پر رحم کرے وہ کچھ ترک اور خالص مسلمان تھے۔ آپ نے اس سلسلہ کو قائم رکھتے ہوئے فرمایا کہ اسی طرح تمام ترکی لشکر اطاعت و فرمانبرداری میں رشاد بے کا ہم شل ہے۔ (فرمانبردار)

دشمن کا احاطہ کر لیا گیا | انہیں پوچھنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وقت دشمن گھیرے میں آچکا تھا۔ اس کا شرعی و مغرب کی طرف منتشر ہو گیا۔ اور اس طرح مغرب کی جانب میدان تلاش کرنے پر مجبور ہو گیا۔ انہوں نے قرو حصار کے مشرق کی طرف جو افواج موجود تھیں۔ انہوں نے دشمن کو جنوب کی طرف اڑنے سے روک رکھا۔ اور شمال میں دشمن کا ایک مضبوط قلعہ

تو اذواج ہمارے افواج نے فتح کر لیا۔ لیکن دشمن کو اس قلعہ پر بہت بھروسہ تھا
روہ کرے گئے لیکن آخر کار اس موقع کو بھی چھوڑنے پر مجبور ہوا۔

ایک ڈویژن نے تین ڈویژنوں کو بیکار کر دیا | اس کے بعد ہمارے سواروں کے ایک ڈویژن
نے قلعہ دوکر پر حملہ کیا اور دشمن کے تین ڈویژنوں کو اس طرح دبوچ لیا۔ کہ حرکت

نہ کر سکے (مجرم جاکو آزادین) سیدی غازی کے قریب خیر و پاشا کے
مقام پر بھی ہماری افواج نے قبضہ کر لیا۔ اور اسکی شہر میں ہماری افواج چار چاند
دشمن افواج کے مقابلہ میں ہر مقام پر تاج ظفر مندی پہنا۔ ایک ڈویژن نے منڈلی
سے اور شکر تک دشمن کی تمام ذروں کو منقطع و منتشر کر دیا (یہ ۲۶۔ اگست کی
شام تک کی کارروائی ہے) اور اب لشکر کے سامنے ۲۶۔ اگست کے لئے
نیزل مقصد پر پہنچنے کے لئے راستہ صاف ہو گیا تھا۔ اور دشمن کے ہاؤس
اکھڑے ہوئے۔ ۲۶۔ تاریخ کو تل طائر کے مغرب کے مقامات پر پیچھے ہٹنے لگے
اور دشمن شمال اور شمال مغرب کی طرف پھا ہونے لگا۔

قرہ حصار کا تاریخی محسکہ | آٹھواں ڈویژن قرہ حصار پر حملہ آور ہوا
غزوہ کامرائی کو یا منتظر بیٹھی تھی یہ بہت سی

تہ میں اور ان کے علاوہ اس قدر مالی غنیمت اور اسلحہ ہمارے ہاتھ آئے کہ اب
تاکہ اس کا پورے طور پر حساب و شمار نہیں ہو سکا۔ دشمن نے جیسے وقت آگے
لگا دی لیکن ہماری فوج اس سرعت سے پہنچی کہ آگ زیادہ پھیل نہ سکی تھی اور
ججادی تھی۔ اب دشمن پر ہماری فوجیں رعد برقی کی طرح پڑتی ہیں دشمن کے
ہاتھ سے استحکامات اور مورچے تو جابجائے ہوئے۔ اب وہ سحرانی جنگ پر مجبور ہوا۔
دشمن نے اپنے پیسہ کو بھروسہ کی شہر کی جانب ہٹا
دشمن کو اسکی شہر میں | کیا جس کے جنوب میں دو کرائیکینز اور دیسل با

مقامات دفاع تھے۔ دشمن کے سامنے اس کے سوا اور کوئی معقول مفہم و نفع
 موجود نہیں تھا۔ اور یہاں کے استحکامات انہوں ترہ حصار کے مشابہ تھے۔ ہمارا مقصد
 یہ تھا کہ دشمن کو گھیر لیا جائے تاکہ سترہ کی طرف نہ جا سکے۔ اس غرض سے ہم نے اپنے
 سپرہ کے ایک دستہ کو حملہ کا حکم دیا۔ اور دوسرے کو یہ حکم دیا گیا کہ مشرق کی طرف سے
 دشمن کے گرد احاطہ کرے۔ تاکہ وہ شمال کی طرف کو نہ آہیہ تاک نہ پہنچ سکے۔ سواروں کے
 ذمہ دشمن کا تعاقب کرنا تھا۔ خدا نے ہمارے برتر کے فضل و کرم سے وہ تمام آرزوئیں دن
 چڑھتے ہی آسانی سے پوری ہو گئیں۔ اور صرف بھرت پوری ہوئیں جن کے سعلق ہم
 گزشتہ رات کو فکر کر رہے تھے۔ (مرحبا مر جبال صدامیں) ہمارے دستے نے شمال
 کی طرف دشمن کے ساتھ متعدد مقامات پر شدید مقابلے کئے۔ دو دنوں دستوں میں
 بڑھتی ہوئی سخت غزنی سر کے وقوع میں آئے۔ ہمارا ایک دستہ کو بریلی دال
 محمود کے شمال میں دشمن سے مقابل ہوا۔ ایک ہی جگہ میں دشمن کی جمیعت پر اللہ
 برکتی۔ کل اسلحہ جنگ اور کئی ہتھیار تو ہیں چھوڑ کر جان کوئی کی طرف فرار ہو گیا۔
 اور ایک دستہ اسٹیشن (دال محمود) پر دشمن کی ایک جمیعت سے دو چار ہوا۔ اُسے بھی
 شمال کی طرف ہوتے ہی بنی۔

علی ہذا اد غلام مزار۔ ہاشمی کلبا۔ کوماوی۔ و قحہ شہر۔ باقر جق۔ طوقلی
 سیو دیس۔ اور بازید وغیرہ مقامات پر بھی سخت آویزشیں رونما ہوئیں۔ اور سب کا
 یہی انجام ہوا۔ کہ اعدائے دولت کو شمال کی جانب مفرور ہونا پڑا۔
 البتہ طوقلی سیو دیس میں دشمن کی فرج نے کسی قدر مقاومت کی۔ دوسرا
 دستہ مغرب کی سمت رخ کئے ہوئے دشمن سے معروف پیکار کرتا۔ سوار دستے
 دشمن کے عقب میں کام کر رہے تھے۔ مگر انہوں نے پیدل دستوں پر ہاشمی کلبا
 کے سوا کہیں گولیاں نہیں چلائیں۔ اس کے علاوہ جان کئے تلوار میں سونٹے
 ہوئے دشمن کی صفوں کو چیرتے ہوئے نکل گئے۔

۲۸۔ اگست کی شام کو جب ہم نے دشمن کی طرز عمل اختیار کر سکتا تھا؟

اس امر پر غور کیا۔ کہ اب دشمن کیا طرز عمل اختیار کرے گا۔ توہ رائے قرار پائی کہ اب لامحالہ دشمن اپنی موجودہ جگہ کو چھوڑ کر مدلی بیکار اور آشوب کے پہلو پر مجتمع ہو گا۔

ایہا الاغران! یہاں دشمن کے سات دہشتہ تھے۔ چوتھا۔ پانچواں۔ آٹاں بارہواں۔ تیرہواں۔ پندرہواں۔ چودھواں ان میں سے دو دستے اضطراب کی حالت میں مدلی بیکار کی طرف بھاگ گئے۔ باقی ہارنگ دستے اسی موقع پر جس گاہ میں نے اپنی ذکر کیا۔ موجود تھے۔ دو سارا دستہ جو مدلی بیکار میں تھا۔ اس کے ساتھ اب دو دستے اور بھی آئے۔ اور رب تل کر ایک جمیٹ ہو گئی۔ اب دشمن کو اس کے سوا کچھ چارہ نہیں رہا کہ اپنی تمام قوت کو سمر ناپس فوجت کرے۔ اور شیم کو شمال یا کسی اور طرف کی طرف متوجہ ہونے سے روکے۔ میں نے پہلی جمیٹ کے نام پر احکام جاری کر دیئے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ غزلی محاذ کی جانب اس مقصد (دو ملو بیکار میں دشمن سے پہلے داخل ہونے کے لئے متوجہ ہو۔ دوسری جمیٹ کا یہ فرض قرار دیا۔ کہ شمال کی سمت سے دشمن پر حملہ آور ہو۔ سوار دستوں کو ہایت کی کہ وہ اس نقطہ پر مجتمع ہوں۔ چوتھل مراد اور گوناہیہ کے دوس کے راستے کے درمیان داخل ہے۔ اور شمال مغرب کی جانب سے دشمن کو ہٹانے رکھنا اپنا فرض سمجھیں۔ وہ سوار دستہ جو دو گریں مہر دت بیکار تھا۔ اسے تاش اور دوسرے محاذوں اسکی شہر و بیرو میں بلا لیا گیا۔ تاکہ اسنے معینہ غلط پر مہر دت عمل ہے۔

۲۹ و ۳۰۔ اگست کی نقل و حرکت | ۲۹۔ اگست کو ہماری پہلی جمیٹ کی دشمن کے ان دستوں سے جو غزلی

جہاں کوئی اور اہل فتن سے دو ملو بیکار کی طرف آ رہے تھے۔ نے ٹھہر بیوی۔ اور ان پر جنم کی انت سے بچے و سپاہیے کئی رہی۔ دوسری طرف سے اس دستے نے جو حملہ آور ہوئے تھے کو ان و طرہ سے اکڑ نام صریحہ دوہ میں اکڑوش کر با تھا۔ دشمن کے

اصل حاس سے آئے ہوئے دوستوں پر حملہ کر دیا۔ اور اس طرح ہم نے دو دلوں
بیکار کئے راستے میں دشمن کی داہنی کا خط منقطع کر دیا۔ اسی وقت ہماری دوسری
جمیعت بھی دشمن سے سرگرم آویزش مٹی۔ انہیں کارروائیوں میں دلن تمام ہو گیا۔
اب ۳۔ اگست کی کیفیت سنئے! ہم نے دشمن کے پانچ دستوں کو دو دلوں

بیکار کی جانب جانے سے روک دیا۔ اور مقام کوٹاہ میں بھی ان کی شمالی راہ بند کر دی
اب ان کے سامنے نجات کا صرف ایک ہی راستہ فریضہ پل ماش کا کھیت تھا جو
جبل مراد کے شمال میں واقع اور ناہنوار یوں کی کثرت سے دشوار گزار ہے۔ اس
کے علاوہ اسی طرف ہمارے محافظ سواروں کے دستے دشمن کی ٹانگ میں لگے رہے۔

دشمن کی فوجوں کا محصور ہونا | میرے گزشتہ بیان سے معلوم ہو چکا ہے
کہ ہم نے دشمن کے پانچ دستوں کو پوری طرح

بھٹا میں لے لیا۔ ہمارے سپہ سالار اعظم نے قطعی نتیجہ تک پہنچنے کی غرض سے شمال کی
جانب سے محافظ سوارہ فوج کے لشکر گاہ کو کوچ کیا۔ جہاں دوسری جمیعت بھی موجود
تھی۔ میں خود جنوب کی سمت جہاں پہلی جمیعت کا مقام تھا۔ متوجہ ہوا۔ ضروری انتظام
کی توقع کے بعد وہاں سے چوتھی محافظ جمیعت کے سپہ سالار کی قیادت میں پہنچا۔ بعض جگہ
کے سامنے میں مجھے آگے بڑھنے کی سخت ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں اس نقطہ کی طرف
روانہ ہوا۔ جو حال کوئی کے قریب واقع ہے۔ اور جہاں دشمن غریب سہارا لیا تھا
تھا۔ میں نے دیکھا کہ دشمن کے دستے جو آتشک سے داہیں آئے تھے۔ آبی و میر۔ آطنیر
اور آقا جاکوئی وغیرہ یوں یونانی کمانڈر انچیف (ریگوبس) کی گمان میں شکل دائرہ
کھڑے ہیں۔ اور اس وادیرہ کے پیچھے جدول (زیرل حاس) واقع ہے۔ ان دستوں کا
ہماری پہلی جمیعت نے مشرق اور جنوب کی طرف سے اور دوسری جمیعت نے شمال
اور مغرب کی طرف سے احاطہ کیا۔ سوارہ فوج کے لئے تاکیدی انتظام جاری ہوئے۔ کہ
دشمن کا میدان ساعت بساعت زیادہ تنگ کر دے جائیں۔ اب ہمارے سامنے کوئی
خطرہ موجود نہ تھا۔

ہماری توپوں کی گرج

اس کے بعد توپچیوں کو حکم ہوا کہ کہیں قریب ہی کھل جگہ بھر کر دشمن پر آتشباری کریں۔ دوپہر کے بعد عدائے عقیدتی ہی میں اپنے آپ کو ایک آتشین دائرہ میں محصور پایائیں۔ اپنی آنکھوں سے ٹھنڈی کی خنزروں کی اور مرغوبیت کا حال دیکھا۔ انہیں کوئی سفر نظر نہ آتا تھا۔ چات اربعہ میں سے جس طرف دھاکنا چاہتے تھے۔ ہماری توپوں کی آگ جہنم کے شعلوں کی طرح ان کے لئے سدا رہتی بہت بھونڈے عرصے میں ہماری پیدل فوجیں بندوڑوں کے استعمال سے بے نیاز ہو گئیں۔ اور تلواریں کھینچ کر دشمنوں پر چڑھیں (چیرن)

چند ہی منٹ کے بعد ہماری تلواریں دشمنوں سے گلے مل رہی تھیں۔ اسی ملاپ کے شکلیں آسمان ہو گئیں۔ اتنے میں رات نے میدان پر سیاہ پردہ ڈال دیا۔ گویا قدرت نے چاہا کہ اس خوفناک منظر کو اہل عالم کی نگاہوں سے اور جعل کر دے۔ (چیرن)

برادران عزیز میں کچھ کہتا ہوں کہ جب میں آنے والی جگہ کے میدان پر جب نظر ڈالنا ہوں تو میرا دل شاد ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اس لئے کہ ایک سپاہی کے لئے یہ حالت گہرے تاثر اور انفعال کی سرمایہ دار ہے۔ لیکن یہ لوگ جن کی نظیر میں صاف یہ افق نہیں انجام لکھ رہا ہے۔ سپاہی کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ (چیرن۔ شرم شرم کی صدائیں)

دشمن کے مذکورہ بالا پانچ دستوں نے بے مدد نقصان ترکچہ میں کی اسیری | دیکھئے۔ ان کا بہت سا حصہ ہلاک ہو گیا۔ بقیہ ایف کے ہتھیار ڈال دینے کے سوا کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ اور کئی روز تک اعانت قبول کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن یونانی گما پٹر انجیف (تریکوہیں) جسے انتہائی کوشش کے باوجود مفرد ہوئے کے لئے کوئی راستہ نہ ملا۔ ہمارے ایک سپاہی کے ساتھ اس بارہ میں گفتگو کر رہا تھا۔ کہ وہ آویز اس کے ہمراہی اپنے آپ کو اس کے حوالے کریں اسی اثنا میں

معلوم ہوا کہ قریب ہی کے استحقاقات پر ہمارا ایک فرجی انسر و نقیض کا عہدہ رکھتا ہے۔ موجود ہے۔ اُسے پیغام بھیجا۔ نقیض اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی فرج کے کچھ سپاہیوں کے ساتھ جیدول سے گزر کر آپسچا۔ وہاں آکر اس نے دیکھا کہ فرج کے بچے تھے سپاہی اور انسر و نقیض اس کی سلامی دینے اور اسے آپ کو حوالے کرنے کے لئے نظمیا نظر لے رہے ہیں۔ معزز عہدہ دار نے دشمنوں کو اسیر کر لینے کے بعد ایک تقریر کی۔

ایسا الا خان! ہم نے اس معرکہ کے پیش آنے پر شاید یہ کیا ہے۔ کہ دشمن کا ایک دستہ جو اسکی شہر اور رسیدی غازی کے راستے سے جنوب کی طرفنا آ رہا تھا۔ ہم اُسے دیکھ کر متنبی ہوئے۔ کہ ہلدتر ہماری زویر میں آتے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُسے مقام کے خطرے کا علم ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اس نے اپنا رخ بدل لیا۔ اور ہماری نظر سے غائب ہو گیا۔ ہم بھی سمجھ گئے کہ وہ یہاں سے کوئی تپہ کو اور کوتاہیہ سے گذر کر دوس کو جائے گا۔ جہاں اُس نے رخ بدلا۔ ہماری فرجوں سے اس کی خبر پھیل گئی۔ جب اشارہ راہ میں اُس نے اپنی ہیئت سی طاقت حملوں کی نذر کر دی۔ تو گذر میں ہلاکت کے سوا اس کا انجام نہ تھا۔ دچیرن



سمرنائیں یونانیوں کا خوف

سمرنا کے ایک ترک کا بیان ہے کہ یونانیوں کی ظاہری قوت ترکوں کے مقابلہ میں اتنی ہی زیادہ تھی جتنی کہ ان کی باطنی قوت کمزور تھی۔ مودہ احمد ترک کے نام سے اس طرح کا پتہ تھے۔ جس طرح کہ بکری شیر سے۔ یہی مارا تھا۔ جس نے یونانیوں کو باوجود ہر طرح کھل ہو چکے شکست کے متواتر سطر دکھائے۔ اور ترکوں کے مطالبات کو ان سے قریب ترک دیا۔ یونانی اس قدر گھبرا گئے۔ کہ انہی اپنی قوم اور ترکوں میں تفریق نہ رہی۔ وہ ترکوں کی آنکھیں بند کر دیا گئے تھے۔ اور راستے میں چور مقامات اور غلامات بولی پھری۔ ان کو نذر آتش کر دیے تھے۔ وہ یہ باطل نہیں کہتے تھے کہ آیا اس کے باشندے یونانی ہیں۔ یا ترک۔ سمرنا میں آخری لمحات نہ صرف یونانی باشندوں کے لئے باعث تشویش تھے۔ بلکہ یونانی حکام ہی اس وقت بھڑکنا شروع کرتے تھے۔ وہ بیرونی خبروں کو چھپانا چاہتے تھے۔ لیکن وہ خود ان ہی کی حرکات داخل سے ظاہر ہو جاتی ہیں۔ ہم دونوں سمرنا میں پہنچا کرتے تھے۔ کہ یونانی سپاہ سپاہیوں ہی ہے۔ اور لشکروں اور لہجوں کو آگ لگا کر بجھ رہے ہیں۔

امید و بیم کی زندگی یہ زمانہ چھکوا اپنی زندگی کا ہمیشہ یاد رہے گا۔ ہمیں ہر سلاطت اس بے خوف واقعات معلوم ہوتے تھے۔ جس میں امید و بیم کی جھلک ہوتی تھی۔ ہم سے زائد یونانی باشندے مضطرب و پریشان تھے ان کا اضطراب بآدھو کو شش کے بھی نہیں چھپ سکتا تھا۔ ان کی عورتیں اور بچے خوف سے روتے تھے۔ اور شہر میں سے لوگوں کا بے تحاشا بھاگنا اس سطر میں اور روشن پیدا کرتا تھا۔ ہم دینی ترک اگرچہ پریشان تھے۔ لیکن یہ پریشانی ایسی تھی جیسے کہ کوئی شخص اپنے گھر کو چھوڑ کر بھاگتا ہو۔ ہمارے دل خوشی سے سینہ پر ہر طرح سے تھے۔ لیکن ان میں بعض وقت ناامیدی کی جھلک خوف پیدا کر دیتی تھی۔

سہاری خوشیاں بھرا دیئے بہت سیارک بقیں لیکن ہسپاں کا سچ دغم ہمہ کافی
 اثر کرتا تھا۔ ترک یونانیوں کی بیکری دیکھ کر ہی پر ہایت رکھتا تھا۔ وہ ان کی عورتوں
 اور بچوں کی آہ دیکھا پر گھبراہٹ نظر کرتے تھے۔ اور انہیں بہت کانٹا لگا رہا تھا۔ ان کی رنگوں میں
 سرجاں ہوئے لگتا تھا۔ ترکوں کی اس وقت بالکل ایسی شانلی تھی کہ کسی شخص کے
 گھر میں خوشی و شادی ہو اور اس کے ہسپا کے گھر میں کسی کی موت کی وجہ سے ماتم
 ہوتا ہو۔ میں نے یونانیوں کے بہت سے جری دل انھیں کو دیکھا جو اپنی بیادری
 کی بڑی ڈانگ مارتے تھے۔ خوف سے ہراساں ہو رہے ہیں۔ یونانیوں پر یہ حالت
 ترکوں کے انتقامی ظف کی وجہ سے طاری ہو رہی تھی۔ بلکہ وہ کھلم کھلا اپنے سہاہوں
 کو کہتے تھے۔ اور ان کو صرف یہ خوف تھا کہ یونانی سہاہ ہم کو یہی اسی طرح
 آگ کی تندرک سے لگی جس طرح آگلی شہر اور اور شک کے یونانی باشندوں کو آگ
 میں جھونک چکی ہے۔

یونانی سہاہ کی بیکری | یونانی شکست کی وجہ سے زیادہ ہراساں
 کے احکام کی بدنامی تھی۔ اور اسی بنا پر تمام صف
 کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ اب یونانیوں کو کسی طرح فتح نہیں ہو سکتی۔ فوجی قواعد
 کی راز سے یونانی سہاہ سالانہ جد غلی کی وہ یہ تھی کہ اس نے اپنی سہاہی کے
 سرفروں کے لئے کوئی خاص پیشہ سے قائم نہیں کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب سہاہیں
 یونانیوں کو شکست ہوئی۔ تو پھر بعد میں وہ برا بوجھ پھینکتے گئے۔ لیکن ان کو کوئی خاص
 ایسا نہیں لاکھ جس پر وہ ہم کر اپنے اندرونی نقصانات کی تلافی کر لیتے۔ یونانی سہاہ
 کو سلطان اس کی پرداہ نہیں تھی۔ کہ اناطولیہ ان سے چھن جائے گا۔ بلکہ افواج
 یونانی سے اگر میظمت اناطولیہ کا سلا یہ کیا جاتا تھا۔ تو وہ اناطولیہ کے نام سے
 غصہ ہوتے تھے۔ وہ ایک منٹ بھی اناطولیہ کے لئے میدان جنگ میں ٹھہرنا نہیں
 چاہتے تھے۔ ان کی تشاوت یہ تھی کہ وہ اپنے وطن کو واپس ہو جائیں۔ قانون
 کی نافرمانی سہاہوں کے دیگر اصولوں تک میں نام تھی۔ جنہوں کے احکام کی

ہیت کم ہوا کی جاتی تھی۔ آخر میں قیادت عامہ کو اپنے افسروں کو خوش رکھنے کے لئے عورتیں تک ساتھ رکھنے کی اجازت مل گئی تھی۔ اب میدان کارزار میں عشق و محبت اور پورا ہوس کا بازار گرم تھا۔ نہ کسی کو ٹکڑا دھنسی نہ خوف جنگ۔ یہ لوگ اس وقت تک پیار و نشہ عشق میں مہوش رہے۔ جب تک کہ ترکوں کی تلواروں کی چمک سنے ان کے نشہ کو بہرہ نہیں کر دیا۔

یونانی سپاہ خود شکست جاستی تھی | یونانی سپاہیوں کو اس قدر ناامیدی ہو گئی تھی کہ جو کوئی ان کی مدد کرنا چاہتا تھا وہ

اس کے بھی دشمن ہو جاتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ہم کو ترکوں کے مقابل کسی فتح نہ ہوگی اور بعض اس شخص کے بھروسہ پر کچھ دلاں اور سو کہ جنگ میں رہنا پڑے گا۔
جبریل تو کرم ارمنی جو کہ ترکوں کے خلاف بٹھائیوں کی جانب سے جنگ بلقان میں بھی لڑا تھا۔ اس نے اس یونانی جنگ میں ایک لشکر کی تیاری کی بنیاد ڈالی اور اس میں بہت کچھ کوشش کی۔ اور وہ ایک حد تک اپنے خیال میں کامیاب بھی ہوا لیکن ارمنوں اور ان کے پادریوں نے اس کی مخالفت کی اور صرف مخالفت ہی نہیں بلکہ اس پر ہر ہوسے کہ اس جبریل کو نکال دیا جائے۔ حتیٰ کہ مجبوراً سب سے سالار اسٹلم نے اس کو خفیہ راتوں رات دوسری جگہ منتقل کیا۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں۔ بلکہ ہر اس وقت کی حالت جانتا ہے کہ وہ خوب اندازہ کر سکتا ہے کہ یونانی وارسنی کس طرح لڑائی سے کاٹتے ہیں۔ اور ترکوں کے نام سے انہیں بخار چڑھتا ہے۔



یونانی اسیروں کی کہانی

ایک عربی اخبار کا نامہ نگار قسطنطنیہ کے ایک عمارت سے اٹھ کر جا رہا تھا تو میری آنکھ نے وہ تماشا دیکھا کہ جس سے میرے دل کو ہمیشہ سرور رہے گا۔ میں اس پر گامی کے انتظار میں تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک جگہ پر کثیر اثر عام ہے۔ میں بھی اس طرف بڑھا کہ حالات کی جستجو کروں۔ میں جب نزدیک پہنچا۔ تو چند سواروں کو عثمانی جھنڈائے ہوئے دیکھا۔ اور کئی ترکوں کو چند دیوہوں پر سوار دیکھے ہوئے پایا۔ جو لوگ ان ترکوں کی حفاظت میں تھے۔ ان کے چہروں سے مذمت، شرم اور خون کے آثار نمایاں تھے۔ ان کے سر کھلے ہوئے تھے اور ان میں سے ہر ایک اپنی گردنیں نیچے کئے ہوئے تھا۔

میں نے ایک پہرہ دینے والے تک سے پوچھا کہ یہ ننگے سر کون لوگ ہیں جن کی تم حفاظت کر رہے ہو۔ وہ ترک فخرانہ لہجہ میں بولا کہ اس حلقے میں تم جن لوگوں کو دیکھ رہے ہو۔ یہ یونانی لشکر کے مایہ ناز جرنیل ہیں۔ ان کو ترکی فوج نے جگمگ اسیر کیا ہے۔

حقیقت میں یہ جواب میرے لئے عجیب سرست پیدا کرنے والا تھا۔ میرے قریب میں مختلف قسم کے افات پیدا ہونے لگے۔ میری نظر کے سامنے ترکی کی گذشتہ بے بسی اور لاچارگی کا نقشہ کھینچ گیا۔ اور میری آنکھوں کے بے اختیار آنسو بہنے لگے۔ میں اس خوشی کے رونے کو ضبط کر کے دربان کی طرف بڑھا۔ اور اس سے اجازت طلب کی کہ آیا میں ان اسیروں سے مل سکتا ہوں یا نہیں۔ دربان نے نہایت خندہ پیشانی سے مجھ کو ان سے ملنے کی اجازت دیدی۔

میں جس وقت ان کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے میری طرف سے بے نظریں پرالیں اور مجھ سے گفتگو کرنے میں دلچسپی نہیں لی۔ میں نے ان لوگوں کے تمام دربانوں سے

جب میں نے ان کے نام سے تو مشورہ کر لیا۔ کیونکہ یہ یونانی فن کے رواج و ارتقا
اور جن لوگوں میں مشہور منزل تھے میں نے خیال کیا۔ کہ یہ اس وقت جمع کے ساتھ ملکر
کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ لہذا تم کو ایک دن میں قیام کرنا چاہیے۔ اور کل جمع ان
کے تنہائی میں ملاقات کر کے حالات دریافت کرنا چاہئے۔ میں نے اس خیال کو بخیر
کر لیا۔ اور میں ٹھہر گیا۔

میں صبح کو اٹھ کر ان سے ملنے کو گیا۔ جبکہ اندر جانے کی اجازت مل گئی۔ سب
سے پہلے میری نظر ایک سپہ سالار پر پڑی۔ جو ننگے سر اپنے رفیقوں سے علیحدہ ایک
جانب کو بیٹھا تھا۔ جبکہ دیکھتے ہی اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور مولیٰ مصغ
کے ہمداس نے مجھ سے بیٹھنے کی خواہش کی۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اس کو ایک گلا
پیش کیا جس کو اس نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ سپہ سالار نے ذکر کیا کہ یہ قدر
رنگ۔ قوی اور خاص شخص تھا۔ وہ بار بار میرے چہرے کو دیکھتا تھا۔ میں کچھ گیا۔ کہ
میں گفتگو کرنے کا خواہشمند ہے۔ میں نے اس سے ترکی میں پوچھا کہ کیا آپ ہمارے
زبان سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری باقیوں کا جواب دے سکتے ہیں۔ جس پر اس نے ترکی
زبان بولنے کا اقرار کیا۔ بعد میں میری اور اس کی باقیوں کا سلسلہ اس طرح شروع
ہوا۔

سوال۔ آپ کا وطن کس جگہ ہے اور آپ کس مقام سے ہمارے مہمان ہیں؟

جواب۔ میں "دولی بنار" اسیر ہوا۔ میرا نام "یوان" ہے۔ اور میں یونانی قبیلہ
جنرل ہوں۔ میری جائے ولادت ایٹھ فرس ہے۔ اور وہیں میری پرورش ہوئی۔
تین برس قبل آٹھ دن ہوئے۔

سوال۔ یہ آپ کے ساتھ کون لوگ ہیں؟

جواب۔ اس مجمع میں آپ کو جنرل "نیدر" جن کی کان میں پانچ ہزار روپے
میں لگے۔ اور ان کے علاوہ ۳۰ جنرل اور بھی۔ جن کو یونانی سپاہ ہتھیارت

کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ آپ کو معلوم ہو کہ یہ سب کے سب اسی "دولی مینار" کے
سیدانوں میں گرفتار ہوئے ہو کر شکست ہوئی اور کامل شکست ہوئی۔ لیکن اگر آپ
ہمدردی شکست کے اسباب پر نظر کریں گے۔ تو آپ ہم کو ایک حد تک معذور تسلیم
کریں گے۔ ہم اندھ مارا لشکر ہمیشہ ترکوں کی پیادری اور ان کی عظمت کا حامل بنا
کرتا تھا۔ اسی لئے ہماری قوم ترکوں کے مقابلہ میں نہیں آتی تھی۔ ترکوں کا رعب
ہمارے لشکر پر پہلے اتنا تھا کہ وہ میدان جنگ میں آنے کے لئے کسی طرح
راہنی نہ ہوتے تھے۔ لیکن ہم کو اور ہمارے لشکر کو حکومت نے دھوکا دیا۔ ہم سے
یہ کہا گیا تھا کہ تم ان ترکوں سے مقابلہ کرنے کے نہیں جا رہے ہو۔ جو قاعدہ
جنگی فوج سے ماہر ہیں۔ یہ ترک محض فن جنگ سے ناہم ہیں۔ اور انہوں نے
کبھی میدان جنگ کا سنہ تک نہیں دیکھا۔ اور اگر بالفرض یہ ترک جنگ سے ماہر
بھی ہیں تو ان کے پاس سامان جنگ بالکل نہیں۔ تمہارے پاس توپ۔ ہوائی
چماڑ۔ منبوق۔ غرض یہ کہ سب کچھ ہے اور تمہارے مقابل ترکوں کا جو لشکر
آئے گا۔ وہ صرف چھڑی لٹاری لائی رکھتا ہو گا۔ نہ ان کے پاس گولہ بارود
ہے اور نہ ہوائی چماڑ اور توپیں ہیں۔ محض یہ نہتہ لشکر ایک سلاخ اور باقاعدہ فوج
سے کس طرح مقابلہ کرے گا۔

ہم نے اور ہمارے لشکر نے حکومت کے قول پر اعتبار کیا۔ اور اسی
اعتبار کی بنا پر یہی جنگ میں ستھدی کا اظہار نہیں کیا۔ ہم ترکی لشکر کو علوا کے بے
دود جاننے لگے۔ یہی وجہ تھی کہ ہم مختلف تفرکات میں مشغول رہے۔ حتیٰ کہ آخر وقت
میں ہم غورتوں تک کو رکھ سکتے تھے۔ ہمارے دہم و گمان میں بھی تمہاری ان
جنگی تیاریوں کا خیال نہ تھا۔ علاوہ ازیں ہمارے سپہ سالار انہم کو باوجود
تمہاری ان جنگی تیاریوں کی خبر ہونے کے اپنی فوج پر اس قدر بھروسہ تھا کہ وہ
اپنے جنگی محاذ پر خطوط کو اس قدر محفوظ سمجھتے تھے۔ کہ تمہارا غلبہ ان پر بالکل
حال ہے تم سمجھ سکتے ہو کہ حواش کے حالات۔ نہ ہوا۔ نہ آواز۔ نہ

کے ہوں وہ جادہ کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے۔

ہمارے اچانک سخت حملے نے ہمارے لشکر کے ہر شخص اڑا دئے اور وہ ایسے دیوانے ہو گئے کہ انگوٹھی جالوں کی بھی خبر نہ رہی۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ ہم ترک سے چھریوں اور کلار ہیروں سے مقابلہ کریں گے۔ انا اسی ہمارے ساتھ رہے۔ کچھ دنوں کے لئے اسے تھے۔ مگر میدان جنگ میں ہمارے حملے نے حکومت کے قول کو چھوڑنا کر دیا۔

ہمارے پاس سامان حرب بہت کافی تھا۔ اور یقیناً میدان "دو ملی بیٹا رہ" ہمارے پاس تو ہیں ہم پر گولہ باری کر رہی تھیں۔ ہم کہہ کر اور ہمارے لشکر کو اس سانپ سامان کا دم دکان بھی نہ تھا۔ اب ہم ہی فیصلہ کر دے کہ اگر ہم اسیر ہوئے تو اس میں کڑی کیا مطلب ہے۔

دیکھئے میرے سر میں یہ زخم ٹھیک ہے۔ لیکن اتنا کاری نہیں کہ ہلاکت کا باعث ہو۔ میں اسی زخم کے سبب اسیر ہوا۔ آپ کے لشکر نے ہم کو اس طرح چار طوطے سے گھیر لیا کہ میرے خیال میں ہم میں سے کوئی بھی بچ کر نہ نکل سکا ہو گا۔

سوال۔ کیا آپ نے ہمارے لشکر اور اپنے لشکر میں کوئی ایسا زخمی فرق پایا۔
جواب۔ میں کچھ کہتا ہوں کہ آپ کا لشکر نہایت ہی جذب اور تربیت یافتہ ہے۔

اور ہم اس اعتراض پر مجبور ہیں کہ آپ کے لشکر کے اخلاق بہت وسیع ہیں۔ ہم آپ کے حال اور افسروں کی مہذبانہ گفتگو اور حسن سلوک پر نہایت حیران ہیں۔ کہ جس قوم سے ان کو اتحاد کو پہچاننا پھر وہ ان کے افسروں کی اتنی مداریت و خاطر کرے۔ ہم کو قویہ اور تھکنہ میں آپ کے لشکر کے مزید آدمیوں کو دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ اور ہم کو خیال ہے کہ آنگرہ میں آپ کے پاس اور کثیر فوج ہوگی۔

جنرل تھیرڈ ہمارے گفتگو پاس ہی سے سن رہا تھا۔ کہنے لگا کہ ہم کو گمان تھا کہ تم لوگ ہر جانب لشکر سیدان جنگ میں اڑا دیے۔ لیکن پاس کی

تسجد و سبہ مجھ کو نہایت صاف الفاظ میں اس امر کا اقرار کرنا چاہتا ہے کہ آپ کا لشکر بڑی اور شجاعت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہے۔

ابھی جنرل مذکور اپنی پوری بات کو ختم بھی نہ کر چکا تھا کہ ایک سوار حکم لایا کہ اسپرڈ کو یہاں سے روانہ کر دیا جائے۔ میں نے یہ کہا کہ جنرل یون کے چہرے پر چھای کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اور اس نے میرے ہاتھ کو دبا کر گھبراہٹ کے لہجہ میں پوچھا کہ اب ہم کو کہاں لیجا یا جائے گا؟ میں نے جنرل مذکور کو تسلی دی کہ اب آپ انشاء اللہ ایسی جگہ لیجائے جائیں گے جہاں آپ کے عیش و آرام کے سامان کافی طریقہ سے مہیا ہوں گے۔ ترکوں کے آپ مہمان ہیں۔ وہ آپ سے کبھی بدسلوکی نہ کریں گے۔

فقیر بڑی دیر میں یہ لوگ گاڑی پر سوار کر کے روانہ کرنے لگے اور میں بھی واپس چلا آیا۔

جنگ کلینٹن | اس ترکی یونانی جنگ کے حسب ذیل اہم نتائج مرتب ہوئے
 (۱) ترکوں نے سمرنا اور عفریں پر قبضہ کر لیا۔ اور ۱۹۲۲ء
 کو قسطنطنیہ پر بھی مسلط ہو گئے۔

(۲) ۲۹ ستمبر ۱۹۲۲ء کو تخت سے معزول کر کے ایک جزیروہ میں
 قید کر دیا گیا۔ اور ۱۲ جنوری ۱۹۲۳ء کو اس کا اسی حالت میں انتقال ہو گیا۔ سوید
 گونس سابق وزیر اعظم یونان اور کئی بڑے افسر ۱۹۲۲ء کو گولی سے اڑا دئے گئے
 (۳) ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو مسٹر لائیڈ جارج وزیر اعظم برطانیہ نے استعفا دے دیا۔

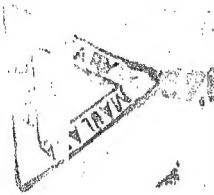
(۴) ۱۶ نومبر ۱۹۲۲ء کو سابق سلطان وحید الدین نے برطانی جگہ چھوڑ دیا
 میں تباہی پہنچے وہ مائٹا پیچھے۔ اور جنوری ۱۹۲۳ء کے پہلے مہینے میں مکہ معظمہ جا کر
 شاہ حسین سے مل گئے (۵) ۱۹ نومبر ۱۹۲۲ء کو ترکیان احرار نے شہزادہ عبدالحمید
 ابن سلطان عبدالعزیز عثمانی منور کو خلیفہ تسلیم منتخب کیا۔

قال ہے ہم جہ سے بولہ سواست کے حال میں نہ رہے۔

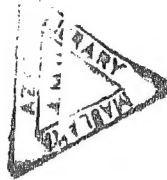
2129

97957

This book is due on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.



20-11-17



7796

